

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

(غالب)

تازدیوایم که سرست سخن خوبند : این می از قحط خیر پدران کنین خوبند
که بکم راد عدم لوح قبولی بوده است : شهرت شعرم به گیتی بعد از تو باشد

کَلَامُ رَايِدِ شَاه

تصنیف لطیف شاعر از کمال بخشین مقال
عالمی جناب الحاج خطیب قادر بادشاه صبا بادشاه مرحوم
رئیس و نزاری ضلع شمالی آرکات
برادر بزرگ جانا آقا این جنگ مولوی احمد سینا بهادری پس ای حیف سگری عضو نظام ضلع آرکات

مرتب
جناب محمد اسماعیل سیّد صاحب التخلّص به غموم ساکن در پس
با تمام خاکسار خطیب محمد عبدالرشید عفی عنه فرزند مصنف مرحوم
۱۳۳۴ هـ

طبع مطبعه کبریا

فہرست مضامین گلزار بادشاہ

| | | | |
|-----|---------------------------------------|-----|--|
| ۵۳ | غزلیات | ۱ | دیباچہ از مرتب |
| ۵۶ | تاریخات مساجد | ۱۰ | دیباچہ اول از مصنف |
| ۵۸ | تاریخات متفرق تعمیرات | ۱۳ | دیباچہ دوم " " |
| ۵۹ | تاریخات شادی | ۱۴ | حمد باری تعالیٰ جلشانیہ |
| ۶۲ | تاریخات ولادت | ۱۸ | نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۶۷ | تاریخات وفات | ۵۷ | غزلیات حسن و عشق |
| ۷۵ | تاریخات متفرق واقعات | ۵۸ | مستزاد نعتیہ |
| ۷۹ | تاریخات کتب | ۵۹ | مدح خلفائے راشدین رض |
| ۸۱ | نظم اور قطعات تاریخ جو متفرق و تعالین | ۶۱ | مدح اہل بیت رض |
| ۲۰۰ | تاریخات مساجد و عید گاہ | ۶۵ | مدح غوث الاعظم رض |
| ۲۰۱ | تاریخات شادی | ۶۸ | محسنات |
| ۱۹ | تاریخات ولادت | ۷۱ | سندس بر جمع بند |
| ۲۲ | تاریخات بسم اللہ خوانی و ختان | ۷۶ | نصائح |
| ۲۵ | نظم و تاریخات وفات | ۸۵ | شمار دعائیں |
| ۳۹ | تاریخات کتب | ۹۱ | نظم ہر متفرق مفید قوم |
| ۴۳ | رباعیات | ۱۳۱ | تہنیت خیر مقدم حکام وقت ہمدرد ملت فیاض |
| ۴۶ | مضامین نشر | ۱۵۰ | معمروضات رعایا پر حکام وقت |
| ۵۵ | تقریرات و قطعات تاریخ طبع نسخہ ہذا | | کلام فارسی |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترانہ حمد آہی بن عنذیب خامہ بسجود ہے جسے گلزارِ سخن کو سرسبز و شاداب کیا اور نوع بشر
 کو اس سے مستفید فرمایا شجرِ حجر سے اس کے میح سرائی کی شان نمایان مرغانِ چمن اس کی نعمت سرائی میں ترزبا
 بن جلالتِ عجم نوالہ نعمت رسول مقبول میں زبانِ عجز کا کیا یا رکہ کشتائی کرے جسے اپنے اعجازِ سخن سے
 اقطارِ عالم کو سحر کر لیا اور اعدائے دین کو اپنی سحر بانی سے مطیع بنالیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین۔
 ابا بعد خاکسار خوشیہ چین اربابِ علوم محمدؐ اہل مغنوم اربابِ علم فن اور ولد اوکان سخن کی خدمت میں عرض
 پرداز ہے چونکہ عرصہ دراز سے مجھے مصنف رسالہ ہذا کی ہمیشی کا فخر حاصل ہے اور وہ میرے شفیق دوست
 اور میرے مونس و ہمد تھے لہذا ان کے پاکیزہ خیالات اور نفیس جذبات سے میں جب قدر متاثر ہوا ہوں غالباً اس کا
 ذکر یہاں بجا نہ ہو گا نیز ادبی طبع اور کو روشنی میں لا باہی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو ان کے کلام کا سوا نہ
 کرنے میں سہولت حاصل ہو ادبی پاک اور بے لوث زندگی گھسی لہو واجب میں حرفِ نہوی مذہبی امور میں ایسے
 نہ ہکے تھے کہ دنیا سے فانی کی ذرہ بہر وقعت ان کے دل میں نہ تھی اگرچہ دنیا ان کے قدموں کے تلے تھی اور
 خدا نے ان کو مال و دولت سے سرفراز کیا تھا۔ مگر وہ حبِ دنیا سے ہمیشہ متفر تھے مستحقین کو ہمیشہ اپنے بدل
 و ایثار سے فائدہ پہنچاتے تھے قومی کاموں میں بہت بڑا حصہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنوں کو ادبی

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے۔ بلکہ شہر و انباری میں بعضے انجمنوں کا وجود بھی انہیں کے دم سے ظہور پذیر ہوا۔ صوم و صلوات کی پابندی اخیر دم تک قائم رہی اور نکاح مزاج افراط و تفریط سے بری تھا نہ وہ وقتیا نوسی خیالات کے بزرگ تھے کہ پرانی لیکر کے فقیر بن کر جدید تعلیم سے متفر ہیں اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو خیر باد کہیں بلکہ خیر لکھ موہرا وسطیٰ اور نکاح طوائفی امتیاز تھا نہ یہی ضرورت ان کے پاس مقدم تھی اور کے بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے میں چندان قباحت نہ تھی جبکہ ثبوت جا بجا ان کے شعرا سے میگا بحر و کسار کا جوہر اور انکی طبیعت سے نمایان تھا غرض جو بشنودی خدا میں انکی عمر بسر ہوئی اور خوف خدا ان کے دل میں جاگزین تھا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

و

اے بادشاہ امیدین یوں تو بہت ہیں لیکن ہے حسن خاتمہ کی کافی امید واری تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوئے خداوند کریم انکی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے شعر و سخن میں وہ اعلیٰ درجہ کی ہمارت رکھتے تھے ہر شعر اور ان کے دلی جذبات کا موقع ہے مذاق سخن اور انکا فطری علیہ تھا اس سے پہلے ان کے دو دیوان شائع ہو کر بقائے دوام کا شرف فیکٹ حاصل کر چکے ہیں۔ انکی شہرت عالمگیر ہے یہ ان کے تفریق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا جس میں ہر کلام مذاق اور سامان دلچسپی موجود ہے اس دیوان میں آپ تین قسم کے شعرا پائینگے ایک تو وہ جس میں بلند پروازی اور شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان کی شان نمایان ہے دوسرے اشعار وہ ہیں جس میں سلاست بیان کیساتھ استعارات بدیع اور حسن بندش کو سادگی کا لباس پھنسا یا گیا ہے اور وہ اغراق و غلو سے مبرا ہیں تیسرے اشعار وہ ہیں جس میں نہ بلند پروازی ہے نہ دوران کا تخیل ہے نہ استعار بدیع میں ہاں حسن بیان اور سلاست زبان کیساتھ عام فہم الفاظ میں صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

و

بادشاہ کا شاعری سے ور نہ کیا ہے مڈھا

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے

کلام فارسی ایک ہی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے اور اپنی دلاویزی میں کشش کھربانی کا اثر رکھتا ہے جس سے مذاق سخن رکھنے والے حط و افراط ٹھاسکتے ہیں آپ حیران ہونگے کہ اردو اشعار میں اسقدر تبدیلی کیوں آتی

ہوئی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اونکے سوت خیالات میں کمی آگئی یا جلت طبع باقی نہ رہی بلکہ وہ جمیع اضافہ سخن پر قادر تھے اونکے خیالات ترقی پذیر تھے اونکے جذبات کا دریا موجزن تھا باوجود اس کے اونکی یہ روش اونکی صدقت شعاری پر مبنی تھی اسلئے کہ وہ فرضی عشق کے پارینہ داستان کو خیر باو کہہ چکے تھے اغراق و غلو سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کیسے عاشق نہ اونکا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی حُسن و عشق کے اشعار میں ایک مدت تک زور طبیعت دکھایا گیا جس کا ثبوت اونکے اگلے دو دیوان سے ملکتا ہے اگرچہ انہیں بھی نفعیتہ شعار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی زالی شان کیساتھ کیونکہ عشق حقیقی کا ذوق انکی طبیعت میں موجود تھا۔ خدا کی شان کہ وہی عالم شباب باقی تھا اور انکی طبیعت نے پلٹا کہائی فرضی عشق کی فرسودہ داستان سے ثابت ہو گئے اور عہد کر لیا کہ سوائے حمد و نعت اور نصائح کے کچھ نہ لکھو گا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

حمد و نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو قسم بادشاہ کی نہ کوئی اور سخیانی ہے
اس عہد کو اخیر وقت تک بنایا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی اونکی زبان قلم سے نہ نکلا۔ مطبوعہ دیوان کے سوائے جب قدر شعرا اس مذاق میں لکھے گئے تھے یا تو چاک کر دئے گئے یا ردی کے مندر ہوئے۔
بڑی تجسس کے بعد دو غزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوئے نمونہ درج کئے گئے غرض ایک قلیل مدت تک نفعیتہ شعار کا رنگ وہی تھا جس سے اونکی خصوصیت نمایاں ہوتی تھی جن کو میں نے پہلے قسم کے اشعار میں شمار کیا ہے۔ لیکن چونکہ ابتداء سے انہیں وہی رنگ چڑھا ہوا تھا لہذا رفتہ رفتہ انہوں نے دور از خیال کو خیر باد کہہ دیا اور انداز بیان کو سادگی پر منحصر رکھ کر اغراق و غلو سے اپنے قلم کو باز رکھانی الحقیقت دوار کار تخیل سے ایسی کہیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ شعر کی غرض فوت ہو جاتی ہے بات وہی کہنی چاہئے جو کوئی مفید نتیجہ پیدا کر کے معمولی باتوں میں نتیجہ خیز مضامین سپا کرنا ہی شاعری کا مابہ الامتیاز ہے دوسری بات جو اونکے دل میں پیدا ہوئی وہ یہ کہ رضائے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے قدم باہر نہ ہو چونکہ انکے کلام کی شہرت قطع ہند میں پھیل چکی تھی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہو چکے تھے بلکہ طلبتہ بہت سے متنفر ہو چکے تھے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صدقت شعاری پر رکھی اور اغراق و غلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان باتوں کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

حسنِ صلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو فخر ہے ہر بل مرے شہار پر
اوسکو اپنی صدفِ شکاری پرتین تھا کہ وہ رنگ لائے بغیر نہ مگی اور اب نہیں تو میرے بعد ضرور اوسکو
فروغِ حاصل ہوگا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں
بادشہ فکر ہے کیا گر نہیں اب قدر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے مزہ میرے بعد

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کب لای بادشاہ
بعد میرے ہو گئے سب میرے سخن کے قدرون

قدر سخن نہیں اب ای بادشاہ کیا غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا
یہ لو کی پیشینگوئی تھی جو حرفِ صحیح ثابت ہوئی اور لوگ اوسکے ہر سخن کی قدر کرتے ہیں نعتیہ شہار کے
ذوق کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشہ بھگوا
کہاں رجحان تھا یوں نعتیہ شہار سے پہلے

بادشہ میں نہ کچھ ہونگا کبھی نہ نعتِ نبی
سارے شہار میں اس نچے میں ہنر دالے
وہ اپنی تبدیلی خیالات کو بھی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب و غلو کے دلدادوں کو میرا طرزِ بیان
پسند نہ آئیگا مگر اوسکی پرواہ تھی چنانچہ متعدد شہار میں اسکا ذکر ہے جس میں سے چند شہار نقل کرتا ہوں
سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ
واقعی ہے بات لطیف بیان کچھ ہی نہیں

اغراق اور غلو اور جدت نہیں ہے ہمیں
مرغوب شہار ان ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ بے تکلف بے تصنع ہے ترا ہر ایک سخن

ججھ معذور گھمیں باغ سخن کے گلچین پہول گر گزب غلو کے مرے دامائین

سخن بادشاہ کا ہے بس سیدنا سادہ یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے
غرض انکو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ میں جگہ دیجائے ورنہ وہ تسلیم کے دہنی تھے
خیال آفرینی میں وہ کسی سے کم تھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ مضمون نگاری میں بھی مدیوٹی رکھتے تھے
وہ ناظم شیریں زبان تھے تو شاعر جادو بیان بھی تھے چنانچہ اکثر مضامین انکے مختلف اخبارات میں شائع
ہوا کرتے تھے انکی تصنیف یادگار بادشاہ میں چند مضامین داخل کئے گئے ہیں۔ وہ نہ صرف فرضی
شاعری کو ترک کئے بلکہ ایسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کر دی جس میں انکے بہت سے شعرا موجود
ہیں پر شعرا کو نصیحت کی گئی ہے کہ ایسی شاعری سے باز آئیں انکے چند شعرا حسب ذیل ہیں
عشق جو سچا ہے مثل وز روشن ہر عیا عشق فرضی تو نمونہ ہے شب و بچو کا

محبو چھوڑ دو جو ٹٹے مانے پڑ ہو تر آن اور تفسیر دیکھو

گیا وہ اگلار مانہ و شاعری بھی گئی قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں

ایسی تو صیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قابل ایک سر موجود ہا ہم سے شریعت ہو جائے
چھوڑ میں کلینت وہ بوسیدہ خیالات فرضی عشاق کو یارب یہ ہدایت ہو جائے

کر دیتی محبت شاعر و نافع ہو تم کو بھلا کیا پاؤ گے عشق تباہ میں مبتلا ہو کر

پاک فرضی عشق سے ہے بادشاہ کی شاعری مجھے اُنے نگین مزاج لطف کیا پائینگے آپ

بتو نیرشب این ہم فدا اپنے ہمیں بر سر کیا کام سے دلچسپ چارہ نہ نہیں سکتا

مجھے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی دلبر سے میں سچا ہوں مجھے سچی محبت سے پیہر سے

ہم میں نیافتد نبی ہم کو کیا ضرور فرضی تہوں کے ناز جو بچا اوٹھائے

خیالی شاعروں سے دور مداحان حضرت ہیں نیشاق بنی اور وہ تہوں کے متلاٹھرے
تیسرے قسم کے شعار وہ ہیں جو اپنی خلاف خواہش اوں لوگوں کی درخواست پر لکھے گئے جو سخن شناس اور ذہنی
نہتے ان شعار میں نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت اونکے مندرجہ ذیل شعار سے مل سکتا ہے
رو کہا پھیکا ہے بادشاہ کا سخن کیا جے رنگ اسکا محفل میں
استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن میں تیرے بادشاہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتوں سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ اونکا اختیاری امر تھا ورنہ وہ بلند پروازی فکر میں کسی سے
کم نہتے غرض مختلف طبائع کیلئے اونکا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل
کر سکتے ہیں۔ بخلاف اونکے اگلے دو دیوان کے جو جملہ شعار ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں نعتیہ کلام نے
اونکے دیوار شوق پر تازیانے کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چڑنا کہ زیارت روضہ اطہر کے تمنا میں
واقفہ ہو گئے۔ اونکے نعتیہ شعار رسمی یا تقلیدی نہیں بلکہ بیانی عشق اور طلب صلوٰۃ کے جذبات سے لبریز ہیں
جو شتاقان سخن کے دلچسپ تر کام کرتے ہیں غرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم
بیت الشہ ہوئے اور پھر روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اُنہائے

سفر میں بہت سے شہکار لکھے ہیں جس میں ان کے جذبات صادق کا اظہار ہے۔ بارگاہِ نبوی میں کمال سوز و گداز
کیساتھ نعتیہ شہار پر گہرائی قسمتِ قلب کا اظہار کئے ہیں جن میں مجموعہ میں سب کے سب دہجہ میں دیباچے میں
اوسکی گنجائش نہیں ایک سفر نامہ ہی مرتب ہو کر شائع ہو چکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ ۹ ماہ کے
سفر کے بعد وطن کو محبت فرمائے اوکو تو یہ خیال تھا کہ اپنا دلی مقصد پورا ہونیکے بعد دل کو سکون حاصل ہوگا
مگر برخلاف اوسکے ان کے جذبات کو چھڑھو گئی آتشِ عشق بھڑک اٹھی رشتہ صبرِ ثبات سے جاتا رہا اور تادمِ مرگ
یہ پیشانی تھی کہ جوارِ رسول سے کیوں جدا ہوا اوسی تعلق نے اوکو دوبارہ اس مقدس سفر پر آمادہ کیا۔ مگر فرانس
کہ اوکی تمنا پوری نہ ہوئی اور حسرت اپنے ساتھ لیکے کیونکہ اوکا مزاج سخت علیل ہو گیا بار بار شوق نے آمادہ کیا۔
مگر امراضِ جسمانی نے باز رکھا۔ اظہارِ تیبائی اور دوبارہ شوقِ زیارت میں جو شہکار لکھے گئے ہیں وہ قابلِ دید ہیں
جس کے ملاحظہ سے ایک سچا مومن تڑپے بغیر نہیں رہ سکتا منجملہ اون کے چند اشعار حسبِ ذیل ہیں ۱۰
خدا کے واسطے اب اجل اتنی نہ جلدی کر مدینے کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

دوبارہ جا کے جب بھینچوں مدینہ کرونگا نالہ و سرِ یاد کیا کیا

بلو الو پھر دوبارہ مدینے میں یا نبیؐ ارمان بہت یہ بادِ شہِ خستہ جانے ہیں

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مرے ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم کیا جاتا رہا

ملکِ شرب میں مجھے آئے اگر خوابِ جل میں کرونگا ناز اپنے طالعِ سیدار پر

مصیبتی میں اے بادِ شہِ غم یہی ہے رہنا میں نہ شرب کو جانے کے قابل

ہر آن تیرے شوق زیارت میں یا مہی سیماب کے طح ہے مرا بقیرا دل

دوبارہ دیکھ لوں آنکھوں سے میں صنمِ کبر کوئی ارمان نہیں دین ہی ارمان باقی ہو

میں مدینہ جاکے آیا مرا مدعا نہ پایا نہ تھے یغیب میرے کہ دستان مزار ہو

مجھے ہر یقین اوس دم ترے در پہ پوری مری زسیت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہو

ان شعار سے اونکے دل اضطراب اور حسرت کا اندازہ کر سکتے ہیں پیشتر او کو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال تھا اور نہ چند ان اس کی حفاظت کی گئی چیدہ چیدہ کاغذوں پر لکھا ہوا کلام کبھی کسی کاغذی کس میں ڈال دینے اور کبھی اس کو یوں ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا۔ غرض او کا بہت سا کلام تلف ہو گیا باقی ماندہ کو شہ ۹ء میں ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتشر کلام کو باقاعدہ فتر میں انھوں نے درج کرنا شروع کیا۔ دیباچہ بھی لکھا گیا نام بھی تجویز ہوا **گلزار بادشاہ** انہیں کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔ جو سرورق پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج درپیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہو گیا دوبارہ بعد زیارت روضہ مبارک پہر اس کی ترتیب میں مصروف ہوئے اور اس کا دوسرا دیباچہ بھی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بصر میں مبتلا ہو گئے اوسکے بعد قلیل عرصہ میں راہی عقبی ہوئے۔ کام پورا نہ ہوا تھا ہوا جوں کا توں رنگیا اونکے لکھے ہوئے ہر دو دیباچے درج کئے گئے ہیں بعد اونکے انتقال کے جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب نے بمصداق اس شعر کے مع اگر پدر نتوا مذہب تمام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہیں۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ کے علاوہ لیاقت اور فراست میں بھی مرحوم کے سچے جانشین ثابت ہوئے انہوں نے صرف اونکے محفوظ کلام کو ترتیب نہیں دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے میں جو حائفانی اون سے ظہور پذیر ہوئی وہ مستحق داد اور سزاوار تحسین ہے انہوں نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا۔ اور کتب خانے کے ہر کتاب کی ورق گردانی کی گئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تجارتی کوٹھی کے رومی کاغذوں کا انبار بھی اونکے ہاتھ سے نہ بچا اور وہاں سے بھی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالوں سے بھی کچھ کلام ملا جو اونکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے احباب سے بھی کچھ کلام فراہم کرنے میں کوتاہی نہ کی گئی۔ بیرونجات کے احباب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگا یا گیا غرض کامل ایک سال تک کوئی کوشش ایسی نہ تھی جو باقی رکھی گئی ہو اور ان کے نائب ہونی سے پہلے کا عشقیہ کلام بالکل محفوظ نہ تھا بڑی محنت کے بعد صرف دو غزلیں دستیاب ہوئیں جو درج رسالہ کی گئیں۔ نثر مضامین سے صرف چار مضامین ملے جس میں دو مضمون تو محفوظ تھے اور دو رسالہ ترقی تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمد للہ

کہ اولن کے لائق فرزند کی محنت ٹھکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادت مند فرزندوں سے یہی ہمدردی چاہئے عین کارزار تو

آید و مردان چنین کنند۔ ناظرین سے التجا ہے کہ اس سال

سے مستفید ہونیکے بعد نصف مرحوم کو دے

خیر سے یاد فرمائیں

دیباچہ از مصنف

افسر فرق سخن ہے حمد خلاق جہان لمعہ حسن بیان نعت رسول انس جان
 بھجے روح ہمیر پروردای بادشاہ روز و شب ہر ایک ساعت ہر زمان ہر گھنٹا
 اما بعد بنارہ بیچان کج مع بیان خاکسا خطیب در بادشاہ متمنض بہ بادشاہ ارباب سخن کی
 خدمت میں عرض رسا ہے قبل اسکے کہ میں اس نسخے کی وجہ تصنیف بیان کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ
 کچھ اپنے حالات مجملۃً تذکرہ اگرچہ اس سے موجودہ ناظرین کیلئے کوئی فائدہ مقصود نہیں بلکہ بعض لوگ
 اسکو خود ستائی اور تعالیٰ پر محمول فرمائینگے مگر میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز ہرگز میرا یہ نشانہ نہیں بلکہ آئندہ
 آنیوالی نسلیں اس سے مستفید ہونگی امید نے مجھے اسکے تحریر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا اور
 میرے آبا و اجداد کا وطن و انباؤمی ہے جو فکر و مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روئے
 مردم شماری سرکار شاہ ۱۹۰۷ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چھوٹے برادر مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ بی۔
 فی زمانہ اعلیٰ حضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار میں معتد شیشی کے معزز عہدہ پرتین (۳۰۰۰) ہزار
 روپیہ کے تنخواہ سے مامور ہیں سرکار نظام سے انکے تعلق کی مدت تالی الاان تقریباً ۱۸-۱۹ ہمارہ سال ہے
 اسکے آگے دو ڈہائی سال تک برادر موصوف گورنمنٹ انگریزی میں ڈپٹی کلکٹر و میجر شریٹ کے خدمت سے ممتاز تھے
 غرض اپنی خداداد ذہانت و لیاقت سے انکا اس اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلئے
 باعث فخر ہے تحصیل زبان انگریزی میں انھوں نے جو کچھ محنت کی اوکا عہدہ ثمرہ انکو حاصل ہوا میرے آبا و اجداد
 کا پیشہ خطابت و قضاوت اور تعلیم و تدریس تھا میرے والد ماجد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے
 اس پیشہ سے قطع تعلق کر کے تجارت پارچہ آغاؤں کی مدراس میں گزراں گلی مشہور ہے جس میں ہزاروں لاکھوں روپیوں کی
 تجارت پارچہ ہوتی ہے اسکے بانی مہمانی میرے والد بزرگوار ہیں یعنی انھوں نے سترہ۱۸۷۵ء میں پہلے وہاں تجارتی کوٹھی
 قائم کی اگر اس مقام کی تجارت کو شل تجارت فرض کیجئے تو اسکا بنیادیں تھوڑا سا میرے والد ماجد کا رکھا ہوا ہے اور کچھ

ظل حیات میرے سر پہنوز قایم ہے خدا کرے کہ تا دمِ زسیت یون ہی قایم رہے عمر انکی انتی سال سے تجاوز
 ہے خاصکر تجارتی ابواب میں جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص و عام محترف ہیں میں بھی
 ابتدائے عمر سے تجارت کی طرف مائل رہا شہر مدراس میں جناب ساہوکار الحاج کا دھرمی الدین صاحب مرحوم کے
 پارچہ کے کوٹھی میں چند سال تک شریک رہا بعد کے ساہوکار موصوف اپنے جلیل القدر خسر ملک التجار الحاج محمد شاہ
 صاحب مرحوم کے طرف سے گزریں خریدی نیل کے پھٹ مقرر کئے گئے اور مجھے بھی کڑ پر کوہراہ لینگئے ہر سال نیل
 بارہ لاکھ روپیوں کی نیل ہاں خریدی جاتی تھی غرض ساہوکار مدوح کے تمام داد و ستد اور کاروبار کا میں ہی محض
 تھا جو کچھ اونسے بطور کمیشن سالانہ ملا کرتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تھا تخمیناً تیس سال تک میں اس کام پر مامور رہا مجھے ساہوکار
 مدوح کی نہایت درجہ کی شفقت تھی اور وہ میرے بڑے خمن تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ میں تجارت نیل میں بالکل
 کاٹکی آگئی اسلئے اُن سے قطع تعلق کر کے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی میں جس جگہ میرا والد ماجد نے تجارت
 پارچہ کی ابتدا کی تھی میں نے ۱۸۹۷ء میں مختصر سیمانہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کہولی ہے تقریباً
 آٹھ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یون تو میرے متعدد اولاد کسی میں قضا کر گئے مگر ان میں میری ایک
 اٹھارہ سال کی دختر میں عالم شباب میں بجاوضہ طاعون انتقال کی جبکا داغ مفاقت میرے دل پر تا دمِ مرگ
 باقی رہیگا دختر مذکور کے وفات کا قطعہ تاریخ اس نسخہ میں درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہیں ایک میری
 بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب
 سے ۱۳۳۷ھ میں ہوئی ماہِ ذی الحجہ میں ہوئی تھی خدا کے فضل و کرم سے اوسکے اولاد بھی ہیں اور ایک میرا فرزند جس کا نام
 بر خور داڑھی ہے عبدالرشید ہے جسکی شادی میں نے سال گزشتہ کر دی تھی مادۂ تاریخ ۱۳۳۷ھ خلیفہ عبدالرشید
 ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی میں سرکیشن کے درجہ کی لیاقت رکھتا ہے اور ہی تجارتی کوٹھی کے
 کاروبار میں مصروف ہے جبکا ذکر ہو چکا۔ ناظرین سے امید ہے کہ مجھے اور میرے اولاد کو دعائے خیر سے
 محروم نہ فرمائینگے تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام میں میرے والد ماجد ایک عرصہ دراز تک معاہل و عیال
 مدراس میں اقامت گزین تھے اسلئے میرا اور میرے برادر مر قومتہ القدر کے عمر کا بڑا حصہ مدراس میں منقضي ہوا
 ہم دونوں کی تعلیم و تربیت اسی مقام میں ہوئی یون تو عالم طفلی میں متعدد ہستادوں سے میں نے سبق لیا تھا

مگر غاصکرجن سے فارسی درسی کتب میں نے طے کئے اور جن سے فی انشا میں نے حاصل کیا اونکا اہم گرامی حضرت مولانا مولوی سید قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ ہے حضرت مدوح نواب کرناٹک کے مدرسہ اعظم میں شاہیر اساتذہ سے تھے اور انکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تجر و استعداد خدا نے عنایت کی تھی میں نے بتاریخ ۱۵ اردیچہ ۱۳۲۶ ہجری حضرت شیدہ محمد امین الدین حسینی چشتی القادری المعروف بہ حضرت صاحبجو صاحب مدظلہ العالی ساکن دم پٹی متصل تربا تہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی چونکہ حضرت مدوح کے والد امجد سے میرے والد نے بھی بیعت کی تھی اور اکثر میرے اجدادی بزرگوں کا سلسلہ بیعت اونکے ہی خاندان میں مدت مدید سے جاری ہے علاوہ اوسکے حضرت مدوح کو میں نے علوم باطنی میں لگانا پایا اونکے ارشاد و ہدایت میں کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلئے میرے دل نے اس شرف سے محروم رہنا نہ چاہا۔ میری عمر فی الحال باؤن سال کی ہے فسوس کہ میں نے اپنے گران تا عمر کی کچھ قدر نہ کی نہ مجھ سے احکام الہی کی پوری تعمیل ہوئی نہ میں نے اپنے قوم کی قلمی قدمے درمے کوئی نائیذ کی بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی۔



دانی کہ برسمند بکرو سوا کر سیت عمر عزیز ماہست کہ برباد می رود

ہاں کم سے کم تیس سال سے مجھے شعر و شاعری کا مشغلہ ہے اس شغلہ کے لطیف جن نمایان کام ہوا وہ یہی ہے کہ میں نے یہ تین کتاب تصنیف کئے۔ دیوان بادشاہ۔ یادگار بادشاہ و جوہر خیال۔ یہ تین کتاب وقتاً فوقتاً زور طبع سے مزین ہو کر شائع ہو گئے۔ علاوہ اسکے بعض بعض اوقات میرے قومی مفید مضامین اور تاریخیں بعض شمالی ہند کے اخبارات۔ کرزن گزٹ۔ کھیل۔ وطن میں اور جنوبی ہند کے اخبارات تجر و کن۔ نیز آصفی تحفہ قصیری شمس الاخبار میں طبع ہوا کرتے تھے اب یہ چوتھی تصنیف ہے جسکو میں ناظرین بھگین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اسکا نام میں نے **گلزار بادشاہ** رکھا ہے اس نسخے میں ان تمام نظموں کو میں نے فراہم کیا ہے جو بعد طبع یادگار بادشاہ۔ و جوہر خیال موزون کئے گئے تھے اس میں نہ کسی سرضیحین کے حسن و جمال خط و خال کی داستان ہے۔ نہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بیان میں نے عرصہ دراز سے عشیقہ اشعار کا کہنا ترک کر دیا ہے بساں بغیب خواجہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مد نظر رہا۔



حون سرشدی حافظ از سیکدہ بروں شو رندی و سبیتی در عہد شباب اولی

صرف دو ہی امر تھے جو مجھے اس نسخہ کے مرتب کرنے پر مجبور کئے پہلا امر جن دوست جہاں کے شادی غمی کے میں نے سخن لکھے ہیں چو کہ ان کے پاس ان کو غم کا محفوظ رہنا دشوار ہے اگر کسی قسم کا سنہ دریافت کرنا مقصود ہو تو مجھ کو فی الفور کوئی ضرورت کو پوری کر سکتا ہے۔ دوسرا امر جن کی طبیعتوں میں خدانے سخن فہمی کا ادوہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک شعر یا کوئی ایک مصرع یا کوئی لفظ ان کے پسند آجائے تو میری محنت چیز ہونے کیلئے کافی ہر ہی وجہ تصنیف ہے اور بس

قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہیں لے یار
پر یہاں جس شناساں سخن تھوڑے ہیں

دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور میں لکھے گئے وقعات کے بعد جو وقعات گزرے ہیں وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں بتاریخ ۲۵ رگست ۱۰۷۶ء مجھے سفر حرمین شریفین کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدراس اور ان کے ہمراہیوں کیساتھ شکی تعداد ۳۰ تہی میں بھی سفر نامہ میرے ہمراہ صرف میرے اہلخانہ اور میرا بستی ہمشیر زادہ عبدالشکور نامی تھوڑا حاصل ہم تنہا کی شہریت سے عازلہ حج کی تعداد چالیس ہو گئی حکیم صاحب ممدوح ہم سب کے قیام طہ تھے مکہ معظمہ میں مدت اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ میں مدت اقامت چالیس روز تہی یہ مبارک سفر نو مہینے کے عرصے میں اختتام پایا یعنی بتاریخ ۵ جون ۱۰۷۶ء ہم سب مع الخیر والاعانیہ وار و مدراس ہوئے میں اثنائے سفر میں وقعات سفر قہر بند کر کے بجز دکن نامی اخبار کو ہر ہفتہ بار یا وقتاً فوقتاً میرا سفر نامہ اخبار مذکور میں شائع ہوتا تھا جس کو لوگ نہایت شوق اور کوشش سے مطالعہ کرتے تھے جو قوت میری اقامت مکہ معظمہ میں تھی میرے والد بزرگوار حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب انتقال کی خبر کہ ورت اثر بند رلیہ تاریخ مجھے پہنچی جو کچھ صدہ سیکڑوں پر گزرا وہ حیطہ تحریر و تقریر سے باہر تمام مقامات متبرکہ میں نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور ان کے وفات کی میں نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات وفات فصل میں مندرج ہے بعد اتمام سفر حرمین شریفین مدراس سے جب میں اپنے وطن مالوفہ یعنی وادبائری پھنپی لشکرہ بخار سمیت علیا ہو گیا سلسلہ علالت ڈیڑ ماہ تک جاری راشتہ مرض نے تمام خویش واقارب کو میری زبیت بالکل لاپس کر دیا تھا بارے خدا کا فضل شامل حال ہوا مزاج میری صحت پذیر ہوا میں اپنے پاک پروردگار کا کمال لفظ میں شکر یہ واکروں کہ اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا از سر نو مجھے زندگی عطا کی۔

اے خدا قربان احسان شوم
این چہ حسان است قربانت شوم

حمد یا رب تعالیٰ حل شانہ

بیظم ایک نازل بزرگوار کے رسالہ کیلئے بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب ایسی ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک
نزدیک نہیں ہے عرش سے تو
نزدیکی و دوری و مسافت
تو جسم ہے عرض ہے نہ جو ہر
بچوں و چہرہ ذات جیسی
ہے ذہن میں کیفیت جو ہر یک
بیشک عالم سے تو جدا ہے
یعنی عالم کے جوہر میں صفتیں
تیرے صفتیں نہیں بعالم
اجسام کی جیسی ہے جدائی
اجسام کی کیفیت ہر یک دم
پس ہم جو کرین قیاس اُس پر
نئے کوئی نہ تجھ سے متصل ہے
فوق عرش برین ہی ہے تو
اس فوق کی تفسیر کی حقیقت
تو ہی بصیر اس کا جانتا ہے
جیسا تیری ذات کو ہے لائق
یارب تو کرم سے اپنے یکسر

جہت اور مکان سے ہے تو پاک
دوری نہیں اس زمین سے تجھ کو
اجسام کے ہیں یہ سارے نسبت
محدود نہیں ہے تو اے داور
ایسی ہر یک صفت ہے تیری
پاک اس سے تری صفت بیشک
مفہوم ہی جدائی کا ہے
ہرگز ہرگز نہیں ہیں تمہارے میں
کہتے ہیں جدائی اس کو ہی ہم
ہرگز نہیں یوں جدائی تیری
کہتے ہیں جو اپنے ذہن میں ہم
بجای قیاس ہے سراسر
اور تو کہ کسی سے منفصل ہے
ہے قرب بھی بندگوں سے تجھ کو
ہم کو نہیں جاننے کی طاقت
انسان کا حوصلہ ہی کیا ہے
تیری ہر یک صفت ہے فائق
توفیق ایسی ہمیں عطا کر

| | |
|---|--|
| تیزیہ بریک طرح کرین ہم بر حال میں اعتقاد ہو پاک ہے اس سے ہی بڑھکے مدعا کیا ہر طرح سے خوش نصیب ہیں ہم | تیرے ذات و صفت کی دیم افزون ہو ہمارا فہم و ادراک ایمان سے ہو خاتمہ ہمارا ایمان رہے جب ہمارا حکم |
|---|--|

کر ختم سخن اسے پاؤں شہاب
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

| | |
|---|---|
| لذت ہر دین ہے حمد خدا اختر و آفتاب و ماہ بسین گوہر و عسل و بحر و نخل و حجر دو جہاں سب ہیں حمد میں اس کے پتا پتا اُسی کے حمد میں ہے بے نہایت ہے بے نہایت ہے رحمت جان ہے ذکر شاہ اُمم نہوا ایسا پھر نہ ہو و یگا جتنے حق سے وہ مرتبے پائے نور فیض خدا سے لامع تھی اس کے تابع ازل سے کون و مکان | تاج فرق سخن ہے حمد خدا عرش و کرسی و آسمان و زمین خور و غلمان و دیوجن و بشر تر زبان سب ہیں حمد میں اس کے ذوہ ذرہ اُسی کے حمد میں ہے ہوا و اکس سے کس کی طاقت ہے نعت ہی حمد سے نہیں کچھ کم مثل اس کے جہاں میں کون ہوا جتنے دنیا میں انبیا آئے ذات اقدس وہ کی جامع تھی دین اس کا تھا نسخہ ادیان |
|---|---|

روح پر اس کے ہو صلوة و سلام
آل و صحاب پر ہی اس کے مدام

یہ غزل قومی شاعر اردو سوسائٹی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طح - ”اگر کچھ ہے تو اکدن قوم کے شئے کا سامان ہے“

تری توحید و یکتائی الہی تجھ کو نمایاں ہے
تو وہ جب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی
نہ تو بے مفضل ہم سے نہ ہم ہیں متصل تجھ سے
ترے قہر غضب سے کوئی ہرگز بچ نہیں سکتا
نہ جو ہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جہت و مکان تجھ کو
نہ تو ہم سر سیکا ہے نہ کوئی مثل ہے تیرا
ہے تو ہی اول آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن
تری غلط تری قدرت تری حکمت تری صنعت
نشتہ پائین سکتے ہیں کنہ ذات جب تیری
پیمبر نیر سچا دین سچا اور تو سچا

ترے توصیف کا ہمو نہ یار ہے نہ امکان ہے
مبرا تو ہے سب عیبوں سے ہم میں نقیبان ہے
ہے اعلیٰ تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے
ہے حسان جبہ تیرا اُسٹہ کل عالم کا احسان ہے
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھ سے کوئی نہان ہے
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہے نہ پایاں ہے
یہی فرمان ہے تیرا یہی بس پناہ ایمان ہے
وہ وسعت کہتی ہے جس سے ہمارے عقل چر ہے
ہے دعویٰ جسکو دانا ئی کا سجا سخت نادان ہے
ترے احکام سچے اور سچا تیرا قرآن ہے

عوض قومی غنزل کے حمد لکھی بادشاہ نے

سمند خامہ تیرا کسے یوں آج جولان ہے

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلہ دستہ خورشید مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طح "مثل خورشید چمکتی ہوئی پیشانی ہے"

ذات حق باقی ہے سب کے سوا فانی ہے
مبتلا عشق مجازی میں رہو گے کب تک
دست و پا لاکھ ہلائیں بھی تو کیا ہوتا ہے
خود پند آئینہ سے تیرے ہوا ہے عالم
خوب تھا کھینچتے اعمال کی سیسے تصویر
جیسا بے مثل ہر ایک صوف میں تو ہے یارب
دراں ہوا نے جوڑا نہ کہ مسلسل کو

فانی چسپ و دن سے محبت ہو یہ نادانی ہے
لذت عشق حقیقی بھی تو کچھ پانی ہے
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آئی ہے
عقل پر تیرے سکندر مجھے سیرانی ہے
بات یہ مانی و بہزاونے کب مانی ہے
اکساری ترے بندوں کی بھی لاثانی ہے
چشم زنگس کی یہ بے سود نگہبانی ہے

سجدہ خالقِ بچوں کی یہ دیکھی تاثیر

مثل خورشیدِ حکمتی ہو پستی پاشانی ہے

حجرِ ہونٹ ہو یا کوئی نصیحت ہو رستم
بادشاہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

یہ غزل شاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشیدِ مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طبع دو ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا

پہلا پہلا نہ کیوں گلشن ہے دنیا کی خلقت کا
ہر ایک پناہ میں کا گویا دستِ حقیقت کا
اشارہ ہے یہی ہر دم صریحِ چشم بصیرت کا
تماشا کیوں نہ دیکھیں عالم کثرت میں وحدت کا
وہ کیا جانے نہیں ہے ماحوہ کو فرست کا
محفل ہے تیغ کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا
صدقت کے قسم نے لوحِ دل پر لکھ دیا مصرع

ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا

زبانِ بادشاہ اور حدیثی اس سے ثابت ہے

ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیزنگ قدرت کا

یہ غزل میدانِ عرفات کی تعریف میں لکھی گئی اور شاہِ بحرِ کوئن مدرس میں شائع ہوئی

نہ پوچھو ہے یہ کیا میدانِ عرفات
فوجِ آج ہیں لاکھوں کسماں
گدا و شاہ سب یک رنگ میں ہیں
خدا کے اب خدائی کا تماشا
کہان میں منکرینِ حشر آئیں
صدالبیک کی پھنچا رہا ہے

ہے دربارِ خدا میدانِ عرفات
زہے عالم خوشا میدانِ عرفات
ہے کیا حیرت فرا میدانِ عرفات
ہے کیا دکھارنا میدانِ عرفات
ادھر دیکھیں ذرا میدانِ عرفات
زمین سے تاسما میدانِ عرفات

چمن ہے دین کا میدانِ عرفات
کجا ہم اور کجا میدانِ عرفات
نہیں ثانی ترا میدانِ عرفات
عجب تر بلا میدانِ عرفات
اسی جا پر کجا میدانِ عرفات
عیانِ روز جزا میدانِ عرفات

عنادل ہم ہیں نغمہ اپنا لبیک
مقدور کھینچ لایا ہے وگر نہ
تو وہ بارعبِ منظر ہے جہان کا
طفیلِ جج تجھے اللہ اکبر
ملا یا آدم و حوا کو حق نے
زمین پر تیرے ہی ایک روز ہوگا

میکاد دل سے کیونکر بادِ شمشک کے
یہ خوش منظر ترا میدانِ عرفات

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے بہتر ہے یہ موقع سخن آرائی کا
عمر بہر دل ہے حیرت میں تماشا کی کا
پہلا زینہ ہے یہی حق کی شناسائی کا
مدعا ہو گیا حالِ مری میسائی کا
یا نبی اب نہیں یا را ہے ٹیکسائی کا
تیس کی طرح ہو ہمسر ترے سودائی کا
غیر مگر تا میں ترے دے نہ حسین سائی کا
تہا مقصد میں تہا یہ کے شرفِ دانی کا
گو میں بھی مجھے کچھ قسم نہیں ثنائی کا
ادعا ہے یہ غلط مذہب عیسائی کا
ہر قدر دانہ ہے کیوں آپ کو کیستائی کا

نہیں جز نعتِ بنی لطف ہے گویائی کا
دیکھئے عالم جو تیرے روضہ کے زیبائی کا
غافل و عشقِ پیر کو سمجھتے کیا ہو
آپ کو کھ سے دیکھ لیا روضہ حضرت میں نے
پھر رینہ میں دوبارہ مجھے بلوایے
عشقِ نبوی ہے وہاں عشقِ پیر ہے یہاں
سجدہ کر غیر خدا کیلئے ہونا حجابِ سزا
ریشک ہر وقت کیا کرتی تھیں نسوانِ دین
حشر کے عشقِ پیر سے فائقِ ارجان
ہو گئی تو حیدر کے سر سے غالبِ ثلثیت
میں ہوں مداحِ نبی مجھ سے نہ پوچھو ہر

شاعر و مکمل شاعر سے کیا نفع ملے
عشق فرضی میں نہیں نام ہے بچائی کا

بادشاہ نزع میں تم کلمہ طیب پڑھ لو
کہو نہ بیٹھو کہیں قابو ہے یہ دانا کی کا

ابہرہ ناز گل سے نہ غریب خیال دریاں کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح یا حیران کرچے میں جا کلا گلستان ہو گیا

| | |
|--|--|
| رنگِ نصرتِ مصطفیٰ جدم نمایاں ہو گیا | ہر سخن میرا گل گلزارِ رضوان ہو گیا |
| تیرے غم میں جو نشان ہو گئے بیاں ہو گیا | راہ لیا سبز سہا باغ ایمان ہو گیا |
| شوق دیدارِ عیدِ قربان کر کے لگو | صفیہ قوطاس سیر نرگستان ہو گیا |
| دیکھ کر رُخِ حضرتِ انجیل شربِ بول ہو گیا | باہیں بوجے میں جا کلا گلستان ہو گیا |
| کیسے میری بائی سے بے خبر مردہ دل نے زندہ کیا | آبِ زمزم چھو کو گویا آبِ حیات ہو گیا |
| ولایت دین بھی لے دی وہ قدر و شرف | دہریں ہر مور پہ سگس سلیمان ہو گیا |
| نوحِ انسان میں کیا خلاق نے پیچھا | شرفِ مخلوق جیسے نام انسان ہو گیا |
| بچکے نازِ جنم سے مرثیہاں خرافات | سوزِ الفت تیرا دیکھ کے حق میں دوا ہو گیا |
| فتح گویا ہو گئی سب دشمنانِ دین پر | نفسِ سرکش پر اگر غائبِ امان ہو گیا |
| مہر کے آگے نہیں جسطرح انجم کی ضیا | رتبہ یوں اگلے کتب کا پیشِ قرآن ہو گیا |

میں جو سلطانِ رسل کے در کا ہون ادنیٰ گدا

بادشاہِ تخلص چھوشتا یاں ہو گیا

یہ غزلِ شانورہ دانباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح ہے مرامِ غ نظر پر واندہ شمعِ طور کا

| | |
|-------------------------------------|--|
| یا بنی جلوہ دکھا دو عارض پر نور کا | بہول جا تین حضرت موسیٰ بھی عالم طور کا |
| عاصیو در مان کرو تم جرم کے ناسور کا | صنچ شیرب میں ہے عالم مرہم کا فور کا |

وصف لکھتا ہوں بنی کے حُسن کا میں کیا عجب
سارے ہتھیاروں کو قربان کیجئے اس مست پر
شوقِ میثرب اور ہے خوفِ سفر کچھ اور ہے
راز اس کا حق ہی جانے حق کو کہتے ہیں ہم
کیا مصطفیٰ مسجد نبوی ہے جس کے وصف کو
جب شفاعت کی تمہاری دہوم عشر میں بچے
شاعر و شاعرِ فرضی عشق بازی چھوڑ دو
عشق جو سچا ہے مثلِ روز روشن ہے عیاں
دل ہے میرا عذیبِ گلشن تو حبیبِ حق
بعدِ بیہوشی کے موسیٰ نے زبان سے کیا

دائرہ ہر حرف کا حلقہ ہو چشمِ حور کا
کیا مقدر ہے تمہارے عشق کے محمور کا
شہد کے طالب کو بجا ہے خطِ زنجور کا
شہرہ دنیا میں ہے نفعِ صورتِ یک منصور کا
آئینہ کا غذ ہو خامہ چاہئے بلور کا
کیون نہ دل چلے خوشی سے خاطر زنجور کا
میں موافق ہو نہیں سکتا ہوں اس دستور کا
عشق فرضی تو نمونہ ہے شبِ دیجور کا
ہے مرا مرغِ نظر پر دانہ شمعِ طور کا
ہے مرا مرغِ نظر پر دانہ شمعِ طور کا

آستانِ مصطفیٰ کا ہوں گدا ای بادشاہ

میرے آگے کیا ہے رتبہ قیصر و فقور کا

یہ عنزل گلدستہ عروجِ خیالِ مدام کیلئے لکھی گئی

مصرع طبع، علاجِ دردِ دل تم سے سچا ہو نہیں سکتا،

کسی سے وصفِ شاہِ انبیا کا ہو نہیں سکتا
مریضِ عشقِ احمدیوںِ معالج سے یہ کہہ دنگا
رخِ حضرت سے اے شمسِ قمر شبیہ کیونکر دو
تنِ اقدس پہ زیبا خلعتِ ختمِ رسالت سے
تمہارے قدر و عزت کا مدارِ کامراتب کا
یہاں محبوبِ حق ہے اور وہاں سحرِ غلامانِ حق
والے خوفِ کیوں ہو و اعظوم روزِ محشر کا

کبھی قطرہ کے منہ سے وصفِ دریا ہو نہیں سکتا
علاجِ دردِ دل تم سے سچا ہو نہیں سکتا
کر و تم لاکھ بھی سنت یہ اصلاً ہو نہیں سکتا
قسمِ حق کی قیامت تک بھی تم سا ہو نہیں سکتا
بجز اللہ کے کوئی شناسا ہو نہیں سکتا
مدینے سے کبھی فردوسِ اچھا ہو نہیں سکتا
شفیع المذنبین کیا اپنا بلجا ہو نہیں سکتا

کسی کا میرے دل پر کچھ اجا رہ نہیں سکتا
خزانہ پارہ نامہ دلن در کیتا ہو نہیں سکتا
صبا کیا بچہ سے اتنا کام میرا تو نہیں سکتا

بتوں پر سب خدایں میں خدایا پیسے میرے پر
بنی کے عاشقوں سے قسین ہر ہو یہ سچا ہے
ملاوے خاک میری بعد مردن خاک طیب سے

ہے انکی یک رنگا لطف کافی پاؤں مستمہ بجاؤ
جو ادنی امتی ہوں کیا میں اعلیٰ ہو نہیں سکتا

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلہ سترہ جو رشید مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح "بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا"

ہر ایک حرف قابل عمل علی ہوا
دل میرا گویا آئینہ حق نما ہوا
نام پنا باد شہر چو ہوا کیا بجا ہوا
تجھ سانہ دوسرا میں کوئی دوسرا ہوا
قطرہ ترے کرم سے درے بہا ہوا
توحید کا ہے باغ چو پہلا پہلا ہوا
رہتا ہے شوق دو عالم آگے بڑھا ہوا
بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا

مجھ سے قم جو وصف شاہ انبیا ہوا
پر تو فکلن جو عشق حبیب اہوا
میں دل سے آستان بنی کا گل ہوا
جامع ہے تو جمیع فضائل کا یا بنی
تیری نظر نے کر دیا ذرہ کو آفتاب
تیرے سحاب فیض و ہدیت کا طفیل
کرتا ہے قصہ بدہ طیبہ جو میرا دل
اپنی خبر ہے چھپکوتہ غیر و نکاہے خیال

پیش خدایں جاو نکا عشرت میں بادشاہ

نصرت بنی کا ہاتھ میں دستر لیا ہوا

مندرجہ ذیل غزلیں گلہ سترہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "ایک دل ہدم مر پہلو سے کیا جانا تا"

صبر و استقلال کا بھی حوصلہ جاتا تا رہا
سوئے طیبہ قافلہ پر قافلہ جاتا تا رہا

بجرا احمد میں نہ پوچھو مجھ سے کیا جاتا تا رہا
وائے ناکامی پڑے بن ہند میں مایوس ہم

عشق احمد نے مٹایا دل سے میرے عشق غیر
 لیگیا وہ ساتھ اپنے رحمت و صبر و قسار
 نگہت مشک و گلاب اس راہ سے آتی رہی
 ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اس جامے
 لطف شوق دیدین ہے آنکھ میری مبتلا
 شرق سے تا غرب جب ڈنکا بجا توحید کا
 کہتے تھے روح الامین وقت وفات مصطفیٰ
 جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہا

آشنا قایم رہا نا آشتا جاتا رہا
 ایک دل ہدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا
 جس گلی جس رہ سے شاہ و نبیا جاتا رہا
 ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا
 دیکھنا روضہ کا وہ صبح و صبا جاتا رہا
 زور کفر و شرک کا جاتا رہا جاتا رہا
 لطف اس دنیا میں آنے کا جو تھا جاتا رہا
 شوق اسے رضوان مجھے فردوس کا جاتا رہا

پہچی پہچی مدح گوئی کا ہے چرچا بادشاہ

اب تو فرضی عشق بازی کا مزاج تارنا

مصرع طبع "معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا"

دین تین ہے پہلا نزدیک دور تیرا
 تیری ہدایتوں سے ہے ستفیض ہر یک
 کفار مشرکین سب بچتا تینگے سر اسر
 قدرت ہے وہ خدا کی فضل ہے خدا کا
 فعلی رضائی قوی سنت کے ہیں جو پرو
 ہیں صاف تر بشیر توریت اور انجیل
 تو خاتم الرسل ہے سردار دو جہان ہے
 شیدا نہ ہو جو تیرا مومن وہ کس طرح ہو
 تھا عرش رب اسی موسیٰ معراج کا احمد
 و دوزخ سے تو پہرہ اگر حبت تھیں دکھائے

گویا ہے اپنے ہمیر ہر جا ظہور تیرا
 معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا
 جاہ و شہم جو دیکھیں روز نشور تیرا
 پائینگے حن کیونکر غلمان و حور تیرا
 لطف و کرم انہیں پر ہو گا و فور تیرا
 اور دے گیا ہے بیشک ثرودہ نور تیرا
 رتبہ رستم کروں کیا میں ای حضور تیرا
 رکھتا ہے عشق دل میں ہر یک ضرور تیرا
 معراج گزین پر ہفت اکوہ طور تیرا
 ہو گا زہبت دل نا صبور تیرا

ای بادشہ شفیخ محشر بنی ہے اپنا
کیا غم ہے گر ہے مجید جرم و قصور تیرا

مصراع طرح کسی گردن کو جھکا تاہنیں جان تیرا

کون مداح نہیں صاحب ایمان تیرا
کسی گردن کو جھکا تاہنیں جان تیرا
عشق خود رکھتا ہے جب حضرت رحمان تیرا
حکیم میری کوئی اور نہ پایا جان تیرا
میک وسیلہ ہیں بن دین کے سلطان تیرا
فوقیت رکھتا ہے دارا پہ بھی دربان تیرا
جسم تیرا ہے بجا نقد دل و جان تیرا
آئینہ رہتا ہے ہر آئینہ حیران تیرا
نور رکھتا تھا جبین پر مکہ کنعان تیرا
نور سے کسکے تھا عارض یہ و خشان تیرا
یابنی تجھ پہ ہر ایک وصف ہے نازان تیرا
ہو مبارک تجھ رضوان یکستان تیرا

یابنی کے نہیں دل میں ہے ارمان تیرا
سفر بازی ہے ہریت سے ترے عالم کو
کون ہوں کیا ہوں کروں عشق کا دعویٰ ہو کر
حمد سے نعت ہی کہتی رہی صبح و مسا
عاصیان حشر میں یوں تجھ کو بکار اٹھینگے
کشتار اسکی ہے کسری سے اگر نسبت دون
وقف بکچھ ہے یہ تیرے لئے ای عشق بنی
کیون سکندر بھی نہ شہد رہو صفائے رخ سے
مصر میں اسلئے کھلا یا عزیز عالم
ناز گلزار پہلا کیون نہو ای ابراہیم
فخر کرتے ہیں رسل ذات معلیٰ یہ ترے
بلبل باغ مدینہ ہوں بچھ کیا پروا

بادشہ کو نہیں کوئی بن کچھ خوف و ہراس

حشر میں ہاتھ مرا اور ہے دامن تیرا

مصراع طرح "تڑپتا ہے دل" شاد کیا کیا

تڑپتا ہے دل شاد کیا کیا
ہوے دوزخ سے ہم آزاد کیا کیا
مٹا یا کفر اور انحراد کیا کیا

تڑپتا ہے دل شاد کیا کیا
ہوے تیری شہر میں امداد کیا کیا
مناد ہی تو نے کی تو حیدر کی جب

| | |
|--|--|
| <p>ہدایت سے ہو اُممور عالم بہار وحدت حق کا ہے جلوہ لکھا ہے بن نے وصف چشم سرور ہزاروں سیکڑوں بہت میں تیرے نبوت کو ہے جن و ملک میں طہان ہوں شہزادہ ہوں مضطرب ہوں دوبارہ جا کے جب پھنچوں مدینہ</p> | <p>ضلالت ہو گئی برباد کیا کیا ہے پھولا گلشن ایجا و کیا کیا ہے ستاد و نکا اسپر صا و کیا کیا ہوئے قطاب اور اونا و کیا کیا معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا تری فرقت کی ہے بیدار کیا کیا کر دنگا مالہ و سر یاد کیا کیا</p> |
| <p>بین ملج بنی ہوں بادشاہ آج ملیگی شاعروں سے داد کیا کیا</p> | |
| <p>مصرع طرح ”یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا“</p> | |
| <p>ترے روضہ پر دوبارہ جو مرثیہ سرا ہوتا میں مدینہ جا کے آیا مراد عا نہ پایا تری دید خواب میں بھی نہیں مجھے میسر کیا خاتم الرسالت تجھے خالق جہان نے کبھی شکار مبعوثی نہ خدا کی یہ خدائی مری آنکھ کیوں نہ سمجھے اسے سرمہ جواہر میں درود پڑھے ہر دم ترا نام لے رہا ہوں تری ہجر کی مصیبت نہ اگر مجھے ستائی مجھے یو یقین ہر دم ترے در پہ ہو رسانی دم گرم یہ وصف کرتا جو ترا لے بحرب خوبی تیرا مک نظر حوڑا اے سحاح لطف حمت</p> | <p>مری جان صید ہوئی مراد دل نہ ہوتا نہ تجھے یہ نصیب میرے کہ وہاں حزار ہوتا مر بخت خفہ شاید نہیں ہوشیار ہوتا تو بنی جہان میں کیونکر کوئی زینہ ہوتا نہ ترا وجود اطہر اگر آشکار ہوتا ترے گور کا میسر جو مجھے غبار ہوتا یہ لحاظ میں نہ کرتا تو قصور وار ہوتا کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو بقیہ قرار ہوتا مری زلیت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا مرا اشک قطرہ قطرہ دُرشا ہوار ہوتا مرا گلشن مقاصد ابھی تر ہمار ہوتا</p> |

نہ رہے اگر وہاں تو مجھے خلد ہے بیابان
گل تر ہر یک وہاں کا مرے حق میں خار ہوتا

یہی خزاں دشتہ کو دم باز پرس بس تھا
ترے خادموں میں شاہ جو مرا شہ مار ہوتا

یہ غزل مجلس شاعرہ مکہ معظمہ میں پڑھی گئی اور اخبار "نجر دکن" مدراس میں شائع ہوئی

مصرع طح "لینا تھا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا"

| | |
|---|--|
| <p>جلوہ ہے داغ دین مرے آفتاب کا آنسو کو میرے آج ہے تہہ گلاب کا عالم ہے منکروں کے دلوں پر کباب کا میں ہوں غلام شافع یوم الحساب کا ڈنکا بجا ہے دین کے جب عجب داب کا ہجر بنی میں ہے وہ سمان اضطراب کا وہ اور ہونگے خوف ہو جنکو عذاب کا افنی سایہ اثر تھا بنی کے عذاب کا ہے زندگی ہماری منورہ حباب کا لینا تھا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا</p> | <p>ہوں شیفہ لقاے رسالت مآب کا یاد آتا ہے وہ گل عارض جناب کا نشہ ہے مجھ کو عشق بنی کے شراب کا جرم و گناہ میرے بہلا کس حساب میں نوبت زوال کفر کی پہنچی کہاں کہاں ہیجاب پارہ پارہ ہو غیرت سے کیا عجب ہم کسکے امتی ہیں اسی دو پنج تو غور کر شیریں ہوا ہے چاہ انس کا وہ آب شور افسوس بھر حرص و ہوا میں بن عرق ہم لے نفس بد یہ خوب نہیں دل لگی تری</p> |
|---|--|

مکہ میں آئیں اور کھین شوخیہ غزل

ای بادشاہ کام نہیں یہ ٹوٹا

سندرجہ ذیل غزلین کلستہ غروج خیال مداس کے لئے لکھی گئیں

مصرع طح "حضرت دل بھر میں کیا رنگ دکھلائینگے آپ"

| | |
|---|---|
| <p>رشتکاری ہمت عاصی کو دلوائینگے آپ گرنہ ہوں ہمراہ یہ جنت میں کب جائینگے آپ</p> | <p>اللہ اللہ ختمین کس شان سے آئینگے آپ کیسی جہر دی نوازش کس قدر ہمت پہ ہے</p> |
|---|---|

نور کے لیکر طبقِ وقت ولادت سب ملک
خوش نصیبی پر مری کیا اس سے بڑھ کر خسر ہو
جب مدینہ میں تھا مجید جوش اظہار طب
بگیا ان حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی
کسکو تھا معلوم یوں ہوگی ضلالت کا عدم
یا نبی ہے گلشن فردوس کو میرا سلام
رشتک رخ سے آپ کے خورشید ہوگا زرد رو
جو مصدق آپ کے ہیں خوش رہینگے حشر میں

کہتے تھے اس دہر میں تشریف اب لائینگے آپ
گرد و بارہ پھر عجب شیر بزمین بلو لائینگے آپ
حضرت دل بھر میں کیا رنگ دکھلائیے آپ
گو یا فرمان الہی ہے جو فرما لینگے آپ
اور یوں نور ہدایت اپنا چمکائیے آپ
خاک کو میرے مدنیہ میں جو پھینکائیے آپ
پارہ پارہ ہو قمر انگلی جو بتلائیے آپ
جو مکذب ہیں وہ دل ہی دل میں پھینکائیے آپ

پاک فرضی عشق سے ہے بادشاہ کی شاعری
مجھ سے ہی رنگین مرزا جو لطف کیا پائیے آپ

مصرع طبعِ شیر پھلویں ہے وہ رشک قمر آجکی رات

شب معراج ہے اے اہل نظر آجکی رات
پردہ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے
کیا کرے سدرہ سے پرواز پر روح امین
سزنگون کیوں نہوں انجم ہی کہتا ہے برفاق
یک تجلی سے او دہر طور پہ بخود تھے کلیم
خلق کین خالق عالم نے بہت سی راتیں
حورین جنت میں فلک پر یہ ملک کہتے ہیں
قاب قوسین او ادنیٰ کا جو کچھ تھا مفہوم
نہ ملا ہے کسی مرسل کسی پیغمبر کو
نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ

کشف رحمت چھٹکا ہے اثر آجکی رات
ہو مبارک اے مسافر سیفر آجکی رات
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزرا جکی رات
پشت پر میرے ہے یک شک قمر آجکی رات
ہم کلامی ہوئی خالق سے او ہر آجکی رات
رکھتی ہے نہیں مگر شان و گزرا جکی رات
صدقے تم پر ہیں دل و جان و گزرا جکی رات
ہے مکمل اے شبہ جن و بشر آجکی رات
تم نے پایا ہے جو کچھ غزوت سر آجکی رات
اہلِ دوزخ کی بھی لی تم نے خبر آجکی رات

| | |
|---|-------------------------------------|
| بست ہفتہستم ہے جب کی یہ مبارک تاریخ | طاعت حق میں ہیں تا بہ سحر آج کی رات |
| قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس میں گہر | صدف ماہِ جب میں ہے گہر آج کی رات |

بادشاہ پاؤں کے کس طرح جزا اکل کے دن
خواب غفلت میں اگر ہوگی بسر آج کی رات

مصرع طرح اُسے دل ہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

| | |
|--|---------------------------------------|
| کس کا ہے نام و روزبان بار بار آج | میرا دن ہے میری زبان پر نثار آج |
| نعت نبی پہ ہے میرا دار و مدار آج | صلیٰ علیٰ کی کیوں نہ ہو ہر جا پکار آج |
| اُسے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے | اُسے دل ہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج |
| سینہ ہے میرا بحرِ میرے داغ داغ | کیا خوشنما ہے میرے چین کی بہار آج |
| جنت میں بھی کہو نگا تری وید بس مجھے | خورِ قصور کا میں نہیں خواستگار آج |
| با صدق دل غلامِ شاہِ انبیاء ہوں میں | کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج |
| لکھتا ہوں وصفِ نکبت گیسوئے مصطفیٰ | صدقے میرے سخن پہ ہے مشکِ تار آج |
| ہمت یہی کہیگی قیامت میں یا نبیؐ | تیرے سوا ہے کون ہیں غمگسار آج |
| کیا جانوں میں کہ کبھے مدینہ کا پھر سفر | حد سے گزر گیا ہے مرا انتظار آج |
| نقدِ اہل فہم کی انینِ قلیل سے | شاعرِ مین یوں جہان میں ہزاروں ہزار آج |

راحِ مصطفیٰ ہوں نخلص ہے بادشاہ
غیرِ دل کی مدح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح "نہ رہی رونق بزمِ شعرا میرے بعد"

| | |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| شوق دیدارِ نبیؐ ساتھ رہا میرے بعد | کھل کر گس مری تربت پہ کھلا میرے بعد |
| لطفِ کچھ مدحِ نبیؐ کا نہ ملا میرے بعد | نہ رہی رونق بزمِ شعرا میرے بعد |
| یا نبیؐ داغِ محبت ترا لیبِ تا ہوں | بس ہے اس شمع کی مرقد میں ضیا میرے بعد |

یہی دشمن ہیں مرے روز جزا میرے بعد
ایک قرآن دگر آل عبا میرے بعد
یہی دکھلائیں تہین راہ ہدایا میرے بعد
ہیں عبث قصر و مکان سیم و طلا میرے بعد
اتنا احسان کراے باد صبا میرے بعد
یہی کافی ہے میرے حق میں دعا میرے بعد
میری اہت ترا کیا جال ہوا میرے بعد

دست و پامی کے گناہوں کی گواہی دینگے
کہا حضرت تے کہ دنیا میں ہوں چھوڑا دینا
یہی دو چیز تمہارے لئے ہیں جہلستین
نیک اعمال فقط حشر میں کام آئینگے
خاک کو میرے ذرا خاک مدینہ میں ملا
میں اٹھوں حشر میں عشاق بنی کے صف میں
آہ کس درد سے فرمائینگے حشر میں نبیؐ

بادستہ فکر ہے کیا گر نہیں اب قدر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

یہ نظم جلالت جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کے لئے لکھی گئی۔

یہ عید وہ ہے جبہ فدا بین ہزار عید
یہ عید وہ ہے جس سے ہوین منیا عید
یہ عید وہ ہے فخر وہ روز گار عید
بتلاؤ اس سے اور کوئی باوقار عید
ملک عرب میں ہے یہی باافتخار عید
عید الفطر کو کرتی ہے یہ شرمسار عید
یہ عید ہے ہمارے لئے استوار عید
اس دن کی کیوں منائیں نہ ہم شاندار عید
کیا بہر کفر تہی یہ تزلزل شعار عید
تہی گویا ابر حمت پروردگار عید
یوں تیرا سال بھر ہے ہمیں انتظار عید

میلاد مصطفیٰ کی ہے کیا پُر بہار عید
یہ عید وہ ہے جس سے ہے اسلام کی بنا
یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو بھی ہے طرب
اس عید کے تھے مژدہ رسان انگلے انبیا
اس عید کی تو دہوم بہت کم ہے ہند میں
قرآن اپہ کیوں نہ ہو عید الضحیٰ مدام
توحید پھیلی کفر ہوا جس سے پا کمال
جسد رسول پاک کا دنیا میں ہو مظهر
جشن ہوئی عمارت کسریٰ میں یکیک
آتش کہہ مجھ سے کافی الفجر بجہ گیا
سب مومنوں کی آنکھ ہے نرگس کی طرح وا

نظارہ تیرا کرتا ہے میل دینا عید
اس عید کو نہ سمجھ اگر دینا عید
کل حشر میں ہماری ہے بیگم عید
ہم سے بس ان امور کی ہر خوشگوار عید
کرتی نہیں ہے اسکی طلب زینہا عید
کرتے ہیں آج تیری خوشی بار بار عید
اکنوں ہر آنکھ گفت نیا دیکر عید

عینک لگا کے پر فلک مہر و ماہ کی
بیشک دل اسکا حب بنی سے بعید ہے
جوش دلی سے آج مناتے ہیں ہم خوشی
کہا میں کھلائیں دیوین دلائیں خوشی کریں
از روئے شرع کام کوئی ناجواز ہو
حورین جنان میں ارض پہ ہم چرخ پر ملک
داریم مازطر خیالات اوچر کار

ہر وقت فقط عید زباں پر ہے بادشاہ

میری زبان کو کیوں نکرے شکبار عید

یظہم بھی اوسے جلے کیلے کبھی گئی

کیا خوشی لائی ہے عید المیلاد
جلوہ افزائی ہے عید المیلاد
تیرا شیدائی ہے عید المیلاد
تو نے جو پائی ہے عید المیلاد
دل تمنائی ہے عید المیلاد
آج اترائی ہے عید المیلاد
محفل آرائی ہے عید المیلاد
تیری زیبا بتی ہے عید المیلاد
تم نے دکھلائی ہے عید المیلاد
وقف گویائی ہے عید المیلاد

مرحبا آئی ہے عید المیلاد
سرور ہر دو جہان کی تجھ میں
دل میں جسکے ہے بنی کی الفت
پاؤں کس عید نے عزت ایسی
جان مہمور ہے الفت سے ترے
دیکھ کر اپنے طلبگاروں کو
آج کس شان سے اس جا پہ تری
کھب گئی آج نظر میں سب کے
خوب اے منتظمین مجلس
نہت میں آج زبان ہر یک کی

بادشاہ غل بھی ہر جا ہے بپا

| | | |
|--|---|--|
| | آئی ہے آئی ہے عید المیلاد | |
| | یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی | |
| | <p>مرحہ اخوت ہے عید المیلاد امتی ہمیں حبیب حق کے سب ہر ایک عید کی ہر ایک کو طلب یا نبی حبیب کو سب الفت یتری جسکو الفت ہمیں مان اسکے لئے ہم کسی کے بین غلاموں کے غلام سب یہ غالب ہے تو تجھ سے ہر عید نزد حق جو ہیں معظم ایام</p> | |
| | <p>بادشاہ کے ہے ہی درو زبان خوب ہے خوب ہے عید المیلاد</p> | |
| | <p>یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام ”رحمت رحمتہ العالمین“ ہے</p> <p>کیا مہ میلاد آیا صورت باد بہار ہم ہی ہیں ہر رنگ میں اپنے بنی کے مدح خوان مثل سبل قے پریشان ہم اسی مہ کیلئے اللہ اللہ آج وہ دن وہ ہرین آگیا یہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خوشی اس خوشی سے واقعی خالی نہ رہنا چاہئے مرحبا صد مرحبا کہتی ہیں حورین خلد میں وہ بنی اپید کیا جس کے لئے حلاق نے</p> | |

غنچہ ہائے دل ہمارے ہیں شکفتہ بار بار
باغ میں ہیں بابلون کے جب طرح نغمے ہزار
آمد آمد کا تھا اسکے مثل نرگس انتظار
اللہ اللہ بخت خواہید ہوا پھر ہوشیار
یہ خوشی وہ ہے اثر اسکا ہے تار و زشمار
کوئی گھر کوئی محلہ کوئی وہ کوئی دیار
چرخ پر صل علی کی ہے ملا یک میں پکار
مہر و مہ ارض و سما جن و بشر بیل و نہار

وہ بنی! جیسے نبوت اور رسالت ختم ہے
 وہ بنی! کفر و ضلالت کو کیا جس نے تباہ
 وہ بنی! در کا گدا جسکے ہے سلطان بن
 وہ بنی! اہل میں زمین سے لامکانہ گناہ گیا
 وہ بنی! کفار بھی قایل تھے جسکے علم کے
 وہ بنی! جسکے فضائل کی نہیں کچھ انتہا
 وہ بنی! انگلی سے جسکے ہو گیا شق القمر
 وہ بنی! بہر شفاعت جب زبان اسکی کھلے
 وہ بنی! جسکے تن اقدس کو سایہ ہی نہ تھا
 وہ بنی! دنیا میں جس نے بہر سیرائی فوج
 وہ بنی! تہر نبوت جسکے پشت پاک پر
 وہ بنی! جس راہ جس کو چے سے کرتا تھا گزر
 وہ بنی! جسکی نظر تھی دور و نزدیک اکیسا
 وہ بنی! جسکا پسینہ تھا معطر سرسبز
 دوستو مطلوب کل عالم کو ہے حقکی رضا
 وہ بنی! جسکا محمد مصطفیٰ ہے پاک نام
 یہ وہی دن ہیں کہ وہ پیدا ہوا اس دہر میں
 کسکو اس دن کے فضیلت کا نہیں اعتراف
 یا اہی تو طفیل اس دن کے ہم پر جسم کر
 صدق دے خلاص دے ایمان سے ہو خاتمہ
 یمن سے اس دن کے ہم سے دور کر بغض و نفاق

مثل اسکے کب ہو کوئی نہ ہو گا زینہار
 کر دیا برپا علم توحید حق کا استوار
 سب ملاطین کو گرائی پر ہے جسکے افتخار
 قاب قوسین کا ملا جسکو وہاں عز و وقار
 جسکے تھا خلق و تواضع کا سحر روزگار
 وہ بنی! جسکے خصائص کا بنین حد و شمار
 عالم علوی پر جو اپنا دکھایا امتیاز
 کیوں نہ ہوں لاکھوں آگے نہنگاں بہت رشکار
 تھا سمر طہر پہ بسکے ابروایم سایہ دار
 انگلیوں سے اپنی جاری کر دیا ہے آفتاب
 صاف نظر موجود تھی کا شش فی النصف انہار
 رہ گئی وہ راہ ہو جاتی تھی یکسر مشکبار
 پیش و پس کا حال یکساں دیکھتے تھے آشکار
 وہ بنی! تن پر گن بیٹھی نہ جسکے زینہار
 لیک طالب ہے رضا کا اسکے وایم کردگار
 رحمۃ اللعالمین جسکا لقب ہے شاہ نثار
 ان دنوں ظاہر ہوا اسکا وجود با وقار
 اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار
 ہر کو ہر مقصد میں کیجے کامیاب و کامگار
 شرع کے احکام پر ہوں منحصر قومی شہسار
 اتفاق و یکدلی سے ہم میں یارب پائیدار

ہوا گردِ آملِ عجب اسکا نہیں ہے زینہ سار
اور کہلاتے ہیں اسکے امتی ہم جانِ نثار
اپنی غفلت پر نہیں ہوتے ہیں مطلق شرمسار
آمین! آمین! اکہتے سارے سامعین نامدار
ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاست پر مدار

میں سے اس روز کے میری بصارت کا فقور
قولِ فعلِ مصطفیٰ کی کچھ نہیں ہے پیروی
کیسی یہ غفلت ہماری اور کیسی کاہلی
یا اہی اس دُعا کو دیجئے فشر قبول
کوئی جدت ہے نہ زنگینی نہ اغراق و غلو

مدحِ خوان کس کا ہون میں کیا غم ہے مجھ کو بادشاہ
میری محنت کا صلہ دیگا مجھے پروردگار

سندرجہ ذیل غزلین گلہ ستہ عروج خیالِ مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرعہ طرح "بیت پختا نیگا اے بیوفا سے جدا ہو کر"

مرا ہر ایک سخن چمکیگا در بے بہا ہو کر
یقین ہے شوقِ پیر لیا ہے چمکور ہنسا ہو کر
عجب کیا روح جا پہنچے وہاں بادِ صبا ہو کر
ہووا مقبول تجھ سا کون ختمِ الانبیا ہو کر
گیا اور کیا یک پل میں تو عرشِ علا ہو کر
یہوں تا مرگ یا رب محو عشقِ مصطفیٰ ہو کر
ٹپک پڑتی ہیں میرے شکِ عطر موتیا ہو کر
ملا ہے آبِ زمزم کیا انہیں آبِ بظا ہو کر
کھڑن جب سیکڑوں عیاضی کی زریں لو ہو کر
ہزاروں جانیئے جنت کو دوزخ سے رہا ہو کر
ہر ایک ذرہ و زرخشاں ہے یہاں شمسِ نصی ہو کر
بھلا کیا پاؤ گے عشقِ بتان میں مبتلا ہو کر

رہوں میں بحرِ نعتِ مصطفیٰ سے آشنا ہو کر
پڑے ہیں ہنسنا میں اس بیتِ عین سے جدا ہو کر
خیالِ گلشنِ شرب رہیگا بعدِ مردن بھی
تر اغزو شرف کس سے بیان ہو یا رسول اللہ
شبِ معراج پایا تو نے رتبہ قابِ قوسین کا
اسی کا دہیان ہو دل میں اسکا ذکرِ بولب پر
تصویر میں گلِ رضا حضرت کے جور و تاہوں
تنِ مردہ میں مشتاقانِ حج کے جان آئی ہو
سما اسوقتِ محشر میں رہیگا دید کے قابل
شعاعت کیلئے یک جنبش لب تری کافی ہے
جہاں میں تیرے انوارِ ہدایت ہیں عجب پھیلے
کرو سچی محبتِ شاعر و نافع ہو تم کو

خطاب بادشہ مشہور ہے میراجو عالم میں
شرف پایا یہ میں نے کوئے احمد کا گدا ہو کر

مصرع طرح ”ہے چراغان آج کعبے کے درو دیوار پر“

ہے چراغان آج کعبے کے درو دیوار پر
کب نظر میری پڑ گئی کسی دلدار پر
سیح تو ہے بارش بھی ہونی چاہیے گلزار پر
بازوؤں میں گر عطا کرتا خدا دو چار پر
یا بنی کیجے کرم اس ٹھکے بیمار پر
زلزلہ ڈالوں زمین پر دشت پر ہمار پر
میں کرونگا ماز اپنے طالع بیدار پر
لطف تہا تیرا برابر پر اغیار پر
شوکت دارا خدا ہے آپ کے دیوار پر
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

داغہائے عشق پیغمبرین قلب زار پر
شیفتہ ہوں دل سے حسن احمد مختار پر
داغہائے دل و دہر نکھیں ادھرین شکبار
جا پھنچتا اور کے طیبہ میں پمیر کے حضور
شریت دیدار پلواد و مسیحائی کرو
شوق سے جب یا محمد کا کروں بغیر بلند
ملک شرب میں اگر گئے مجھے خواب جل
دوست اور دشمن پتہ یکیان تو جب کی نظر
فرج بشیدی کو کیا سمجھیں غلامان نبی
وصف ہے توحید کا شایان اگر حق کیلئے

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو غنچے سے بالکل مرے اشعار پر

مصرع طرح ”یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل“

ہے دل انہی قربان جانے کے قابل
ہے پہر کون تجھ سببانے کے قابل
خدا کو میں کیا سنہد دکھانے کے قابل
نہیں کوئی دنیا میں آنے کے قابل
فقط تو ہی تھا اسکے پانے کے قابل

زبان نعت کے ہے سنانے کے قابل
بنانا تھا جیسا بنایا ہے حق نے
شفاعت کے محتاج عاصی ہیں ورنہ
بنوت ہوئی ختم اب مثل تیرے
پس ذات خالق جو کچھ ہے بزرگی

| | |
|--|---|
| نہوتا جو غیر دل کو ممنوع سجدہ عبث و دینداری کا دعویٰ ہے سب کو خزان اسکو برباد کر دیگی دل جنا د کوئی جا کے سب بلبون کو تم اے شاعر و عشق فرضی کو چھوڑو | تزار و ضہ تھا سر جھکانے کے قابل بہت کم ہیں اسکے نہانے کے قابل یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل یہ گلزن نہیں اس زمانے کے قابل |
|--|---|

ضعیفی میں ای پاوشمہ غم یہی ہے
ایمان نہ تیرب کو جلدی کے قابل

مصرع طرح ”مجھ سانہ دے زمانہ کو پروردگار دل“

| | |
|---|--|
| عشق رسول پاک میں ہے بقیہ دل سردار سلیمین پہ ہے میرا اشار دل لگتا نہیں ہے دل مرا بے نعت مصطفیٰ دنیا کی خواہشیں نہ مسخر کریں اسے اعد اکو ہر دعا کے عوض تو نے دی دغا اس دل کو نذر کرنے کے قابل ہے چہ کیا کیونکر ہوں منکر ان بنی امیہ کے روبرو معدوم نیکیاں ہیں ہجوم گناہ سے محکم ہیں جو عشق خدا اور رسول میں ہر آن تیرے شوق زیارت میں یا اپنی | پہر رشک اللہ زار مرا پڑ بہار دل کبشہ سے عرش سے ہر فردن با وقار دل صدی تے ہوں سیکر دل پہ نہ کیوں شمار دل پہلو میں دیکھ لیتا ہوں میں بار بار دل بشرے ترا وہ عطوفت شعار دل است کا نزع تک جو رہا غمگسار دل میرا ان عشق میں ہے شہسوار دل کبھی ایک چاؤن پیش خدا شمسار دل بہترین تو ایسے سو میں ملینگے دو چار دل سجارت کے طرح ہے مرا بقیرار دل |
|---|--|

کیسان فراق و وصل میں مضطرب بادشاہ

مجھ سانہ دے زمانہ کو پروردگار دل

یہ نظم جلسہ جشن عید الیہ الوداعیہ چھٹی کیلئے لکھی گئی

دل جان کیجئے قربان ربیع الاول
 آریا کس شان سے مہان ربیع الاول
 پہر ہوا تازہ گلستان ربیع الاول
 پہر ہوئے جمع شاخون ربیع الاول
 پہر منور بن چراغان ربیع الاول
 ہم تو ہیں زمزمہ سنان ربیع الاول
 اے خوشادورہ دوران ربیع الاول
 حشر تک ہم پہ ہے احسان ربیع الاول
 گو یا سب ہم ہیں وہ جان ربیع الاول
 ہے ہی مرکز فیضان ربیع الاول
 پانی کس لہنے یثان ربیع الاول
 پورے کیا ٹھیکے ایمان ربیع الاول
 بس ہمیں نجات دایان ربیع الاول
 ہیں وہی رتبہ شناسان ربیع الاول
 دیکھ کر رفعت ایوان ربیع الاول
 ہم میں سب حلقہ بگوشان ربیع الاول

ہیں کہ ہر آج محبتان ربیع الاول
 خیر و برکت ہے جلو میں توسعدت برین
 پہر نئے سر سے لگی آنے بہار عشرت
 پہر لگے ہونے کو مولود کے جلسے ہر جا
 جو نظارہ ہے پہر ویدہ و نجم سے فاک
 رنگ و بو گل کو تو بلبل کو مبارک گل ہو
 لے رہے جلوہ اتایم ظہور احمد
 کیسی بغیت عمدہ ہوئی حاصل ہم کو
 ساری تاریخوں میں ہے بارہویں تاریخ اپنی
 یہ وہ تاریخ ہے پیدایا ہوئے سرور حسین
 یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہاں کو جس سے
 سال بہر میں فقط یکبار ہے جلوہ اسکا
 ہمو کیا کام ہے گلہائے جہان سے ضرور
 دلیں جنکے ہے ہمیں کی محبت محکم
 خم کیا سر پہ تعظیم فلک نے اپنا
 حورین جنت میں ملک چرخ پر یوں کھنکھیں

رہے طالع کہ ہوا بادشاہ چمپدان
 داخل مدینہ سرا یان ربیع الاول

یہ غزل گلدستہ عروج نیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طبع "یک تماشا جانتے ہیں تیرے ترسانیکو ہم"

ایک تماشا جانتے ہیں تیرے ترسانے کو ہم

سوئے طیبہ ای فلک ہیں پہر غرباٹے کو ہم

دہر میں آئے غم عشق بنی کہا نے کو ہم
 رکھتے ہیں سینے میں اپنے سکھائے داغ عشق
 دل میں عشق مصطفیٰ ہے کبھی اچھا دخل غیر
 تہی یہی حسرت تے شمع مزار پاک پر
 خیریت کا لقب بھوکو ہے اے خیر الوری
 تو شفیع المذنبین ہے ہم ہیں عاصی پُر خطا
 پیروی کرتے نہیں کچھ تیرے قول و فعل کی
 آفرین ہے جوش پر حُشّت پہ اس کے مرجا
 ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اسجا مرے

خلد میں جانے کو ہم ہیں نعمتیں پانے کو ہم
 نذر دربارِ بنی میں ساتھ لیجانے کو ہم
 کس طرح کعبے میں رکھیں آہ تنجا نے کو ہم
 کاش کر دیتے تصدق دلکے پروانے کو ہم
 خوش نصیبی پر ہیں اپنے خوب ترانے کو ہم
 جز ترے کسکو سنا میں اپنے فسانے کو ہم
 کیا فقط ہیں امتی دنیا میں کہلانے کو ہم
 سب سے دانا جانتے ہیں تیرے دیوانے کو ہم
 عمر بہ تقدیر پر ہیں اپنے پچھتا نے کو ہم

بادشاہ عاجز نہ کرنا گر بصارت کا فتور
 تپتے بہت رنگ سخن عالم میں دکھلانے کو ہم

یہ غزل شاعرۃ و امباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح گشتہ یاس ہوں مقتول تمنا ہونین

سوج ہوں سیل ہوں قلمزم ہوں نہ دریا ہونین
 طالب دید ہوں مشاق ہوں شیدا ہونین
 روضہ سرور دین آنکھ سے دیکھا ہونین
 دوستو چلے ذرا دیکھتے تیرب کی بہار
 قاب قوسین کے اسرار کہوں میں کیونکر
 کیا جلائیگی تولے آتش دوزخ جھکو
 کہا خالق نے کہ سب چاہتے ہیں میری رضا
 نہیں امید فقط حشر میں ہے جھکو لیتین

ہاں مگر طبع روانِ نعت میں کہتا ہونین
 ہوں فقط اپنے بنی کا نہ کسی کا ہونین
 چشم بد و عجب مرتبہ رکھتا ہونین
 تم نہ ہو جاؤ فدا اُس پہ تو جھوٹا ہونین
 چھوٹا منہ بات بڑی اسلئے ڈرتا ہونین
 پہلے تو غوریہ کر امتی کس کا ہونین
 یا بنی تیری رضا چاہنے والا ہونین
 بات بنجائیگی گولا کہہ بھی بگڑا ہونین

| | |
|--|---|
| نظر آیا جو مدینہ کا مجھے گورستان پیر دوبارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر نہ رہی جھپٹ سی تیغ و سنان کی منت لحد داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا | دل لگا کہنے اسی موت پہ مرنا ہونین کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہونین کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہونین کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہونین |
|--|---|

بادشاہ ہوں میں فقط ملک سخن کا اپنے

نہ فریدون نہ سکندر ہوں نہ دارا ہونین

مندرجہ ذیل غزلین گلدرستہ مدعروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح ٹہم اونکو سینہ سے لپٹا کے پیار کرتے ہیں

| | |
|--|--|
| بنی کی مدح و ثنا بار بار کرتے ہیں عطا کیا ہے خدا نے ہمیں رسولِ ایسا جنوں ہے عشقِ پیہر کا مومنو ہم کو نہیں فلک پہ یہ پھرتے ہیں مہر و مدون ہمیں یقین ہے کہ اعمال نیک عالم میں فرشتہ چوڑ دوہت میں ہوں محمد کے سلام جلد حضور نبی میں پہنچا دے نکا لو فرضی محبت کو شاعر و دل سے گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بھی گئی سخن کا ادب بہت ہی وسیع ہے میدان | چمن کو دین کے ہم پُر بہار کرتے ہیں کہ حبیبہ سارے ریل افتخار کرتے ہیں ہم اپنا دامن دل تار تار کرتے ہیں طوافِ روضہ کا بابا اکسار کرتے ہیں پیادہ جو ہے اسے شہسوار کرتے ہیں شمار کیوں مجھے روز شمار کرتے ہیں نرا اسے باد صبا انتظار کرتے ہیں جو دنیا میں وہ اس سے عار کرتے ہیں قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں امور فرضی پہ کیوں انحصار کرتے ہیں |
|--|--|

ای بادشاہ نہیں لطف طول گوئی میں

سخن کو اسلئے ہم انحصار کرتے ہیں

مصرع طرح ”فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم ہی ہوتے ہیں“

صفت عاشق بغیر مین داخل ہم ہی ہوتے ہیں
مدینہ کو گئے پھر آگئے ہم حیف یہ سچ ہے
نہ جائیں خلد میں ہرگز نہ ہمراہ گرامت
ادھر ہے عالم دنیا و ادھر ہے عالم عقبی
ہنہیں ہے یک رسالت کا شرف ذات محمد میں
ہے یہ حکمت خدا کی بیروان ملت اسلام
احادیث بنی بہر ہدایت ہی ہنہیں ہرگز
وہی مومن ہیں جو دل سے خدا میں نام حضرت پر
ترا تبتہ ہے علی ای سر شک عشق مصطفوی
یہ وہ دین نبی کی ہے صداقت رو برو جس کے

فقط مضطرب نہیں دل چشم اپنے غم ہی ہوتے ہیں
فلک دیتا ہے جنکو عیش او کنگہ غم ہی ہوتے ہیں
بھلا روز جزا ایسے کوئی مہدم ہی ہوتے ہیں
یقین ہے بہرہ و رقم سے یہ دو عالم ہی ہوتے ہیں
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم ہی ہوتے ہیں
کسی جا پر زیادہ ہیں کسی جا کم ہی ہوتے ہیں
وہی زخم دل عاشق کے مرہم ہی ہوتے ہیں
وہی احکام کے تعمیل میں محکم ہی ہوتے ہیں
کہاں تیسے مقابل کو ترو زرم ہی ہوتے ہیں
ہزاروں سرکش و مغرور سے ہم خم ہی ہوتے ہیں

جو سنتے ہیں کلام پادشہ وہ داد دیتے ہیں

وہ جالغ دق کرتے ہیں خوش و خرم ہی ہوتے ہیں

مصرع طرح جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں

وارفتہ ہم ازل سے شہ انس و جان کے ہیں
غجو ارجلہ عاجز و بے چارے گان کے ہیں
جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں
دنیا میں جو مزے ہیں امن و امان کے ہیں
عزت کے خواستہ گار فقط ہم و مان کے ہیں
الفاظ نغینہ جو ہمارے زبان کے ہیں
اور شغلے زبان کو آہ و فغان کے ہیں
اے واعظ جو مان کنان تم خنان کے ہیں

خواہاں نہ فرضی شن کے فرضی تان کے ہیں
محشر میں وہ شفیع تمام عاصیان کے ہیں
ہر ذرہ میں ظہور ہے نور رسول کا
سب کچھ طفیل رحمت عالم کا ہے یقین
ہمکو یہاں کے ذلت و عزت سے کام کیا
لعل و گہر جو اہر و زر سے ہیں قیمتی
دل کو خیال اپنے نبی کا ہے ہر زمان
طیبہ کے مدح خوان سے نہ ہو ہمسری کبھی

دو زخ یہ گرمیاں تو کسی اور کو تبا
کہنے لگے ملک شب معراج یا خدا
ہم امتی پیپر آخر زمان کے ہیں
کیا کیا تو اضع آج تری سہان کے ہیں

بلو الوپہر دوبارہ مدینہ میں یا بنی
ارمان بہت یہ پاؤں شہ خستہ جان کے ہیں

مصرع طرح وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں

ہم عشق پیپر کا اثر دیکھ رہے ہیں
مرق سے ہیں خیر بشر دیکھ رہے ہیں
روضہ پتہ قریب تر رہتے ہیں ہمیشہ
پر تو ہے یہ شاید لب و دندان بنی کا
اے صحت خسار بنی تیری بدولت
امت میں ہیں ہم شافع عشر کے وہ ہیں اور
اللہ کے شادابی گلزار شریعت
آما ہے نظر جلوۂ توحید الہی
کب صاحب زر عازم حرمین ہوا ہے
افسوس نہ کیوں فہم خلائی یہ ہو ہکو

بتیاب دل و جان و جگر دیکھ رہے ہیں
وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
گردش میں جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہیں
سنگریزوں کی ہم محل و گھر دیکھ رہے ہیں
عشق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہیں
جونا رہیم کا صبر دیکھ رہے ہیں
ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہیں
ہم چشم بصیرت سے جدہ دیکھ رہے ہیں
بے زر کو گرستہ کمر دیکھ رہے ہیں
جب بے ہنری کی یہ ہنر دیکھ رہے ہیں

صد شکر ہے ہم پاؤں شہ حمید ان کو
مداح بنی شام و سحر دیکھ رہے ہیں

یہ نخل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلہ ستہ تھوڑی دین طبع مہی

مصرع طرح وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں

اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہیں
خالی کوئی زمین نہیں بسر و بر نہیں
دل میں اگر محبت خیر البشر نہیں
امت بنی کی ہکو بتاؤ کد ہر نہیں

| | |
|---|--|
| <p>نیرب کو جاؤ راہ میں کوئی خط نہین میں مالا مال دولت عشقِ بنی سے ہوں دو دنوں جہان میں تیسرے طرح کوئی یاہنی تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بھی پھنچا ہے تو وہاں شبِ معراج یاہنی سن سن کے مژدہ تیرے شعا عت کلم کو شیطان کو کیوں نہ جنتِ دل سے نکال دوں دلچسپیاں ہیں ملکِ عدم کے عجیب تر آزاد جو ہیں دین سے کیا اولیٰ فیض قوم کس منہ سے دعویٰ کیجئے اصلاحِ قوم کا نیت اگر ہو خیر کی ہر طرح خیر پائی ہے ہم نے نعمتِ اسلام عمدہ تر</p> | <p>دنیا میں اس سفرِ مبارک سفر نہین کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زہین ہادی نہین رسول نہین ڈھب نہین عظمت نہین بجا نہین ہے وقر نہین جس جا پہ جبریل امین کا گزر نہین محشر کا خوف کچھ نہین دوزخ کا ڈر نہین بدلہ اگر پدر کا نہ لے وہ پسر نہین جاتے ہیں سب او دہر کوئی آتا اوہ نہین سر و چہن کو دیکھئے اسمین ثمر نہین دل میں بہت جوشِ زبان میں اثر نہین عمدہ ترین بشر ہے وہی جسمین شر نہین گو تیرے نعمتوں کا الہی حصہ نہین</p> |
|---|--|

استعار کیا سناؤ گے پی پی میں بادشاہ
 وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین

یہ غزل شاعرہ دامنباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طح "نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

| | |
|---|--|
| <p>ریاضِ نعت کی تا نیر دیکھو ہوے ہیں کس کے ہم ہمت میں پیدا نہین لاتی ہے اب بوسے مدینہ بہر ہے دل مرا عشقِ بنی سے یہاں کیا قدر عشاقِ بنی کی</p> | <p>گل افشان ہے مری تقریر دیکھو ہماری خوبیِ نقد یہ دیکھو صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو ہنو باور تو اس کو چیر دیکھو تم انکی حشر میں تو قیر دیکھو</p> |
|---|--|

| | |
|--|--|
| <p>قدم کیونکر اٹھے اب سوئے شیر فقط یک جنبش مرثکان حضرت شفاعت کی او دہرا مہم کو کرو رحم ہم پہ اسے عالم کے حمت محبو چوڑ دو جھوٹے فسانے اسی فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور درختِ سرو سے زہار زہار کہالت طبع کی کہتی ہے ہم سے کرو کوشش مگر ایسا نہ کھئے</p> | <p>پڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو دل کفار کو ہتی تیسیر دیکھو گناہوں کی او ہر توفیر دیکھو یہ امت ہے پر از تقصیر دیکھو پڑھو قرآن اور تفسیر دیکھو عبث ہے آپ کی تحسیر دیکھو نہ کہاؤ گے کبھی انجیر دیکھو نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو</p> |
|--|--|

مدینہ دیکھنے اسی بادشہ مہر
نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ عروج خیال مدراس سیلے لکھی گئیں۔

مصرع طرح چٹلیگی تیغ سر رہ در اسنبہل کے چلو

| | |
|---|--|
| <p>یہ راہ نعت بنی ہے یہاں سنبہل کے چلو عتاب حق ہو تمہیں گزرا پہل کے چلو چلو تو ساتھ مگر تو شہ عمل کے چلو خدا کے پاس جو جانا ہے ہلکے ہلکے چلو طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کھل کے چلو ذرا ہی دین سے اس کے اگر بدل کے چلو جو سوز عشق بنی میں گنگھل گنگھل کے چلو</p> | <p>سنخو رو نہ کبھی یوں چل چل کے چلو مدام شرع بنی پر قدم رہے ثابت سفر ہے ملک بقا کا ہر ایک کو درپیش نہیں ہے خوب گناہوں کی یہ گرا نباری شفیع اپنا ہے محشر میں احمد مرسل نہیں ہے کوئی بھی مشکل رہ اطاعتین بنی کے ہتی ہونیکا خسر بجا ہے جہان میں نام تمہارا ہوشمع ساروشن</p> |
|---|--|

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکیاں کر لو
اجل یہ سر پہ کھڑی کہہ رہی ہے شام و سحر
ملال و حزن سے فردا نہ مالتہ مل کے چلو
چلگئی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

ای بادشاہ لکھو سادہ سادہ نعت بنی
کبھی طرز یہ تم عشقیہ غزل کے چلو

مصرع طرح مسیحا ہو جو بیمار و نکو دم بہر دیکھتے جاؤ

بنی کا عشق تکلم دل کے اندر دیکھتے جاؤ
لکھا نعت بنی کا میں نے دفتر دیکھتے جاؤ
کرم سے مت اپنی روز محشر دیکھتے جاؤ
بہار روضہ حضرت کے آگے خلدے کیا
شب معراج حضرت سے یہی خبر بل کہتے تھے
مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے
مبارک قبر سے اپنے نکھل کر یا رسول اللہ
بیچ الاولایا غلغلہ صل علی کا ہے
سبحہ لو شکر خوف الہی کی ہے فیروزی
ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے
خدا کے پاس درجے اپنے برتر دیکھتے جاؤ
قدس قدسیان ہیں آج سپر دیکھتے جاؤ
مسیحا ہو جو بیمار و نکو دم بہر دیکھتے جاؤ
نظر کہتی ہے ساری عمر کیر دیکھتے جاؤ
تمہاری عظمت شوکت کا منظر دیکھتے جاؤ
ہمارے بخت ان سب کا مقدر دیکھتے جاؤ
اس مت کا تمہارے حال تر دیکھتے جاؤ
سبارک نعت کا چرچا ہے گہر گہر دیکھتے جاؤ
تم اپنے نفس بد کو گر مسخر دیکھتے جاؤ
و کہائے جو خدا نکو برا بہر دیکھتے جاؤ

فلک پر بادشہ دیکھو گے کیا عقد ثریا کو

ہمارے شاہد معنی کا زیور دیکھتے جاؤ

مصرع طرح زمین سے پوچھتے ہو جان شار کیسے ہو

خدا کی شان ہے تم بادشاہ کیسے ہو
شفیع کون قیامت میں تمہارے سوا
جو خاصگان خدا ہیں تم انکے ہو سرتاج
حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو
گناہگاروں کے تم غمگسار کیسے ہو
رسول کیسے ہو تم نامدار کیسے ہو

| | |
|---|---|
| <p>تمہارے گیسو و رخ پر فدائیں ہم دے نخل جو تم سے ہیں جو رہیں تو سنفل غلام خدا کے بعد ہو تم سب سے فضل و اعلیٰ تمہارا سرمہ ہمیں سرمہ جو اہر ہے نہ محو ہونگے کبھی دغہائے عشقِ نبی خیمہ تہہ حال اس امت کا یا نبی دیکھو نبی کے قول کی یار و نہوا اگر تقلید</p> | <p>نہ پوچھے کوئی کہ لیل و نہار کیسے ہو ہر ایک طرح سے تم طرح دار کیسے ہو میں کیا بتاؤں کہ با افتخار کیسے ہو تم اے مدینہ کے گرد و غبار کیسے ہو مکانِ دل کے اسی نقشِ نگار کیسے ہو اوٹھو مزار سے زیرِ مزار کیسے ہو پھر انکے ہمتی جان نثار کیسے ہو</p> |
|---|---|

خدا جو چاہے عجب کیا مدینہ بھنچو گے

ای بادشاہ کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہوئے انجان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

| | |
|--|--|
| <p>شفیع المذنبین تم ہو محمد مصطفیٰ تم ہو خدا کے بعد فضل کوئی تب میں نہیں تم سا خدا کی ہے قسم بھگو نہیں طوفان کا خدشہ خدا کے گو کہ ہو بندے خدا و نذا اپنے میں لیکن نبی کا عشق ہے ہلکو نبی کے مدح خوان ہم ہیں تمہیں ہو باعثِ عالم ہو تم فخرِ نبی آدم اگر ہے دین مثل آسمان خورشید تم اسکے خدا نے کیسے پیغمبر کے امت میں کیا داخل مقرب بارگاہِ انبیا میں کون ہے ایسا فنا کے اور بقا کے بہید سے جو کوئی واقف ہے</p> | <p>مریضیاں گنہ ہم ہیں دو اتم ہو شفا تم ہو صفت ہر ایک ہے تم میں سزا و ارثا تم ہو یقین ہے کشتیِ امت کے اپنے نا خدا تم ہو خدا سب سے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو عجب ہے شاعر و فرضی توں کے متلا تم ہو نبیِ اعظم و اکرم رسولِ رہنما تم ہو کہیں خورشید کو گردین ہم اسکے ضیا تم ہو اسی امت شک نہیں ہے صنا بخت رسا تم ہو جہان میں جتنے مل آتے ادب کے شفیق اتم ہو وہ یہ کہتا ہے ہم عین فنا عین بقا تم ہو</p> |
|--|--|

گدائی میں در احمد کے لطف بادشاہی ہے

ہزاران شکر ہے ای بادشاہ اسکے گدا تم ہو

یہ قصیدہ ایک دوست متوطن بنگلور کے فرمائش سے لکھا گیا

خدا ہو کیون نہ دل تجھ پر ہمارا یا رسول اللہ
 تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حورو غلاما ہے
 مہیگا سرخ رو بیشک وہی مومن قیامت میں
 جو کچھ ہے آرزو دل میں مدینے کے سفر کی ہے
 عروج عظمت تو حید تہی منظور سرتاسر
 ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا
 پسندیدہ تہی کیتائی تری کس درجہ خالق کو
 عبت ہیں یہ مری آنکھیں عبت میری بصارت

نہیں تجھ سا کوئی خالق کا پیارا یا رسول اللہ
 ہمیں بس ہے ترے رخ کا نظار یا رسول اللہ
 ہے ترے عشق کا جب کو سہارا یا رسول اللہ
 نہیں ہے خواہش بلج و محب را یا رسول اللہ
 جو تجھ پر حق نے قرآن کو اقرار یا رسول اللہ
 کرے کیا ہو کہ دوزخ کا شرار یا رسول اللہ
 نہ تھا سایہ کا ہونا بھی گوارا یا رسول اللہ
 نہ دیکھا آج تک روضہ تہارا یا رسول اللہ

ادب سے سرنگون رہتا ہے کلک بادشاہ ہر دم
 ہے تیری نعت کب لکھنے کا یا را یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبول کے روضہ مطہر کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑھا تھا

بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ
 کہاں ہوں کون ہوں کیا دیکھتا ہوں آج آنکھوں سے
 بہار گنبد خضر کا نظارہ جو پایا ہوں
 نہ تہا میں بندہ ناچیز قابل ایسی نعمت کا
 نہیں پہچانتا ہوں خوشی سے اپنے جامین
 ملائک کر رہے ہیں در پہ ترے جہبہ فرسائی
 ہے واقف بطرح سے تو خدا کی شان و عظمت کا
 کمالات و فضایل جعفر رب انبیاء ہیں تھے

میسر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ
 مجھے اس خوش نصیبی پر ہے حیرت یا رسول اللہ
 نہ کیوں ہو سبز میری کشت قسمت یا رسول اللہ
 فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ
 ملی ہے جیتے جی اب سیر حبت یا رسول اللہ
 بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ
 خدا ہی جانتا ہے تیری عظمت یا رسول اللہ
 ملی ان سبکی تجھ کو جامعیت یا رسول اللہ

تری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ
 نہیں کچھ عرض حاجت کی ہے حاجت یا رسول اللہ
 نہ میں نے کی ادا خالق کی طاعت یا رسول اللہ
 رہا کس درجہ مجھ کو خواب غفلت یا رسول اللہ
 مگر ہوں داخل افراد امت یا رسول اللہ
 تہی سارے انبیا کو جسکی رغبت یا رسول اللہ
 نگاہ لطف ہے تیری کفایت یا رسول اللہ
 قیامت میں مری کیجے شفاعت یا رسول اللہ
 قلم کو کس کے ہے لکھنے کی طاقت یا رسول اللہ

میان عالم و حق برزخ کبریٰ ہے تو بیشک
 کہوں کیا میں ہے تجھ پر منکشف حالت مری کیسر
 ہوئی افسوس کچھ مجھ سے نہ پابندی شریعت کی
 نہ رغبت نیک کاموں سے نہ نفرت تہی گناہوں
 سراپا مجرم و عاصی ہوں نام ہوں پشیمان ہوں
 تری امت میں ہوں کیا نہ کیونکر مخمس ہو مجھ کو
 شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے تو
 ترے اصحاب کے تیرے مکرم آل کے صدق
 زبان کو کس لشکر ہے تری توصیف کا یا را

اگر اہوں تیرے در کا بادشاہ کہتے ہیں سب مجھ کو
 یہ کافی ہے مجھے دنیا میں عزت یا رسول اللہ

مصرع طرح ”بندہ پرور کبھی تجھ پر بھی عنایت ہو جائے“

اوج پر پہر جو مرا نیر قسمت ہو جائے
 یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہو جائے
 غم او و ہر امل کو ادھر تک ہو مسرت ہو جائے
 انس و جن کیا ہیں فرشتوں کو بھی حیرت ہو جائے
 کیا عجب کو ترو تنیم پہ سبقت ہو جائے
 میرے ہر لفظ میں مصری کی حلاوت ہو جائے
 گر ملتیر تری دیدار کی دولت ہو جائے
 جو مصیبت ہو مرے واسطے جنت ہو جائے
 یک سر موجودا ہم سے شریعت ہو جائے

پہر دوبارہ مجھے تیرے کی زیارت ہو جائے
 کسلے دیر ہے اب جلد قیامت ہو جائے
 جائیں ہم خلد میں کفار جلعین و دوزخ میں
 حمد کا لیکے لو احشر میں جب تو نکلے
 اٹک عشق نبوی کو ہے وہ رتبہ حاصل
 تیری شیریں سخن کی جو لکھوں میں تو صیف
 گنج فارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے
 اگر مہتاب قدمی میری رضا ہے حق میں
 ایسی تو صیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل

چوڑین کی گھٹ تو وہ بوسیدہ خیالات اپنے فرضی عشاق کو یارب یہ ہدیت ہو جائے

شاعری سے بھی مقصود ہے اسے شاہِ رسل
بادشاہ کی ترے مداحین شہرت ہو جائے

مصرع طرح "بس ہو چکی نمازِ مصلیٰ اوٹھائے"

عشقِ رسول پاک کا بیڑا اوٹھائے
نامِ بیادینداری میں اچھا اوٹھائے
مقدم کی خیرِ رحمت خالقِ منائگی
رہبت نہیں ہے دین کے جنکو کھینکے وہ
عشر میں کیا جواب وہ دینگے چوتھے ہیں
دل میں ہمارے گویا ہے نقشِ کالج
ہم ہیں نیازِ مندی ہی کو کیا ضرور
آیا ہے جو کہ ہمدین دیکھ گیا وہ لمحہ
دیدارِ دوست کی ہے تمنا اگر تمہیں
غیر و نکاحِ عشق اور ہے عشقِ نبی ہے اور

قربِ خدا کا اس سے نتجہ اوٹھائے
خلدِ برین کا لطف دو بالا اوٹھائے
اپنا قدم جو سوتے مدینہ اوٹھائے
بس ہو چکی نمازِ مصلیٰ اوٹھائے
بس ہو چکی نمازِ مصلیٰ اوٹھائے
کیونکر خیالِ یثرب و بطحا اوٹھائے
فرضی بتوں کے نازِ جویا اوٹھائے
اس زندگی کا دل سے پہرہ اوٹھائے
غفلت کا اپنی آنکھ سے پردہ اوٹھائے
کھوسنگر نیسہ اور درِ کیتا اوٹھائے

منظورِ گرِ سرتِ عقبیٰ ہے بادشاہ

بارِ غمِ رسولِ ہمیشہ اوٹھائے

مصرع طرح "ستم سے بازِ آ ظالم قیامت ہونے والی ہے"

ترے عشاق کی عشر میں عرت ہونے والی ہے
نہ گہرا و گہنہ گار و تمہیں اپنے پیسے
محسوس تر وہی ہیں جنکے دل میں نورِ ایمان ہے
مبارک ہے وہ دل جس میں تری معمورِ الفت ہے

انہیں جل ہر یکِ جنت کی نعمت ہو نیوالی ہے
عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہو نیوالی ہے
یقین کفار کو خواری و ذلت ہو نیوالی ہے
مبارک وہ زبان ہے جس سے رحمت ہو نیوالی ہے

دُرُود اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر
کہا حق نے تو ختم المرسلین شک ہے تیرے بعد
گھنڈ عظمت کا تھا گردن کو لیکن یہ نہ تھا معلوم
مزاحم ہونہیں سکتے کبھی اسباب دنیاوی
ہمیں اے نفس بد تو نے ہی ڈالاقرف و ذلت میں
بتوں کے عشق کے اشعار کا خواہاں نہن کوئی

تمہیں یکدن قیامت میں قیامت ہونیوالی ہے
نہ دنیا میں نبوت اور رسالت ہونیوالی ہے
زمین پر یا نبی تیری ولادت ہونیوالی ہے
دوبارہ گردن مدینہ کی زیارت ہونیوالی ہے
ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونیوالی ہے
مہذب سلسلے میں اس نفرت ہونیوالی ہے

نہ چوڑ و مشغلہ نعت بنی کا بادشاہ ہرگز
طفیل اس کے رسا اپنی طبیعت ہونیوالی ہے

مصرع طرح نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے

مرے دل کو ہے نسبت اسطرح عشق پیمر سے
ہنہن مقصود جنت سے نہ جنت کے کسی گہر سے
مجھے کیا کام فرضی حسن سے اور فرضی دلبر سے
ترے ست می الفت کو کچھ پروا نہیں ہرگز
بجز قلب خنور کب کوئی قدر سخن جانے
ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا
لکھوں کیونکر قلم سے وصف پیغمبر کے گیسو کا
نہ رو کو خلد سے جھکونی کا امتی ہوں میں
غم ہجرتی میں اشک جو بہتے ہیں آنکھوں سے
مری امید کی کہتی یہی سرسبز ہو جائے

جدائی غیر ممکن ہے عرض کو جیسے جوہر سے
مری آنکھوں کو دلچسپی مدینہ کے ہے منظر سے
میں سچا ہوں مجھے سچی محبت ہے پیمر سے
نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ محشر سے
صفت زر کی اگر کچھ پوچھنا ہو پوچھو زر گر سے
نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے
بنالون روشنائی میں نہ جنتک مشک و عنبر سے
جو پرکشش ہو فرشتو پوچھہ تو تم اپنے داور سے
فزون رتبہ ہے اوکا آب زمزم آب کوثر سے
ذرا سایا بنی تیرا اگر ابر کر م بر سے

بنی کے آستان کی ہے گدائی بادشاہ جاہل
مجھے ہے برتری جمشید و دارا اور سکندر سے

مصرع طرح فنا کے بعد بھی دین خیال یار باقی ہے

فقط عشق جناب احمد مختار باقی ہے
فنا کے بعد بھی دل میں خیال یار باقی ہے
زمین پر کوچہ احمد کا جب گلزار باقی ہے
خیال لف حضرت اس میں جب ہر باقی ہے
اگر باقی ہے ذات حضرت دادار باقی ہے
ابھی دل میں امید حیرت غفار باقی ہے
تری گردش یہ کیوں ای مہر پر نور باقی ہے
مرے پہلو میں دل منھ میں بان بیکار باقی ہے
مدینہ کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے
نہ توبہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

نہ کوئی شوق و ارمان دل میں اب نہ باقی ہو
عجب کیا گردِ صداصل علی کی قبر سے نکلے
بہارِ خلد پر رضوان تجھے یہ نغز بجا ہے
دماغ اپنا نہیں محتاج ہرگز شک و عنبر کا
فنا ہو نیکو آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہیں
میں کہہ دوں گا فرشتوں سے نہ لیجاؤ جہنم کو
تصدق کر نہیں ہے توبہ کی پاک تربت پر
نبی کی وصف کا حق کب ہو پورا ادا تجھے
خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی
گناہوں پر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس

رہو گے گر نہ تم باقی تو عم کیا باوٹھہ اسکا

جہان میں جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرع طرح اُس ایک جان پر مری لاکھوں تم ہوئے

عاجز تمام اہل قلم یک قلم ہوے
دنیا میں آخرت میں دمی محترم ہوے
محشر میں جب شفیع وہ شاہِ حم ہوے
کفار سرنگوں ہوے بت مہندم ہوے
اعدائے دین سحر خالق و کرم ہوے
تم کامیاب ہو گئے محروم تم ہوے
روشن فقط نہ کشور عرب عجم ہوے

اوصاف مصطفیٰ نہ کسی سے رقم ہوے
الفت میں مصطفیٰ کے جو ثابت قدم ہوے
پریش کا خوف کیا ہمیں دوزخ کا کیا خطر
برپا جو تو نے دین متین کا علم کیا
خلقِ عظیم حق نے کہا شان میں تری
کہدو یہ افسے جو رہ حقیق ہوئے نثار
توحید حق سے ہو گیا پر نور یک جہان

| | |
|--|---|
| <p>فکر معاش حرص و ہوا خواہشات بد ہم کیا سنائیں قومی تنزل کی دہشتان سچا محو عشق چاہئے سچا کلام اب</p> | <p>اس ایک جانپوری لاکھوں ستم ہے جتنا بڑا ہے ہو سکتا ہے ہم اتنا ہی کم ہو فرضی جو عاشقان تھے وہ سب کا حکم ہو</p> |
| <p>جز نعت پاک کچھ نہیں کہتے ہو بادشاہ تم شاعرانِ دہرین کیا مغنم ہو</p> | |
| <p>مصرعِ طرح ”وہ کہتے ہیں کہ لو میرا کیا کیا جیسا دل ہے“</p> | |
| <p>جہان کے عشق بازوں میں ہمارا کچھ جدا دل ہے طفیلِ عشق احمد کیا صفائی بانی ہے دل نے ہر ایک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرتا تھا رسولِ شہ کا رتبہ سبھیوں سارے رسولوں میں یقین ہے جہ کو لیا نیکا پھر کین مدینہ کو وسیلہ مغفرت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا نہ تھل ہوے ارض و سما بار امانت کے جہاں میں جب کو غفلت رہتی ہے احکامِ شرعی سے کسی دن نرم ہوتا ہی نہیں خوفِ الہی سے نہ فرضی عشق ہے جہ کو نہ جہوٹا ہے سخن میرا</p> | <p>ہر ایک شام و سہرے بند عشقِ مصطفیٰ دل ہے سکندر طبع ہوں میں اور میرا آنہ دل ہے اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے تمام اعضائے انسانی میں جیسا مقتدا دل ہے تن اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا نا خدا دل ہے بنی کا نام ہے دروزبانِ محو ثنا دل ہے جو متخل ہو اسکا تو وہ انسان کا دل ہے سزا پانیکا وہ محشر میں اسکا ناسرِ اول ہے یہ کیا پہلو میں میرے سخت پہرے سوال ہے میں سچ کہتا ہوں ان باتوں میں ابدِ مزل ہے</p> |
| <p>نہ کیوں تفویض کروں بادشاہ ہر کام خالق پر دی خود جانتا ہے میرا اچھا یا بُرا دل ہے</p> | |
| <p>مصرعِ طرح ”ہوے بدنام الفت میں وصال یار سے پہلے“</p> | |
| <p>ہے دل و بے کسے سید ابرار سے پہلے نہو عشقِ بنی کر کیا عفت اپنے ایمان کی</p> | <p>ہوں شیدا و سکا اسی رضوان تیرے گلزار سے پہلے میں پوچھو گناہی ہر مومن و دیندار سے پہلے</p> |

| | |
|--|---|
| مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے بچا لویا بنی مجھ کو عذاب نار سے پہلے لبوں کو چوم لیتی ہے زبان کس پیار سے پہلے پیمبر جتنے آئے احمد مختار سے پہلے ہنیں سلام بھیلایا گیا تلوار سے پہلے پڑا تھا آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے جھجھ سیراب کرد و شربت دیدار سے پہلے | محبت میں نبی کے پانی ہے انصار نے سبقت بچے جنت میں بچا نیکی کو شش بعد اسکے ہو مبارک نام حضرت کا جو آتا ہے مرے لب پر بشارت آپ کی سب دیتے آتے ہر زمانہ میں فقط تائید حق کی تھی غلطیے قول غیرونگہا او دہر ظلم و ستم تھا اوراد بظرف و غنائی سیجا آپ ہو مسکے میں ہمار محبت ہونا |
|--|---|

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادستہ تجھ کو
کہاں رجحان تھا یوں نعتیہ اشعار سے پہلے

مصرع طرح ”فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آستانہ ٹھرے“

| | |
|---|--|
| دل است میں خوف حشر گر ٹھرے تو کیا ٹھے پرے وہ عرش کے پھنچے یہ بالائے سما ٹھے نہ ٹھرے دل میں کچھ ہاں عشق شاہ انبیا ٹھے برا ٹھرے برا ٹھرے برا ٹھرے برا ٹھرے نہ کیوں ہر دم زبان پر یا محمد کی صدا ٹھرے ترے رخسار کی تو صیف میں جب ولفجی ٹھے ضیا کے چشم کے خاطر وہ عمدہ تو تیا ٹھرے دل عشاق میں صبر و تحمل تا کجا ٹھرے شریعت میں نہ مستحکم قدم جب دایا ٹھرے وہ شاق بنی اور یہ تبوں کے متلا ٹھرے نہ جنتک شوق خود ماند خضر رہنا ٹھرے | شفیع المذنبین جب سے محمد مصطفیٰ ٹھرے تفاوت ہے ہی اپنے بنی میں اور عیسیٰ میں نہ نکلے ٹمٹھ سے کچھ ہاں نعت حضرت مہدم نکلے جو منکر دین کا ہے نذر حق نذر رسول حق جگر میں دل میں جان میں تیرا جب عشق و ولا ٹھرے نہ کیوں نہ صرف گیسو سورۃ واللیل کو کھئے غبار روضۃ الطہر جو شرب سے صبا لائے کرم سے یا بنی ہمو مدینہ جلد بلوا لو طریقیت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو خیالی شاعروں سے دور مداحان حضرت ہیں مدینہ کے سفر کی کس طرح رغبت مکمل ہو |
|---|--|

غرق بحر الفت تیرے یہ ہر وقت کہتے ہیں
فانکسی بقا کسی جب اسکے آشنا ٹھہرے

قلم تیرا چلے کیا بادشہ نعت پیمبر میں
یہاں ہر صاحب طبع رسا جب نار سا ٹھہرے

سندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئیں اور گلدستہ خوشیٰ میں طبع ہوئیں

مصرع طرح مجھے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے،

سمنہ سے سخن جو نعت بنی کے نکل گئے
ہجر بنی میں آہ کے شعلے نکل گئے
عشاق مصطفیٰ میں ہو روشن نہیں کا نام
چھٹا نہیں ہے موت کے پنجے سے کوئی ہی
صحبت بدون کی کرتی ہے نیکو گو بھی خراب
حق ادب ادا ہوا ہم سے دوستو
رکھا جو تیغ شمر نے حلق حسین پر
دایم رہے سعید ازل دین پر استوار
الفاظ سادے نور کے تسنّع میں ڈل گئے
خزین قرار و صبر کے کب تخت جل گئے
جو سوز دل سے شمع کی صورت پہل گئے
اگر آج بچ گئے تو سمجھ لو کہ کل گئے
یکچڑ ہوا زیادہ تو پاؤں پھسل گئے
روضہ مصطفیٰ کے جو ہم سر کے بل گئے
کرزہ ہوا زمین کو فلک سارے بل گئے
جو تھے شقی وہ دین میتیں سے بدل گئے

ای بادشاہ اپنے گناہوں کو کر کے یاد
بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے

مصرع طرح آسمان پر اپنے ٹالے جائینگے،

بوجہ موت دنیا سے کیا لے جائینگے
گورین ہم کیا ضیاء لے جائینگے
تم جو چاہو لے چلو اے شاعر و
خود کیجئے امتی کس کے ہیں ہم
قرب حق پائینگے عشاق رسول
نام اچھا برا لے جائینگے
شمع عشق مصطفیٰ لے جائینگے
ہم پیمبر کی ثنا لے جائینگے
کیسے ہم دوزخ میں ڈالے جائینگے
ہیں جو منکر وہ نکالے جائینگے

| | |
|--|---|
| جلد بلو الو مدینہ یا بنی شائق دیدار حضرت ہوں مجھے سوئے شیر بمرے دل کے ساتھ ساتھ شر ساری عذر خواہی عاجزی گوزمین پر ہم ہیں لیکن ایک دن کوئی اس غم کا ذرا دیکھے عروج روکنے والے فرشتے تو نہیں | دل کو ہم کتنا سنبھالے جائیگے حوریں آنکھوں میں بٹھالے جائیگے شوق دارمان کے رسالے جائیگے ہم یہی پیش خدا لے جائیگے آسمان پر اپنے مالے جائیگے آسمان پر اپنے مالے جائیگے آسمان پر اپنے مالے جائیگے |
|--|---|

خالی جاویں گے نہ ہم ای بادشاہ
اہل محفل کی دعا لے جائیگے

مصرع طرح ”تہم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے“

| | |
|---|---|
| ہم کبھی عشق بنی سے نہیں ٹلنے والے دین احمد سے بدلتے دو بدلنے والے یاد آئیگی وہاں بھی ہمیں شیرب کی فضا حُب دنیا نہیں بھڑو کو نکلنے دیتی راستہ قرب الہی کا وہی پائیے بادہ خواروں کا سنبھلنا تو ہے پکڑ آنا قلزم و ہرین مداح پمیر گویا نفع کیا ان جو دین بنی سے آزاد | مثل پر رہا نہ ہیں اس شمع پہ جلنے والے کف افسوس ہیں وہ حشر میں ملنے والے گلشن خلد سے کب ہم ہیں پہلنے والے یوں تو شیرب کو نکلتے ہیں نکلنے والے دل سے جو شرع پمیر رہیں چلنے والے ہیں کہاں نشہ دولت میں سنبھالنے والے صدف قلب سے موتی ہیں اگلنے والے سرگلش نہیں ہوتے کبھی پہلنے والے |
|---|---|

بادشاہ میں نہ لکھو ننگا کبھی جز نعت بنی

سارے اشعار ہیں اس سانچے میں ڈھلنے والے

یہ غزل مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارتیہ میں شائع ہوئی

مصرع طرح ”میرے حضور جھکو تو نگر بنا سینگے“

| | |
|---|---|
| <p>دل کو نبی کے عشق کا منظر بنا سینگے ذکر نبی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو اوراقِ دل نیت کا دفتر لکھینگے ہم آنکھیں بچھاتے جا سینگے شرب کی راہ میں دیکھینگے پھر دوبارہ مبارک وہ آستان رگڑیں وہاں جبین کو پئے سجدۂ خدا کرتے ہیں وصفِ نکبت کیسوں کا ہم ترے اعدائے دین کے دل میں خلش کیونہ فزون ہے تیرے آفتابِ ہدایت کا یہ بیان ہر خازینِ عیان گلِ عنقا کا ڈھنگ ہو رو سینگے گرنے پا سینگے جنت میں تیری دیہ جب ہم بنا سینگے تری رحلت کا واقعہ حق نے کہا کہ تجھسا کوئی ذی شرف نبی خوابان بھی وصفِ احمد مرسل کے واسطے سیلاب کی خوشی میں چراغان کریں گے ہم یہ چہ رنگے وعظ و قصاید کے جا بجا بیشک طفیلِ درہم و دنیا را دایع عشق ہکو ذریعہ نعت نبی کا ہے کسٹھی</p> | <p>ہم بھی خدا کے گھر کو منور بنا سینگے طبع رسا کو آج سکندر بنا سینگے رگھو پائے جان کے تار کا مسطر بنا سینگے ہم سر کو اپنے پاؤں کا ہمسر بنا سینگے بگڑا ہے بخت اسکو مکرر بنا سینگے داغِ جبین کو غیرتِ اختر بنا سینگے مجلس کو سارے آج معبر بنا سینگے ای لوگ خامہ ہم تجھ پر نشتر بنا سینگے ہم ذرۂ ذرۂ کو مہ اور بنا سینگے ہر یک خذف کو روکش گوہر بنا سینگے آنکھوں کو اپنے چشمہ کو شرب بنا سینگے ہر صف کو خلق کے صفِ محشر بنا سینگے ہم نے نہیں بنایا نہ اسپر بنا سینگے صلِ علی کے لفظ کا زیور بنا سینگے ہر یک مکان کو غلڈ کا منظر بنا سینگے عقبی کے زور راہ کو بہتر بنا سینگے میرے حضور جھکو تو نگر بنا سینگے شرب میں قبر اپنی مقرب بنا سینگے</p> |
|---|---|

اشعار بادشاہ یہ کہتے ہیں بار بار
 ہم مومنوں کے دل کو مسخر بنا سینگے

اندون رشک ملائکے سعادت میری
 حور و غلام مرے کوثر مرا جنت میری
 ہائے غفلت یہ مری حیف یہ قسمت میری
 کیون نہ قربان ہو بصیرت پہ بصارت میری
 زائرِ روضہ پہ واجب ہے شفاعت میری
 آرزو جلد یہ بر لا کسی صورت میری
 شوق کو اور بڑا دیتی ہے ہمت میری
 ماہ و خورشید کرن لاکھ لپا جنت میری

ما تل نعمت ہے ہر وقت طبیعت میری
 یک نظر اسکے کرم کی ہو تو پھر محشر میں
 آگیا جا کے مدینہ نہ کیا اپنا مسکن
 چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری تیری
 اس لب پاک کے صدقے کہ کہا تھا جس نے
 صورتِ بلدۂ طیبہ کا ہوں شائق یا رب
 مانع راہ ہیں ہر چند کہ سبب جہان
 تیرے رخسار سے تشنید نہ دوں گا ہر گز

بادشہ مجھ کو ہے شاہانِ جہان سے کیا کام
 در احمد کی گدائی میں ہے عزت میری

کہ جسکا عاشق شیدا وہ ذوالجلال ہی ہے
 رضا کے حق سے کوئی عہد تر مال ہی ہے
 یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال ہی ہے
 کرم ہے قہر ہے نیت ہے اعتدال ہی ہے
 اگر صہیب او دہر ہے ادھر بلال ہی ہے
 کمال جگہ ہے آخر او سے زوال ہی ہے
 نخل اس ابرو تے خمدار سے ہلال ہی ہے
 متاع شوق سے دل میرا مال مال ہی ہے
 نجات پانے میں کیا ہم کو احتمال ہی ہے
 یہ آرزو ہے یہی تم سے اب سوال ہی ہے
 بہلا کیسے کو بھی موت کا خیال ہی ہے

جہان میں تم سب کوئی صاحبِ جمال ہی ہے
 ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے ہیں عشاق
 ہمیشہ مست ہیں ہم عشق سرور دین ہیں
 تصدق اس شہ والا کے ذات میں جسکے
 صحابی دونوں ہیں دونوں ہیں جان نثار ہی
 ہلال و بدر سے عالم پہ کھل گیا یہ راز
 بنی کے خال سے خیرت ہے نجم تابان کو
 فقط تمہاری محبت نہیں ہے سینہ میں
 شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب
 دوبارہ مجھ کو مدینہ میں جلد بلو لو
 دماغ میں ہیں خیالات سارے دنیا کے

ہمارے واسطے تاحشر بس میں یہ دو چیز

کلام پاک سے ایک ایک تیری آل بھی ہے

نظرِ کرم کی ہو اس بادشاہِ عاصی پر

حیقر و عاجز و بکیس ہے خستہ حال بھی ہے

یہ نظم جلسۂ میلاد شریف سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۴۲ ہجری کے لئے لکھی گئی

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے
انہی سے ہمو عزت ہے انہی کی ہمو الفت ہے
وہی سرتاج ہیں سب کے وہی محبوب ہیں رب کے
خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہیں کوئی
کہیں گے اہل عشر و یکمرا عشر از پیغمبر
سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے
مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو
مبارک ذاتِ حضرت اس طرح ہے جملہ مہل میں
کیا ہے تو نے پیدا ہمو امت میں محمد کی
منائیں کیوں نہ شادی آج ہم اسکے ولادت کی
یہاں خوشتر ہے ہمو سیر گلزارِ مدینہ کی
یہی جنت میں عشاقِ بنی حور وں سے کہہ دیں گے
پلا دو شربت ویدار اب اے ساقی کو شر
جنوں سے عشق احمد کا ہوں پرزدامن دل کے
شرعیّت کا ہے جو پابند دل ہے اسکا اعلیٰ تر
خلافِ شمرع داخل گر کوئی بھی بات ہو ہمیں
ہے ساری محفلوں میں محفلِ میلاد یوں افضل

دل و جان نام پر اونکے جو ہر قربان بہتر ہے
انہیں کا ذکر ہے پیارا انہی کا دھیان بہتر ہے
انہی کی شرع اچھی انکا ہر فرمان بہتر ہے
اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمان بہتر ہے
خدا کی سلطنت میں واہ کیا دیوان بہتر ہے
گدایانِ ذرا حمد کی عز و شان بہتر ہے
یہی ہے آرزو و عمدہ یہی ارمان بہتر ہے
خدا کے سب کتب میں جسطرح قرآن بہتر ہے
الہی تیرے احسانوں میں یہ احسان بہتر ہے
نہ ہرگز ایسی نعمت کا ہمیں کفران بہتر ہے
وہاں شاید تجھے فردوس ای رضوان بہتر ہے
جو کچھ بہتر ہے حسن سدا کو ان بہتر ہے
مرضیانِ محبت کو یہی درمان بہتر ہے
ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے
ہے جسکو خوفِ عقبی کا وہی انسان بہتر ہے
نہ وہ توحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے
ہمارے جسم میں جیسی ہماری جان بہتر ہے

| | |
|---|---|
| یہاں موجود اب علما میں شاعر ہیں مفسر ہیں یہ وہ محفل ہے جس میں خیر و برکت ہے سعادت ہے مبارک ہو یہ جلسہ آج منتظین جلسہ کو بہر ہی ہے آرزو ہر سال یہ جلسہ رہے قائم ہے جیکے پاس اس دنیا کی وقعت دین افزا | غافل وہ ہیں اور انکو یہ چنتاں بہتر ہے دل میں کو بیشک اس طرف میلان بہتر ہے نجات آخرت کا انکے یہ سامان بہتر ہے ہمارے دین کا ہر کی طرح اعلان بہتر ہے ہمیں کیا کام ہم ان سے ہیں انجان بہتر ہے |
|---|---|

| | |
|--|---|
| اللہ بادشاہ کو رکھے محکم حب احمد میں ہمیشہ خانہ دل میں یہی جہان بہتر ہے | یہ نظم جلسہ عید المیلاد ۱۳۳۳ ہجری کے لئے لکھی گئی |
|--|---|

| | |
|---|---|
| آج میلادِ پیمر کا مبارک دن ہے آج دنیا میں ہوئے باعث دنیا پیدا آج کی عید ہے سر تاج تمام عید دن کی دن یہ سو دن ہیں ہے فقط انسان کیلئے حورین بنت میں فلک پر ہیں ملائکہ کہتے کس قدر خوش یہ ہے فرحت عید المیلاد کون ہے وہ جو نہیں نعت بنی میں صرّو | آج کیا رحمت داؤر کا مبارک دن ہے آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے آج سب نبیوں کے افکار کا مبارک دن ہے ملک و جن کے ہی لشکر کا مبارک دن ہے آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے آج مومن کے ہر یک گھر کا مبارک دن ہے آج ہر ایک سخنور کا مبارک دن ہے |
|---|---|

| | |
|---|-------|
| زبان جنابک دہن میں اور تن میں جان باقی قسم چھٹی ہے بیشک ہم چلے جائیگے حنت میں نبی باقی نہیں دنیا میں لیکن اسے چھوڑے نہ ہو تعظیم کرانکی نہ ہوں گراںکے ہم پیر و دعا باہر دیکھو انکو کون میں روضہ پیر کا | ایضاً |
| رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن باقی ہے ہمیں کیا خوف محشر ہے اگر ایمان باقی ہے ادھر آل سکی باقی ہے اور ہر قرآن باقی ہے تو پھر کیا دین کی عظمت پہر کیا شان باقی ہے کوئی ارمان نہیں دلیں ہی ارمان باقی ہے | |

ملک باقی نہ جن باقی نہ انسان باقی ہے

خوشی میں اس مہ میلاد کے ہیں سب کے داخل

طفیل احمد رسل الہی بخشے اسکو
جہان میں بادشاہ یک عبدنا فرمان باقی

غزلیات حسن و عشق

یہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ گلبرگ کے مصرع طبع لکھی گئی

درد تیرا نہ ہو جس میں وہ جگر کچھ بھی نہیں
جو عنایت ہے اودہر ہی ہے ادھر کچھ بھی نہیں
اے بتو کیا تمہیں اللہ کا ڈر کچھ بھی نہیں
گر نہو عیب تو پھر قدر نہ کر کچھ بھی نہیں
سخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بھی نہیں
یہ وہ مصحف ہے جسے زیر و زبر کچھ بھی نہیں
سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بھی نہیں
عشق کیا چسینے کا مجنون کو خبر کچھ بھی نہیں

تیرا سودا نہو جس سر میں وہ سر کچھ بھی نہیں
جس طرح غیر پہ ہے مجھ پر نظر کچھ بھی نہیں
ظلم جو کرتے ہیں کر لیجئے حیرت ریز ہے
باعث شہرت زہاد ہے رندوں کا وجود
دست قاتل کی خطا ہے نہ قصور خبر
خط نمایاں نہیں رخ پر ابھی اس کمں کے
صدمہ بھر ہے کیا وصل کی جب ہو امید
چھوڑ تا کیوں وریلی کو جو عاشق ہوتا

بادشاہ خوف نہیں ہے سفر عقبی کا

مگر افسوس یہ ہے زاد سفر کچھ بھی نہیں

یہ نزل خبار "تحفہ قصیری" مدراس مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی تھی

صدقے ہوتی ہے مرض پر مریض میری
خاک نکلیگی مرے دل سے کدورت میری
یاس و حرمان مرے کرتے ہیں رفا میری
میرا کاغذ ہے قلم میرا طبیعت میری

ہے یہ کس رشک سیما سے محبت میری
نہ وہ آیا پس مردن مجھے مٹی دینے
غم ہے کیا پاس مرے کوئی ہے یا نہ ہے
کس کو کیا حق ہے ترک وصف سے اب منع کرے

| | |
|---|--|
| کفِ پا سے بھی ترانکو نہ دو نگاتشبہ اپنے کوچے سے جو باہر وہ گیا میں نے کہا علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان ناوک غم سے جگر چھڑ گیا پر خوف سے یہ | ماہ و خورشید کرین لاکھ لجا جبت میری آج خالی ہے مے حور سے جنت میری دیکھتے عالم حشت میں بھی شوکت میری اس دریچے سے نہ نکلے کہیں سرت میری |
| بادشہ کیون نہ رہوں دل سے میں ممنون اسکا بجھکویا نہ رکھی کبھی فرصت میری | |

مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فرمائش سے لکھا گیا)

| | | | | | |
|---------------------------|------------|-------------|------------------------|---------|---------|
| بجھکویا دیا محمد | یا الہی | یا الہی | جلد و کلام از محمد | یا الہی | یا الہی |
| رتبہ نزدیکی سے جو کہ تھا | سب میں | اوسنے پایا | کیا کھوں افتخار محمد | یا الہی | یا الہی |
| سینہ میں لب رکھو ہر مطلق | تیرا محبوب | تیرا مرغوب | جان و دل میں نثار محمد | یا الہی | یا الہی |
| خوش نہ آئے مجھے باغِ ضلوع | حور و غلام | قصر و ایوان | گر نہ دیکھوں بہار محمد | یا الہی | یا الہی |
| تازہ جب تک جھانکنا چین ہے | دل کو میرے | کیجے کیجے | بدل گلزار محمد | یا الہی | یا الہی |
| شن کیا چاند کو بے فلک پر | وہ سپر | غل تھا کیسر | ہے عجب اختیار محمد | یا الہی | یا الہی |
| بادشہ شرع احمد قائم | رہے دائم | کھتے ہر دم | کر نہ تو مشر محمد | یا الہی | یا الہی |

ایضاً

| | |
|--------------------------------------|----------------|
| کس سے ہوا د احمد تری سب سے ہے بالا | اے باری تعالیٰ |
| تو پاک و منزہ ہے تو ہے سب سے نرالا | اے باری تعالیٰ |
| یہ عقل یہ جان اور یہ تن تو نے دیا ہے | سب تیری عطا ہے |

| | |
|-----------------|-------------------------------------|
| اے باری تعالیٰ | مادر کے شکم میں عین نو ماہ ہے پالا |
| تو مالک و مختار | مجبور ہیں محتاج ہیں ہم عاجز و ناچار |
| اے باری تعالیٰ | جو چاہے کرے کون تجھے روکنے والا |
| عالم ترا شہید ا | ہر شئی سے تری صفت و حکمت ہے ہویدا |
| اے باری تعالیٰ | ہر ذرہ میں ہے تیرے ہی قدرت کا اجالا |
| کیا شان ہے تیری | ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی |
| اے باری تعالیٰ | تو نے ہی درختوں کو دیاسبز ووشالا |
| ہے اپنا پیغمبر | مقبول جہاں ختم رسل شافع محشر |
| اے باری تعالیٰ | جس نے دل کفار میں بیک زلزلہ ڈالا |
| شرمندہ گنہگار | بندہ ہے ترا بادشہ خستہ دل افکار |
| اے باری تعالیٰ | جز تیرے ہے کون اسکی خطا بخشنے والا |

مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ نظم جلسہ فضائل خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں پڑھی گئی

| | |
|--|---|
| تمام امت کے سچے رہنما تھے حضرت صدیق | رسول اللہ کے پہلے خلیفہ حضرت صدیق |
| نہ پوچھو شان و عظمت میں تھے کیسے حضرت صدیق | اشارہ حق کا ہے جب ثانی ثانی (اذہما فی الغائر) |
| اُسی مہم میں خلافت کو سجائے حضرت صدیق | وفات سرور عالم ہوئی ہے جس پہنچے میں |
| عظیم المثل کیا عمدہ بشر تھے حضرت صدیق | وجاہت میں ریاضت میں قنصل میں شرافت میں |
| فضیلت نام والا پرستی صدقے حضرت صدیق | شرف کا لفظ خود ہر دم کمر بستہ تھا خدمت میں |
| مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیق | صحابہ تھے نبی کے ایک سے ایک فضل و اکمل |
| پیغمبر کے تھے کیسے دوست تھے حضرت صدیق | وفاداری تھی غمخواری تھی سچی جان ناری تھی |

| | |
|---|--|
| <p>کہا صد قیام نے سب سے آگے حضرت صدیقؓ رکھا ہے دل میں جس نے بغض تم سے حضرت صدیقؓ ملے صدیقیت کے تمکو رتبے حضرت صدیقؓ خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیقؓ محب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیقؓ ہزاران حیف اس دنیا سے گزرے حضرت صدیقؓ مگر سن یا نہ لوگوں میں پہلے حضرت صدیقؓ</p> | <p>بنی نے جب بنایا واقعہ عراج کا اپنے نہ کیوں مغضوب اللہ بنی ہو جائے وہ انسان گروہ انبیاء کے بعد صدیقیوں کا رتبہ ہے ہو ہی ہے اور افراتون روشنی دین پیر کی ہمیشہ حکم حق حکم نبی پر ہوتا عمل ان کا تہاؤ دہائی سال کا عہد خلافت جب کو طی کر کے جو انون میں توحید پر پہلے ایمان لائے حضرت پر</p> |
|---|--|

نہیں علم و کمال اس بادشاہ خستہ حالت کو
 تمہاری طرح وہ کس طرح لکھے حضرت صدیقؓ

نظم منقبت حضرت عمرؓ روق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھی گئی۔

| | |
|--|--|
| <p>عجیب نامور وقت درجناب عمرؓ مگر وہ رکھتے تھے شان درجناب عمرؓ مثال مہر تھے خشنودہ تر جناب عمرؓ تھے روزگاہ میں ایک شیر نر جناب عمرؓ کیا ہے خوب ہی زیر و زبر جناب عمرؓ تھے خادم آپ کے فتح و ظفر جناب عمرؓ پڑی جو آپ کے رخ پر نظر جناب عمرؓ نہ اور رکھتے تھے کچھ کو در جناب عمرؓ کیا جہان سے پھر اپنا سفر جناب عمرؓ فدا بنی پہ تھے یوں عمر بھر جناب عمرؓ بنی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمرؓ</p> | <p>خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمرؓ دوم خلیفہ وہ خلفاء راشدین میں تھے خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک عمر کے نام سے کفار کانپ جاتے تھے جہان میں کفر و ضلالت کو بت پرستی کو ہزاروں سیکڑوں مفتوح ہو گئے ہیں دایہ حوالہ بیت مقدس کیا نصاریٰ نے فقط یہ عرب تہا دین بنی برحق کا خلافت آپ نے دس سال چھ مہینے کی تینگ جیسا ہے ہر وقت شمع پرتراں کہا بنی نے نہیں سیکر بعد کوئی بنی</p> |
|--|--|

| | |
|--|--|
| یگانہ تھے وہ ریاضت میں اور عبادت میں کیا جرات حق و باطل لقب ملا فاروق موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کیونکر وہ عدل میں مجوسی یہ عدل دین بنی نبی یہ وحی جو اتاری تو اونکے حسب الراء ہے کس کے عہد میں یون دین کو فروغ ہوا ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حقیقتی پریشہ سے بھی انہیں دینا | خدا کے رہ میں تھے بستہ مگر جناب عمرؓ لقب یہ کیسا تھا زینبہ تر جناب عمرؓ کہان وہ رتبہ کسریٰ کہ ہر جناب عمرؓ خذف کے طرح ہے وہ اور گہر جناب عمرؓ تھے کیسے صاحب عز و وقار جناب عمرؓ دکھایا آپ نے سچا اثر جناب عمرؓ تھے آپ حامی دین کستہ جناب عمرؓ و فور رکھتے تھے گو مال و زر جناب عمرؓ |
|--|--|

طفیل آپ کے ہو با و شہ کے عفو گناہ
و عا خدا سے ہے شام و سحر جناب عمرؓ

یہ نظم جلسہ خلافت چہار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے لکھی گئی۔

| | |
|--|---|
| معظم کون ہیں بعد نبی چاروں خلیفے ہیں خلافت میں سیاست میں شجاعت میں ریاست میں خدا راضی ہمہ بخش خلائق میں ہیں یہ مقبول فروغ دین ہے ان سے ہوئے یہ دین کے دلہا مناقب ان کے بچید میں مناصب ان کے جید ہیں بڑاؤں کسکی میں عزت گھٹاؤں کسکی میں شکوت | ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ چاروں خلیفے ہیں کہ ہر ایک صوفیوں پر برتری چاروں خلیفے ہیں ہمارے مقتدا سر و حلی چاروں خلیفے ہیں ہو ادین تین جن سے قوی چاروں خلیفے ہیں جو ان بہت جو ان فرد و جری چاروں خلیفے ہیں عجب اعزاز کے فی الواقع چاروں خلیفے ہیں |
|--|---|

جو امت میں پیسے کے ہیں ان سے با و شہ کہو
کہ بیشک لائق حب دلی چاروں خلیفے ہیں

مرح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یغزل گلہ رستہ تروج خیال مدراسکیلے لکھی گئی مصرع طح "بہر حال طیر تازہ طہور امام ہے"

عز و شرف میں تیرے بھلا کیا کلام ہے
تو ہی فروغ دیدہ خیر الانام ہے
سید ہے پیشوا ہے تو بیشک امام ہے
غم تیرا تا قیام قیامت مدام ہے
صبر و رضا کی حد جو ہے تجھ پر تمام ہے
حیرت ہے اہل دین میں پھر انکا نام ہے
محشر میں آپریش خدا انتقام ہے
آل رسول کا یہ عجب احترام ہے
اندھیر تم میں کیسا یہ ای فوج شام ہے
لاریب انکے واسطے دارالسلام ہے

اے سبط مصطفیٰ ترا عالی مقام ہے
تو راحت علیؑ ہے جگر گوشہ بتول
ہم کیا ہیں بلکہ سارے جو انان خلد کا
ہرگز نہیں ہے ماہ محرم پہ منحصر
تھی انتہا جو ظلم کی اعدا سے ہو گئی
تجہ سا امام دین کو جنھوں نے کیا شہید
دنیا میں جو سزا تھی وہ اعدا کو مل گئی
تشنہ رکھا تم کیا خنجر چلا دیا
گل کر رہے ہو دین بنی کے چرلغ کو
رن میں اترے بقیوں نے کی اپنی جان فدا

کافی ہے بادشاہ یہ یک لطف کی نظر

یہ بھی ترے غلاموں میں ادنیٰ غلام ہے

سلام در غم امام ہمامؑ حسب فرمایش احباب کرط ہے

کر لیا کی کھینچ و ن تصویر اپنے ہاتھ سے
سیکڑوں نامے کے تحریر اپنے ہاتھ سے
کہوئی تم نے عزت و توقیر اپنے ہاتھ سے
حلق پرشہ کے رکھی شمشیر اپنے ہاتھ سے
تانا ہو کچھ دین کی تختیر اپنے ہاتھ سے
خلد میں گھر کر لیا تمیر اپنے ہاتھ سے
ڈال لیتا ہوں میں خود زنجیر اپنے ہاتھ سے
تو نے اسپر ہی جلا یا تیرا نے ہاتھ سے

آج میں لکھوں غم شیر اپنے ہاتھ سے
شاہ کو بلو کے آخر کو فیوں نے کی و غا
وہ صداقت وہ عقیقت ہے کہاں ان کو فیو
ہل گئے ارض و سما فسخ جسم شمر نے
بیعت فاسق سے شہ کو اسلئے نفرت ہی
جان اپنی جس نے کی شہ کی رفاقت میں نثار
بولابا بد نے میں غمگین ہوں مجھ اندازہ دو
کہا خطا تھی اصغر معصوم کی اے حرم ملہ

بادشہ سچ بات ہے یہ روبرو تقدیر کے
چل نہیں سکتی کوئی تدبیر نہ ہاتھ سے

سلام دیگر۔ احباب کٹر یہی فرمائش سے انکے مجوزہ مصرع طرح پر لکھا گیا۔

| | |
|--|---|
| <p>نشتہ نے کہا کیا چیز ہیں اعدا مرے آگے و کہلاؤں میں کیا اپنا یہاں زور شجاعت لخت دل زہرا ہوں بنی کا ہوں نواسا ہر وقت اطاعت میں ہوں غنیمت مرضی حق کے ذی جان رہ خلاق میں ستر پہ دو تن نے عباس برادر نے ہی پائی ہے شہادت شش ماہ کا ایک طفل تھا میرا علی اصغر جھک نہ سکے ہے نہ شکایت ہے کسی سے</p> | <p>ایک دارین کٹ جائینگے صد ہا مرے آگے تسلیم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے بتلاؤ پہلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے اعدائے کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے ایک ایک ہے جنت کو سد ہا مرے آگے اکبر سا جوان مر گیا بیٹا مرے آگے تیرا سپہ ہی اعدائے چلا میرے آگے خوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے</p> |
|--|---|

اے بادشہ خستہ غم آل بنی میں
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام۔ اخبار جریۃ روزگار مدرس مطبوعہ ۱۲۲۲ھ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ ہجری سن شائع ہوا تھا۔

| | |
|--|---|
| <p>نہ ہو اسبط پیمر کو میسر پانی دیتے کس طرح شہ دین کو شکر پانی لعل زہرا کا رہا پیاس سے رن میں بیتاب اس سے کیا بڑھے ستم شہ زہن آل بنی بدو عادتے اگر شہ تو عجب کیا اسکا امتحان تھا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ پیاس کا شکوہ وہ لائینگے زبان پر کیونکر</p> | <p>آہ اے تیج ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی انکو تکلیف تھی دوزخ میں مقرر پانی کیون نہ سینے میں صد کے ہو اگوہر پانی اور پیتے رہیں سپ و خروا شتر پانی خشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی کیا نہ دے سکتا او نہین خالق اکبر پانی آب خنجر کو سمجھتے ہیں جو خوشتر پانی</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| حالت تنگی شاہ بیان ہم جو کرین خُشک لب تو نے رکھا آہ بنی زادوں کو غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو مدا م روح نہ نکلی ادھر اور ادھر خلد میں تہن دل اعدا نہوا نرم اگر اسکے عوض | پانی کیا چسپے پانی کا ہو جو ہر پانی آبر و تیری رہی دہرین کیوں کر پانی مثل سیاب سمندر کا ہے مضطر پانی حورین ہاتھوں میں لے سیکڑوں سا غرانی سنگ بھی ہوتا تو ہو جاتا گھل کر پانی |
|---|--|

بادشاہ محل غم شاہ نہ کیوں ہو شاداب
آج آنکھوں سے روانے مے یکسر پانی

یہ سلام اخبار جبریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۸ محرم الحرام ۱۲۳۲ھ میں شائع ہوا تھا۔

| | |
|---|---|
| آہ اے مجھ کو پھر ماہ محرم آیا چاک سینہ ہے سید پوش ہے خام میرا کر بلا کے وہ مصائب مجھے یاد آنے لگے کسکے ماتم سے گران بارے ہر گردون اشک ریزا بغم شرمین ہے جولے دیدہ بوسہ گاہ نبوی خلق مطہر حب کا کوئی مظلوم نہیں سب بطنی کے مانند تین دن کا تو وہ پیاسا تھا مگر اف نہ کیا کیا شکیبائی تھی کیا صبر تھا اللہ اللہ | پھر غم و رنج کا اس دہرین موسم آیا آیا کاغذ پہ تو بادیدہ پر خم آیا ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا بے سبب پشت میں اسکے نہیں خم آیا تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمرم آیا آہ وہ خلق تہ خنجر دودم آیا کوئی دنیا میں نہیں شمرسا اظلم آیا آیا جب رن میں تو بید خوش و خرم آیا جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا |
|---|---|

بادشاہ جٹکو ہے انکار شہادت ان پر
کیا عجب گر غضب خالق عالم آیا

یہ سلام اخبار مجز و کن مدراس مطبوعہ ۱۱ محرم الحرام ۱۲۳۲ھ ہجری میں شائع ہوا تھا

| | |
|-------------------------------|----------------------------------|
| اے مجھ کو جب ماہ محرم نظر آیا | عالم میں عجب رنج کا عالم نظر آیا |
|-------------------------------|----------------------------------|

| | |
|-----------------------------------|-----------------------------------|
| ہر دینہ مجھے دیدہ پر نظم نظر آ یا | ہر دل ہے طپان اور ہر کیان ہر تپان |
| ہر نخل ہی نخل غم و ماتم نظر آ یا | مثل کف افسوس ہر یک برگ چمن ہے |
| اعدائین وہ یون شاہ کرم نظر آ یا | خارون میں ہو جسطرح نمایان گل عینا |
| بتک نہ کوئی شمر سا اظلم نظر آ یا | بشیر سا مظلوم بہلا دیکھا ہے کس نے |
| مے مے وہ تہ خنجر و دم نظر آ یا | جس حلق مبارک پہ پنی دیتے تھے بوسہ |
| ہر یک رہ خالق میں مقدم نظر آ یا | فرزند و اقاربے جان شاہ کے آگے |
| خفاش کو کب مہر کا عاظم نظر آ یا | آگاہ نہ تھے اہل ستم رتبہ شہ سے |
| دیکھا جسے قتل میں خم سرم نظر آ یا | اللہ رے ثابت قدمی سبط بنی کی |
| غم جو نظریا وہ بہت کم نظر آ یا | دنیا میں غم آن میر کے مقابل |

اے بادشاہ خستہ جگر روز جزا تک

ہر دل میں یہ غم قائم وہیں نظر آ یا

مدح غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلستہ یازدہم ربیع الآخر کے لئے لکھی گئی

| | |
|----------------------------|-------------------------------|
| امام الاتقیاء ہے غوث اعظم | رئیس الاولیاء ہے غوث اعظم |
| مہ چرخ ہدایہ ہے غوث اعظم | شبستان جہان ہو کیوں نہ روشن |
| لقب تیرا بجا ہے غوث اعظم | ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ |
| تو جزو مصطفیٰ ہے غوث اعظم | تری تو صیف تو صیف بنی ہے |
| تو محبوب خدا ہے غوث اعظم | تو ہے تخت دل زہرا و حمید |
| تو سب کا مقتدا ہے غوث اعظم | بین تیرے خوشہ چین سب اہل عرفا |
| جسے تیری ولا ہے غوث اعظم | وہی سچا محب مصطفیٰ ہے |

شرف وہ ہے کہ خود لفظ شرف کو
چمن تیرے فیوض باطنی کا
شہود جذب و عرفان ذوق و وجد
مجھے مانع ہے اب حد شریعت
خدا کی معرفت ہے مثل دریا
جمال پاک سے تیرے سراسر
ہیں گویا سورۃ واللیل گیسو
کہا شک خن زلفون کو تیرے
ولایت ذات پر ہے تیری نازان
ادب سے سرتامی اولیا کا
ادا ہو مجھ سے کیونکر وصف تیرا

شرف تجھ سے ملا ہے غوث اعظم
عجب بھولا بھلا ہے غوث اعظم
یہ سب تیری عطا ہے غوث اعظم
کہوں کس طرح کیا ہے غوث اعظم
تو درجے بہا ہے غوث اعظم
عیان نور خدا ہے غوث اعظم
ترا رخ والضحیٰ ہے غوث اعظم
یہ کیا میری خطا ہے غوث اعظم
تری ہر دل میں جا ہے غوث اعظم
ترے آگے جھکا ہے غوث اعظم
مجھے کیا حوصلہ ہے غوث اعظم

نہیں کچھ اور ارمان بادشاہ کو
ترا شوق لقا ہے غوث اعظم

ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کیا ہو بیان عز و شان غوث
ہر وقت کہہ رہے ہیں یہی خادمان غوث
جنات بھی شریک تھے محفل میں وعظ کے
غنیہ کے رنگ و بو سے ہے مخطوط ایک جہان
منفک ہو کل سے جزو یہ ممکن نہیں کبھی
اور کس منہ غوث کا تھا کتنی معرفت

جن و ملک میں صبح و مسامح خوان غوث
کوئی بحر خدا کے نہیں رتبہ دان غوث
کس درجہ تھا موثر و دلکش بیان غوث
تا حشر بے خزان ہے یہی بوستان غوث
گویا ہے خاندان بنی حساندان غوث
تو کسا کلدستہ اللہ زمان غوث

دیکھا کسی ولی کو جہاں میں لبانِ غوث
آنکھوں سے دیکھہ لوں گا اگر آستانِ غوث

اے پرچرخ تو ہے کہن سالِ سچ بتا
خوش قسمتی پہ ناز کرے کیوں نہ دل مرا

اللہ سے دعا ہے یہی بادشاہ کی
خالی نہ کیجے جہم سے صفِ عاشقانِ غوث

یہ غزل مشاعرہ اردو موسیقی مدراس کے لئے لکھی گئی اور سالہ ترقی تجارت میں طبع ہوئی

مصرع طرح ”آگئی جب کوئی شکل تو پکارا یا غوث“

تیری الفت نہیں کس دل کو گوارا یا غوث
شرک سے تجھ کو ہے یک لخت کنارا یا غوث
کیا ہے دشمنان تری عطمت کا سارہ یا غوث
منکر دن کو نہیں جز عجز ہے چارہ یا غوث
چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث
رشتہ سے ہو دل سیما بھری پارہ یا غوث
نہیں بھکو ہوس بلخ و بخارا یا غوث
اگر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث
دیکھتے تہم کو جو اسکندر و دارا یا غوث
منفعل عجز سارا بھی ہے سارا یا غوث
تیرے اعدا کو ہے عقبی کا خارہ یا غوث
نظرِ لطف ہو گر تیری حدارا یا غوث
ہے فزون جوشِ عقیدت جو ہمارا یا غوث
شرع میں حد سے نہیں بڑھنے کا یا غوث

تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث
بحرِ توحید الہی کا شنوار تو ہے
اولیا صورتِ انجم ہیں تو ہے مہرِ منیر
معجزاتِ بنوی سے ہیں کرامات ترے
صورتِ بادِ بہاری ہیں تیرے ملفوظات
گریبانِ شوقِ زیارت کی کروں بتیابی
بیرِ بغداد کی ہے صرف تما دل کو
خوش نصیبی پہ نہ کیوں غم جو بھکو ہر دم
کیا عجب شوق سے ہو جاتے ترے حلقہِ بگوش
بوئے گیسو سے نخل ہے نہ فقط مشکِ ختن
نفع گو لاکھ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے
میرا سینہ ہو نہ کیوں گنجِ شہود و عرفان
لائین سکتے ہیں پر ایہ الفاظ میں ہم
وصفِ حد سے متجاوز ہوتے سلم سے کیوں نکر

اولیا کی بھی قیامت میں شفاعت حق ہے

بادشاہ کو ہونے کیون تیرا سہارا یا غوث

محرمات

خمسہ قصیدہ نظام

اس قصیدہ کو مشائخ حیدر آباد کن کے ایک بزرگوار نے ۱۲۹۹ھ میں بغرض تفسیر مصنف کے پاس پہنچایا تھا جو وقت تفسیر کر کے روانہ کیا گیا انھوں نے نہایت درجہ پسند کر کے خط شکریہ لکھا

یہ کسکے الفت سے میں طہان ہوں کیسے دیکھا ہوا تھا
بھری میں میری دل ورجان میں ہزاروں حسرت ہزاروں
خبر رسان ہے نہ کوئی میرے تسلی کا ہے یہ سامان
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگردشاہ رسل بگرد و بصد تفسیر پیام برخوان

ہے میرا مدوح مومنو وہ ہے جکا ملاح رب نیروان
چمن میں عالم کے مثل بلبل ہوں یوں ہی میں نغمہ سنج بہر آن
محبت اکی ہے اصل ایمان اسی کا ہے ذکر جان عرفان
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگردشاہ رسل بگرد و بصد تفسیر پیام برخوان

وہ میں مبارک کہ جن کے دل میں بی کے عشق و ولایت ملو
فلاح حقیقی اچھا چاہتا ہے ولایت غفلت کو چوڑ کر تو
خوشا نصیب اُن کے جنکو ہر دم ملازمت کا عمدہ قابو
بنہ بچدین ادب طرازی سرار دت بجا آں کو

صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

میں صاف رونے مصطفیٰ ہوں نہیں ہر گلشن سے کام مجھ کو
کہ ہر ہے تو نیسے سحری ہشتکی پہرتی ہے کیوں ہر یک سو
ہوں شیفۃ الکیس و نگار غرض سبیل سے ہے سرمو
بنہ بچدین ادب طرازی سرار دت بجا آں کو

صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

مزار اس حبیب البشر کا خدا ان آنکھوں کو میسے دکھلائے
وہاں جو پہنچوں تو روح سے میرے دمدم مجھ کو یہ صدا
کردن تمنا نہ اور کوئی جو مدعا میرا مجھ کو ملجائے
بہ باب حمت کہہ گزرن کہن بہ باب جبریل کہہ جین سائے

سلام رہا علمائے اہل کتب سے مات السلام برخوان

| | |
|---|--|
| <p>دلا فرار رسول حق پر تر افتد رجو تھکو پہنچا تے تو کرے ہر در سے فیض حاصل پیر الہی دولت کہاں تو پائے</p> | <p>قسم خدا کی خوشی کے مارے تر کچھ عالم ہی اور ہو جائے بہ باب رحمت گنج گزکن بہ باب جبریل کہہ جہن سائے</p> |
| <p>سلام ربی علی نبی گئے بہ باب السلام بر خوان</p> | |
| <p>اے ختم مسل شفیع محشر شدہ دو عالم حبیب والا تیری زیارت کا یہ طریقہ بیان کرتے ہیں بعض عرفا</p> | <p>یہ تیرا رتبہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا بشون خود صورت مثالی ناز بگزار اندر آن جا</p> |
| <p>بصوت خوش سورہ محمد تمام اندر قیام بر خوان</p> | |
| <p>لکھی ہے غزل نظام کی مین نے آج تھمیں بطور نیکو حضور نبوی مین جانو انون سے تم ہی ایسی راہ کھنڈ</p> | <p>زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو بنجہ درو آشتا شوبلجن داؤد ہم نوا شو</p> |
| <p>بہ رزم پیغمبر این غزل راز عبد عاصی نظام بر خوان</p> | |
| <h2 style="text-align: center;">ختمیت</h2> | |
| <p>جو حضور پر نور میر عثمان علی خان بہادر فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطا تے خطاب جی۔ سسی۔ لیس۔ آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد منور صاحب گوہر کے جلد تہائی پارٹی مین پڑھا گیا</p> | |
| <p>اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب جا بجا مجید ہے فرحت اور رحمت بھیاب</p> | <p>اللہ اللہ آپ کس اعزاز سے ہو کا سیاب دمدم کہتے ہیں سارے انڈیا کے شہج و شاب</p> |
| <p>ہو مبارک آپ کو یہ جی۔ سسی۔ لیس۔ آئی کا خطاب</p> | |
| <p>اعلیٰ حضرت جارج پچیسٹم ملا ہے یہ وقار جوش دل اب ضبط کر سکتے ہیں ہم زینہار</p> | <p>کون کہتا ہے نہیں سرمایہ صد افتخار اب یہ مصرع ہمارے آہا ہے بار بار</p> |
| <p>ہو مبارک آپ کو یہ جی۔ سسی۔ لیس۔ آئی کا خطاب</p> | |
| <p>چند ہی دن کا ہے وقفہ صبر گر سرمایہ تنگ نیشہ وہ دن آئیگا شاہ دکن کھلا تنگ</p> | <p>شک نہیں آئین خطاب ہر شبی پائینگے ابہر ہی سب ملک خوشی کے پھر ترانے گائینگے</p> |

گلزارِ بادشاہ

ہو مبارک آپکو یہ جی-تی-لیس-آئی کا خطاب

کسکو یہ عزت یہ شوکت خالق عالم نے دی
آنے والی اس خوشی کا پیش خیمہ ہے یہی

کس سرس ملک کو آپ پر ہے برتری
دولت بخش کو جید ہے محبت آپ کی

ہو مبارک آپکو یہ جی-تی-لیس-آئی کا خطاب

یہ نسل سچ ہے پدر کا ہی منو نہ ہے پسر
عمر و دولت قدر و عزت جاہ و شمت کروفسر

باپ کے اوصاف سارے آپ میں ہیں جلوہ گر
یا دشمن کی ہے دعا افسروں ہو ہر شام و صبح

ہو مبارک آپکو یہ جی-تی-لیس-آئی کا خطاب

تضمین بر مصرع آتش

یہ تضمین ترکون کے شکست آئیڈر یا نوپل کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی

ہزاروں انقلاب جہنم بدکردار میں آئے
تسا ہے یہی ہر دم لب انظار میں آئے

خدا یا جب سے اس مہتی کے ہم بازار میں آئے
خوشی میں آئے رنج و غم کے بھی بازار میں آئے

سیرم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

بجہا نیسے کسی کے وہ نہیں ز نہار بجہا سکتا
جو کہنا ہے کہو تم سب عقیدہ ہے یہی سیرا

چراغ اسلام کا روشن رہیگا حشر تک ہر جا
رضائے حق یہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا

سیرم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

ہمارے دل کو صدمہ ہماری روح ہے بیکل
یہ مصرع کس قدر اچھا ہے تم پڑھ لیجئے اول

سنائی کس نے یہ خبر شکست اڈر یا نوپل
قدم راہ شریعت میں کہیں ہووے نہ متزلزل

سیرم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

جو تو چاہے کرے درگاہ تیری لا ابا لی ہے
تری توفیق نے یہ بات اپنے دل میں ڈالی ہے

خدا یا ہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے
مگر جو کام ہے تیرا نہیں حکمت سے خالی ہے

| | | |
|--|--|--|
| | تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے | |
| یہ گستاخی یہ بے ادبی نہیں تو اور پھر کیا ہے رضینا بالقضا کا واہ کیا مفہوم اچھا ہے | زوال ترک کا الزام یارب تجھ پہ بجا ہے جو کچھ ہے بھید تیرا وہ تجھی پر آشکارا ہے | |
| | تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے | |
| بنا ہے جو نہ نو پھر وہی ہو گا مہ کا مل نہ کیونکر اس سخن کو ہم بنائیں اپنا نقش دل | کرد مت فکر ترکوں کی اگر قوت ہوئی زائیک نیتہ شامت اعمال کا ہو کو ہوا حاصل | |
| | تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے | |
| کرو تائید اپنے مال سے ترکوں کی سب باہم مراورد زبان ہے اسلئے ای بادشہ پیہم | اثر گردینی اخوت کا تمہارے دل میں ہے محکم شکست و فتح کا مالک وہی ہے خالق عالم | |
| | تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے | |
| | مسدس و ترجیع بند | |
| | یہ مسدس بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۱۷ء شہر کوچین کے جلسہ افتتاح انجمن اسلامیہ میں پڑھا گیا | |
| | اسی طرح بے حدیثی کی ہے مدحت بنی نوع انسان کی ہے کیا حقیقت | ہے حمد خدا بطرح بے نہایت فرشتوں کی جس جا پہ قاصر ہے بہت |
| | ہے بہتر زبان و قلم روک لین ہم جو مقصود ہے اس کو پورا کریں ہم | |
| | رہو مستعد فکر دل سے سکالو بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو | تم اے شہر کوچین کے رہنے والو ارادہ کو تم اپنے محکم بنا لو |
| | کرد و کام کرنا ہے جو کچھ شتا بی | |

| | | |
|--|---|--|
| | خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی | |
| طلبگار ہر ایک طفل و جوان ہے | | ضرورت بہت مدرسہ کی یہاں ہے کرو سعی تم جب تک تن میں جان ہے |
| | بہالت کے بچے سے سب کو نکالو یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنا لو | |
| نہیں یہ نہیں ہے اس عالم کے اندر یہی کام سب نیکیوں کا ہے جو ہر | | کوئی چیز علی شاعت سے بہتر یہی کام سب نیکیوں کا ہے جو ہر |
| | اسی علم سے ہی فلاح جہان ہے اسی علم سے آخرت میں امان ہے | |
| یہاں علم سے علم دین ہے عبارت نہیں یہم کو انگلش سے زہنا زلفت | | اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت یڑھاؤ تم اسکو بقدر ضرورت |
| | ضرورت سے زائد ہے انگلش پڑھانا ہے دین اپنے ہاتھوں سے گویا گوانا | |
| بہلا انہیں بتلاؤ کچھ مذہبی لو وجود اسکا کشادہ و نادر ہے سمجھو | | جہان میں ہر طلبائے انگلش میں ہر سو کسی میں ہے گردن داری کا پہلو |
| | سخن گر سہارا نہ ہو تم کو باور ہے آسان ذرا دیکھ لو آتما کر | |
| نماز اور روزہ کا کچھ بھی نہیں سم نرالا ہے انکے عقاید کا عالم | | شرعیت کی پابندی ان میں کم ہے تقلیل و تحقیر علما کی ہر دم |
| | نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل حبت انکے ہن یا سس دینی مشاغل | |

| | |
|---|--|
| ترقی ہو ہر طرح انگلش زبان کی پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی | اسیکودہ کہتے ہیں قومی ترقی رہے قوم کے ساتھ جب قومیت بھی |
|---|--|

نہیں قومیت کا کچھ ان میں پتا ہے
عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے

| | |
|---|---|
| تعلق ہے دنیا و دین میں جو خوشتر سمجھو لو نہیں دین دنیا سے باہر | غلط اسکا مفہوم سمجھیں یا اکثر نہیں دین ہرگز کوئی چسند دیگر |
|---|---|

درستی دنیا کا ہی نام دین ہے
جدا دین دنیا سے ہرگز نہیں ہے

| | |
|--|---|
| کیا اسلئے حق نے دنیا کو پیدا ہے یہ دین دنیا کا ماوا و مچا | کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا ہے آغاز و انجام اس پر ہمارا |
|--|---|

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی
تمدن کی تصویر زیبانہ ہوتی

| | |
|---|--|
| جو ارباب کو چین نے ہم کو بلایا محبت کا سکے دلون میں بٹھایا | تو واضح مدارا سے ممنون بنایا یہ بے ساختہ بادشہ نے سنایا |
|---|--|

بصد جان و دل آج سرور ہیں ہم
تمہاری عنایت کے مشکور ہیں ہم

یہ ترجیح بند جلسہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۷ ماہ ۱۲۸۱ھ ہجری بمقام مدراس کے ایئر اجلاس کے
روز پڑھا گیا تھا و مداد ندوۃ العلماء میں اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بھی ہو چکا

| | |
|---|--|
| بشکر حق بکوادا کرنے کا یا رکیے جلسہ ندوۃ العلماء جو دکھایا اس نے عالم خوں میں ہوں یا ہوں بیداری میں | حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے جلوہ شان الہی ہے یہ جلسہ کیا ہے |
|---|--|

دل یہ کہتا ہے سرت سے میں معمولی آج
 آکھ کہتی ہے مجھے خوب نئی دولت دید
 واہ کیا تیرا فیصا ہے لے شہر مدراس
 کیسے کیسے علامہ تہہ میں میں رونق افزا
 دین ان سے ہے یہی دین کے میں رہنا
 قدر انکی نہ کرین قدر کرین ہم کسی
 یکدی کی بیتی قوم میں پیدا ہو جائے
 یکدی جب نہ ہو ممکن نہیں قومی اصلاح
 خانہ جنگی کا بڑا ہو کہ کیا اسنے تباہ
 کچھ لائی ہے فقط اخوت اسلام اسکو
 ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ ہے وہ سے جدا

شوق کہتا ہے کہ اب میرا قضا کیا ہے
 میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے
 جتنا تو فخر کرے آج یہ سجا کیا ہے
 انکے فیصل و کمالات کا کہنا کیا ہے
 نہ سنیں انکی تو پھر دین کا دعویٰ کیا ہے
 گر نہ ہو انکی نسا تو نسا کیا ہے
 کہتے ہیں انکے سو اندوہ کا منشا کیا ہے
 ہم آکر لاکھ بھی سر ٹھکین تو ہوتا کیا ہے
 دل سے بے دولت و نصیب ہو تو جگر کیا ہے
 نہ ندوہ سے تعلق ہی ہوا کیا ہے
 ہم نے گر اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

قطرہ بکر لیت کہ اندر بحر بدلتی ہم

بحر بر قطرہ بخشد بد کہ مائیم ہم

جلوہ انروزوں جولے ندوہ دکھایا تو نے
 بھول بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق
 تیرے پر جوش مواعظ کا اثر کیا کہتے
 کوئی حیران کوئی ششدر رہے کوئی ہے بخود
 لعل و گوہر سے نہیں کم تیرے سیر معنات
 پیش آتے تھے دشمنی سے مخالف ہر چند
 شان میں جسکے خدا نے ہے کہا خلق عظیم
 اسی مجلس نہ عرب نہ عجم میں ہے کہیں

تو م کو خواب تغافل سے جگایا تو نے
 اندون خوب ہیں یا و دایا تو نے
 قوم کے دل کو ہر یک وقت ہلایا تو نے
 کیا یہ اعجاز سخن اپنا دکھایا تو نے
 واسطے قوم کے خوب کھولایا تو نے
 انکو کس نرمی سے سمجھایا یا نہایا تو نے
 خلق کا اسکے نمونہ یہ دکھایا تو نے
 کہنے یہ یا یا ہے اعزاز جو یا تو نے

قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے
 جس قدر حق تھا جتنا نے کا جتایا تو نے
 چشمِ عالم کو چکا چونڈ بنایا تو نے
 ہکموں مفتوں مگر اپنا بنایا تو نے
 نفع کیا انکو اگر لاکھ سنایا تو نے
 اور کیا چاہے گرا سکو بچایا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھ کو ملیگا کیا
 بلصیبی ہے اگر نفع نہ لین ہم تجھ سے
 لمحہ رحمت حق گویا جسم آیا
 گل پیل ہے خدا شمع پہ پروانہ نثار
 سوزنن رکھتے ہیں جواہل تعصب تجھ سے
 آہ کس دلت وادبا زین ہے قوم اپنی

سرگم شکوہ اگر تابے شنیدن داری
 سینہ لبگام اگر طاقت دیدن داری

اکستدر قوم کے گردن پہ ہے تیرا احسان
 گویا پیاسوں کے لئے ملیگا آبِ حیوان
 تو ہے گرباد و سحر ہم میں مثالِ بستان
 تو اگر روح ہے ہم صورتِ جسم بجان
 ہم اگر دروہین تو اسکا ہے بیشک درمان
 کام خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن
 ہے تنزل پہ تنزل ہمیں ہر آن و زمان
 دبدبہ انکا ہے رعب انکا زمانہ میں عیان
 کس طرح دین تین کا رہے دنیا میں نشان
 کس لسان کو پیا را نہیں دین و ایمان
 وقت تو کم ہے گردل میں ہیں صد ہزار ان
 صورتیں ایسی نظر آئیں گے پھر ہکو کہاں
 پھر کہاں ایسے بزرگوں کی زیارت کا سماں

مرحبا مر جا اے ندوہ علمائے زمان
 تیرے آنے سے ہوئی ہکو مسرت ایسی
 تر و تازہ ہیں ترے فیض سے دل اور داغ
 مرضِ جہل تعصب کا میچا تو ہے
 ہم اگر زخم ہیں تو اسکے لئے ہے مرہم
 تو اگر صورت خورشید ہے ہم ہیں ذرات
 غیر قوموں کو ترقی پہ ترقی ہے نصیب
 علم میں مال میں اور دین کے اشاعت میں ام
 اب بھی غفلت جو کرین ہم تو خدا ہی جانے
 کون کہتا ہے ضرورت نہیں اس وقت تری
 وائے قسمت کہ ترا جا رہی دان کا ہے قیام
 آہ کب تجھ تک ہم ایسا مبارک جلسہ
 پھر کہاں آہ یہ پر جوش موثر و عظیم

کہان یہ شوق کہان پھر یہ مذاق دینی
بادشہ دل سے یہ حسرت نہ ٹیگی ہرگز
ہم کہان پھر یہ کہان خوف خدا کا سامان
کیون نہ شہر رہے صبح و مساورد زبان

حیف چہم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیم بہار آخر شد

نصائح

یہ غزل مشاعرہ حیدر آباد کن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "تجربہ کن" مدراس میں شائع ہوئی

مصرع طرح مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے۔

عج غفلت شکاری ہے جب دنیا پرستی ہے
جو جاتا ہے یہاں بس ٹانگا ہو ہی جاتا ہے
گران ہے اتفاق و یکدلی کا فقدان و زونا
ترقی غیر قوموں کی ہو کیونکر قوم کو اپنی
نقصیت ناصحوں کی سنگدل پرکار گر کب ہو
ہزاروں ہوشیار و ملوکین قربان ہم اسپر
رسول اللہ کے روضہ کا چہرہ سے وصف ہو کیونکر
ہیں مقبول خدا سب لیا، اللہ جب کیا ہے
بماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہستی ہے
عدم آباد بھی اے ہم کو کیا خوبستی ہے
مگر بغض و حسد کی جس ہر یک جاہلستی ہے
اودھر ہر کام میں جیتی ادھرت میں پستی ہے
یہ سچ ہے منہج آہن کی نہیں تہہ میں دہستی ہے
میں عشق پیمبر کی جہان میں جب کو مستی ہے
ملائک کی بھی غفلت نوجو دین جس جاہلستی ہے
مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھ کر آیا ہے گرچہ بادشہ لیکن

دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کیا ترستی ہے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ و انبثاری کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "سرخ دوری مرہم زخم تمت ہو گیا"

دین کی الفت گھٹی دنیا کا غلبہ ہو گیا
آہ حال قوم کیا آگے تھا اب کیا ہو گیا

جب تعصب آیا سو نے پر سہاگا ہو گیا
 دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہو گیا
 جب ہوں کی طرف تو پھر نقصان پیدا ہو گیا
 ہر طرف فتنے اوٹھے ہر جا پہ جھگڑا ہو گیا
 کار آمد ہوے اور یہ نکمہ ہو گیا
 ہاں کہیں گے ہم یہی یا ہو رہا یا ہو گیا
 آہ کر کھٹے تو مقصد میرا پورا ہو گیا
 کام وہ اچھا اور ہر بس منھ سے نکلا ہو گیا

تھی فقط ما اتفاقی مدتوں سے قوم میں
 خوشتر دنیا وہی ہے دین جس کے ساتھ ہو
 جامعیت دین اور دنیا کی ہکو چاہئے
 دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن میں
 آدم و شیطان دونوں بھی تھے مخلوق خدا
 تیرا لے قومی منزل کون جانے اختتام
 واہ کہنے کی نہیں حاجت مرے شعار پر
 دل وہی سحرہ کہ ہر ایک کام میں ہوتا نقل

جاننے والے تو تجھ کو جانتے ہیں یا دانشا
 غم ہے کیا اگر اس غزل کا رنگ پہنکا ہو گیا

مصرع طرح "حسرتیں دل کی رہ گئیں دل میں"

یہی لیلیٰ ہو ایسے محل میں
 ڈرہ کیا مہر کے مقابل میں
 ہم میں دریا میں تم میں ساحل میں
 آہ ہم تم ہیں کن مشاغل میں
 سانپ جاتا ہے بے طرح بل میں
 حسرتیں دلی رہ گئیں دل میں
 حسرتیں دلی رہ گئیں دل میں
 دروہے نالہ عنادل میں
 فرق یوں ہی ہے حق باطل میں
 غافلوا تم ہو کیسے مشکل میں

جلوۂ ذکر حق رہے دل میں
 نہیں دنیا کو دین پر ہے ضرور غ
 سکنان عدم کہیں ہم کیا
 قرین ایک دن تو جانا ہے
 کجروی چوڑ کر چلین سیدنا
 جاؤں پہر سوئے یثرب و طحا
 اے نکیرین تم نہ کچھ پوچھو
 عشق کس گل کا ہے نہیں معلوم
 خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے
 سہل ہے دین سچے ہو مشکل

لوگ کہتے ہیں سرو کو آزاد ہے غلط پاگل ہے وہ گل میں

روکھا ہیکا ہے بادشاہ کا سخن
کیا جے رنگ اسکا محفل میں

یہ غزل حسب فرمائش حکیم سید عبدالغنی صاحب ساکن دہلی لکھی گئی

”مصرع طرح یہ ہستی رنگ جہاں کچھ نہیں ہے“

| | |
|---|---|
| <p>تبیان سب یہ ہے یہ نہاں کچھ نہیں ہے فنا ہونگے کیر و سب حکم حق سے نہ رنگ اسکا قائم نہ ہو اسکی دایم بلندی بہین دہر میں نام جن کے دہر فکر دیا او دہر خوف عقبی سزا و جزا حق سے ہم بند گون کی فقط کام آئینگے اعمال اپنے اگر سر جہا دین اطاعت میں حق کی خدا اور بندے میں غیر از خودی کے</p> | <p>ثبات و بقائے زمان کچھ نہیں ہے زمین کچھ نہیں آسمان کچھ نہیں ہے حقیقت میں باغ جہاں کچھ نہیں ہے لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہیں ہے فراغت کا سامان یہاں کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے وہاں ہے یہاں کچھ نہیں ہے بجز اسکے اے ہر مان کچھ نہیں ہے ہمارے لئے یہ گراں کچھ نہیں ہے حجاب دوئی درمیان کچھ نہیں ہے</p> |
|---|---|

سخن بادشاہ کا ہے بس سیدنا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ”ترقی تجارت“ میں شائع ہوئی

”مصرع طرح کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہیں“

| | |
|---|---|
| <p>ہوتی ہے قومی نصیحت راہگان کچھ بھی نہیں چند روزہ ہے یہ دنیا جاودان کچھ بھی نہیں روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجود</p> | <p>ہے جزا اسکی وہاں لیکن یہاں کچھ بھی نہیں زیب و زینت مال و زرق و مکان کچھ بھی نہیں کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہیں</p> |
|---|---|

یہ وہ آتش دہلی ہے جس میں دھواں کچھ ہی نہیں
کیٹ مٹ میں دیکھو نام و نشان کچھ ہی نہیں
پوچھئے کیا ہے محل کھدینگے ہاں کچھ ہی نہیں
میسر آگے یہ زمین یہ آسمان کچھ ہی نہیں
ہم کو باندھ لیتے سوروزیاں کچھ ہی نہیں
کون بن لائے میں کیا آئے کہاں کچھ ہی نہیں
ہم کو نکر زندگی جاو و زان کچھ ہی نہیں
رو برو اس زخم کے زخم نشان کچھ ہی نہیں

کون جانے کس کے دل میں قوم کا ہے سوز و درد
ہے ہمارا جوش قومی سوڈا واٹر کے طرح
قومی تجویزین بہت ہیں مجلسین بھی بہت
جسے ہے پیش نظر دنیا کا ادبار و عروج
ہمسری ہو غیر قوموں سے جہاں میں کس طرح
پوچھ کر ہم سے خدا محشر میں کیا دینگے جواب
ہیں ادھر دنیا کے جھگڑے اور ادھر عقیدے کا ٹوٹ
طعن اور تشیع سے زنجی کیسا دل ہنو

سادگی پر محض تیرا سخن ہے پار شاہ
واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ ہی نہیں

نظم نماز کی فضیلت میں لکھی گئی

مومن وہی ہے جس کو ہے عظمت نماز کی
قریب خدا کی گویا ہے قربت نماز کی
خاصان حق کو کیسی تھی رحمت نماز کی
پریش ہو پچھلے روز قیامت نماز کی
افسوس مومنوں کو ہے غفلت نماز کی
حیلہ سکھاتی ہے یہ کہاں سے نماز کی
دنیا میں جس سے ترک ہو غفلت نماز کی
کس سے ہو جسے نہیں وقعت نماز کی
اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی
دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی

بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی
معراج مومن ہے عادت نماز کی
سجدہ میں سر حسین کا تھا تیغ چسل گئی
بعد کے ہو گئیں بندوں کے خالق کی پرستش
اسلام اور فرہین ہے اور فرق کیا
جائز نہیں نماز کبھی بے حضور قلب
کہتے ہیں شافعی کہ تم اس کو قرض دو
حق خدا داں ہو بندوں کا حق ادا
ایمان دار کیلئے آسان ہے نماز
کمال یقین ہے جس کو خدا و رسول پر

| | | | |
|---|--|--|------------------------------|
| <p>کیا اور پوچھتے ہو حقیقت نماز کی گر دیدہ بلکہ رہتی ہے حجت نماز کی قسمت میں ہے ہمارے سجاد نماز کی حاصل کچھ اور انکو ہے لذت نماز کی مد نظر ہے جسکو حفاظت نماز کی بے نفع بے غازی سے مد نماز کی</p> | <p>خالق کی اپنی حمد اور اسکا شکر یہ جنت کے ہے طلب میں نمازی ہر غلط دوزخ یہ گرمیاں تو کسی اور کو تبا موشہود حق جو بزرگان دین ہیں ہر وقت اسکا حافظ و ناصر ہے کردگار بیکار حبیباً آئینہ ہے پیش بے بصر</p> | <p>تا مدحت ہے ساتھ ہمارے ای بادشاہ کیونکر نہ ہم سنائیں نصیحت نماز کی</p> | <p>وین اور دنیا کا مفہوم</p> |
| <p>دین اور دنیا کے معنی میں جو نا فہمیان مائے ان نا فہمیوں سے ہو گئے جھگڑے عیان پڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان کہو دے اس کے سبب قوم کی ہم عروشان یون ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بگیاں مثل قالب ہے یہ دنیا دین ہے مانند جان جو جد سمجھیں یہ نا فہمی ہے انکی بیکران حب فرمان خدا و مصطفیٰ سر و عیان کہتے ہیں دنیا اسی کو عالمان کتبہ دان لیکھے مفہوم دیگر اسکا پیش عارفان ذوقاثر رفقا و فزنا و فزنا و فزنا</p> | <p>شوق سے رغبت سے سنئے ہم یہ کرتے ہیں بیا ہائے اُن نا فہمیوں نے ہی بگاڑ ا قوم کو بڑ بگیا اسکے سبب جا بجا بغض و عناد پائے ہیں ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتیں دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر گر نہو دنیا تو کیونکر دین کا ہو گامو و دین و دنیا میں جدائی ہو نہیں سکتی کبھی دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کرین کام جو حکم خدا حکم بنی کے ہو خلاف اہل ظاہر عالمان دین کی یہ تحقیق ہے</p> | <p>یہ نظم اخبار مجنون مدراس مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی تھی</p> | <p>وین اور دنیا کا مفہوم</p> |

دونوں معنوں میں اگرچہ فرق آتا ہے مگر
جامع مانع یہی دنیا و دین کا وصف ہے
بلکہ نادانی سے قوم میں اب دوسری
فرقہ یک کرتا ہے دنیا کی مذمت بے شمار
دیتا ہے ترغیب ترک مال داری قوم کو
سخت نا فہمی ہے اس سے خوش نہیں خالق کبھی
مال و زر و زندگی کے باوجود اے دوستو
مال داری منع کر ہوتی تو پھر کرم زکوٰۃ
جا بجا قرآن میں کیوں ہو کر مانتا خدا
دوسرا فرقہ جو ہے اسکی حالت کچھ عجب
گرچہ کرتا ہے وہ خود کو دینداروں میں شمار
خاص کر اہم نہیں پابندی صوم و صلوٰۃ
پاس اس فرقہ کے بس نیکی ہے دنیا میں یہی
اس سے عمدہ تر نہیں سرمایہ انکے زیست کا
سر بسر ہر کام میں تقلید انگریزوں کی ہو
بعض ان میں تو معاذ اللہ تسخرو دین کا
حشر میں کس منہ سے جائیگے خدا کے روبرو
ہم نہیں کہتے کہ انگریزی نہیں ہو کو مفید
سیکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہئے
خال جو حد سے بڑا وہ ہو گیا آخر ماس
دین دنیا کا عطا کر ہو کو مفہوم صحیح

غور سے دیکھیں تو ہے دونوں کا مطلب یکسان
تائے ان باتوں سے نادانیت ہیں اکثر مردمان
کہوتے ہیں اوقات بحث و گفتگو میں رایگان
بے ثباتی اسکی بتلاتا ہے سب کو جاودان
مفلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان
اور کب راضی ہیں اس سے خاتم پیغمبران
دین پر ثابت قدم ہوئے ہی موئن کی شان
ہم یہ کیوں کرتا جہان میں خالق ہر دو جہان
نعمتیں دین ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان
منہماک ہے حب مال جاہ میں وہ ہر زمان
پر نہیں ہے دین کے احکام کا اس میں نشان
طبع کو اسکے ہیں ایسے کام سب بارگران
بہرہ ور تسلیم انگریزی سے ہوں خرد و کلان
یہ وہ نیکی جسکے ہیں تحت سایہ نیکان
ہے یہی تہذیب اور شائستگی انکے یہاں
کر رہے ہیں کچھ نہیں خوف خدا کے انس و جان
انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہاں
ہم نہیں کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان
گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بیشک سے زبان
لااق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرقہ بیگمان
بدعقاید سے الٹی دے ہمیں امن و امان

از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

خاتمہ ایمان پر ہم سب ملانوں کا ہو

غمگساری دین کی ہے جتنے دل میں بادشاہ

کیون نہ ہو مرغوب ترا کویہ تیری داستان

یہ نظم تنزل اہل سلام پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے اہل قہر یوں کہنے جواب میں لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر میں دست و پاکی کو اہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہیں اور اخبارِ جریدہ روزگار میں ۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی

یہاں دعویٰ ہے دانائی کا بیشک عین نادانی
وہ مستغنی ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی
اسی کے فضل کے پر تو سے ہے اپنی سبختانی
مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی
ملی ہے مورچہ کو اندنوں شان سلیمانی
نہ ہے الگی وہ دینداری نہ اگلا رب سلطانی
سرکش کشمکش میں اب پہنسا ہے ملک ایرانی
جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کا بلستانی
ہے سلطان مراقب فریج کے زیر نگینی
جو کچھ ہے خطِ پیشانی وہی لازم ہے پیشانی
ترقی پر مگر ہین ہر طرف اغراض نفسانی
دو نوسے دور ہوتا جا رہا ہے جوشِ ایمانی
ہوئی جب جہاز و نکی ہے عالم میں فراوانی
نہ ہو مرکب کو کیوں طاقت عطا کرنے میں آسانی
بہلا جب قوتِ فوہو گرانی تم نے ہے مانی
خدا سے کیوں نہ طاقت پلئے دست و پا ہسانی

کہاں وہ حمد نیر دلی کہاں یہ طبع انسانی
مقدس ذات ہے اسکی منزہ ہیں صفات اسکی
دیا بھو دہن ایسا ہوا جس سے سخن پیدا
عجب عالم میں ہے نیرنگی عالم کا نظارہ
شکست روس دیکھو اور دیکھو فتحِ جاپان کو
چڑھا ہے روم کی دولت پہ گرچہ رنگِ جہوری
کسی جا روس غالب ہے کہیں انگلند قابض ہے
تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی
بغاوت کا علم برپا کیا اہل مراقب نے
ہمیں معلوم کیا حالت مراقب کی ہو آئندہ
غرض دنیا کے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر
تخیل مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغوں سے
براقِ مصطفیٰ سے اب بہلا انکار ہو کیونکر
ہوا پر گر کرے پرواز انسان پہ تو خالق کو
گو اہی حشر میں گردش و پادینگے عجب کیا ہے
صدرا انسان کی سنتے ہیں جب یک پاہ سے

| | |
|---|--|
| <p>جد ہر دیکھو او دہر آزادی مذہب کا ہے غوغا یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے بیتر نہیں معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی صلوٰۃ و صوم سے نفرت زکوٰۃ و حج سے کیا مطلب دور اللہ سے پابند شرع مصطفیٰ رہتے لکھو ای شاعر و اسلام کا اب مرثیہ کوئی</p> | <p>حدیثوں کی نہ وقت ہے نہ خوف حکم قرآنی کہیں تجھ کو نہ بجاتے خطاب نیچرستانی بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل دبستانی مسلمان کیلئے بس ہے فقط نام مسلمان چرا عاقل کند کاریکہ باز آید پشیمانی بزرگان سلف کی چوڑو و تم مرثیہ خوانی</p> |
| <p>نہ ہو مایوس تو اے بادشاہ خالق کی رحمت سے اگر بگا دین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی</p> | <p>یہ قضیہ سعدی شیرازی پر لکھی گئی</p> |
| <p>سعدی سے میں نے پوچھا کہ کیا اسکا ہے سبب نخوت میں خود پسندی میں اکثر ہیں مبتلا قابو میں دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا سعدی نے یوں جواب دیا غور کر ذرا ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہیں خطا</p> | <p>ہیں اب جہان میں لوگ بہت کم نگو نفس نفرت ہے نیکیوں سے گناہوں کی ہے ہوس یہ ملک وہ ہے جس میں نہیں حاکم و عسس ناواقفی تھے تیسرے لئے صورت قفس مادر کے ہے شکم کا اثر جانے یہ بس</p> |
| <p>باران کہ در لطافت طبعش خلافت نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس</p> | <p>یہ نظم انجمن طلباء نے مدرسہ اسلامیہ و انبیاڑی کیلئے لکھی گئی</p> |
| <p>سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت فقط جوش ہے طبع کا میرے ورنہ نہیں ہے جہان میں کوئی چیرا ایسی کہیں نفع پر ہے مضرت کا غلبہ</p> | <p>سفر اور حضر کی سناتا ہوں حالت نہ مجھ میں سلیقہ نہ مجھ میں لیاقت نہ ہونفع کے ساتھ جس میں مضرت ضرر کو کہیں نفع نے دی نہر میت</p> |

جو کچھ بے نفع و ضرر میں ہے پنہاں
 کرشمے میں خالق کے قدرت کے سارے
 مے ذہن میں جو گزرتے ہیں باتیں
 عیان سب یہ ہے روز روشن کے مانند
 سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ
 سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان
 سفر سے برکت ہے سب آرزو میں
 سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی
 سفر گزرتے وہ اگلے بزرگان
 نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی
 انہیں کے تصدق سے پائیں میں ہم سب
 وطن میں کیونکہ اب تک ملا کچھ
 سفر کے فوائد سے واقف نہیں ہم
 کہا نہ ب حاکمی شیریں سخن نے
 ”سیاحت کے گون ہیں نہ مرد سفر ہیں
 ”یہ دیواریں گھر کی جو پیش نظر ہیں
 ”ہیں تالاب میں مچھلیاں کچھ فراہم
 خدا گرنہ دیتا سفر کو بزرگی
 ہوتا تھا ہم پر کبھی حکم حج کا
 مقابل سفر کے جو لفظ حضر ہے
 وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی

خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت
 سزاوار اسکو ہے یہ اسکی حکمت
 دلاتے ہیں اظہار کی مجھ کو جرأت
 سفر کے فوائد میں جو بے نہایت
 سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت
 سفر ہی بڑھاتا ہے فہم و فراست
 سفر سے ہے دشواریوں میں سہولت
 سفر میں ہی خالق نے دی خیر و برکت
 نہ وہ کھینچتے گھر سفر کی مشقت
 نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت
 یہ عزت یہ فعت یہ شوکت یہ شہرت
 سفر کے بدولت ملی علم و دولت
 سفر کی عموماً نہیں ہمو ر غنبت
 یہ اشعار مملو ہیں جہین نصیحت
 خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں“
 یہی اپنے نزدیک حد بصر ہیں“
 وہی انکی دنیا وہی اسکا عالم“
 نہ ہوتی سفر میں اگر کچھ فضیلت
 نہ مسنون ہوتی بنی کی زیارت
 ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت
 ہے باطن میں پوشیدہ لیکن قباحت

وطن کی سکونت ہے معیار غفلت
وطن کی سکونت میں ہے نقص بہت
تن آسودگی کی جو کہتا ہے خصلت
ہے اس درجہ سیر و سیاحت کی عادت
نظر اس وطن کی ملیگی بدقت
سفر کو حضر پر ہے ہر طرح سبقت
نہ دے چنڈ سا تو ہمیں کج عزت
کہیں اہل جلیبہ نہ پائیں ملائت

وطن کی سکونت کہالت کی معدن
وطن کی سکونت ترقی کی ہارج
وطن کی سکونت کا مداح ہے وہ
ہے صد شکر اہل وطن کو ہمارے
اگر دہونڈیں ہم سارے ہندوستان میں
غرض حاصل نظم کا ہے یہ میرے
سفر ہم کرین مثل خورشید یا رب
سخن کو نہ دو طول اے بادشہ تم

اشعار دعائیہ

یہ اشعار مسجد محلہ گویند پور واقع و انباری میں ہنگام جنگ روم و یونان بعد اوائے ناز شکر یہ فتحمدی سلطان
جلالت ملکہ روبرئے حاضرین جماعت بتاریخ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۵ ہجری بروز جمعہ پڑھے گئے تھے

شکر کرنے کی کہاں ہو کہو ہے طاقت اے خدا
تو نے دی اسلام کی ہو کہو یہ نعمت اے خدا
ہم اسی اسلام سے پائینگے جنت اے خدا
آج ہم اسکی مناتے ہیں مسرت اے خدا
واسطے انکے ہیں یہ ایام فرحت اے خدا
ایک عالم جسکے ہے زیر حکومت اے خدا
ہے اسی سلطان سے ہم سبکی عزت اے خدا
اس سے کیا بڑا کمر ہے کوئی اور عظمت اے خدا
نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا
کیا دکہا میں منہہ تجھے روز قیامت اے خدا

ہم یہ کیا کیا ہیں ترے فضل و عنایت اے خدا
نعمتیں سجد میں تیری ان میں سب افضل ترین
ہم اسی اسلام سے پائینگے دوترخ سے نجات
اندون فتح و ظفر تو نے جو دی سلطان کو
ہم تو کیا روئے زمین پر ہیں جہان تک دیندار
کون وہ سلطان یعنی حضرت عبدالحمید
ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے
جبکہ حرمین معظم کا محافظ ہے وہی
ہے شکست اسکی حقیقت میں شکست اسلام کی
شکر گزیرانہ اس موقع پہ ہم لائیں سب

گرنہ حاصل ہو خوشی سلم کو ایسی فتح پر
 نصرت اسلام کا ہے بچ رہا ڈنکا او دھر
 اندون اس جنگ نے کیا کچھ دکھایا ہے اثر
 دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح میں ہن تر زبان
 فی الحقیقت یہ کشتے سب میں تیرے فضل کے
 اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام
 تا بجکم رہے قائم رہے و ایم رہے
 ہم مسلمانوں کے ولین دیجئے صبح و ساء
 ہر دم و ہر آن رہے محفوظ سب آفات سے
 خیر خواہوں کو تو اس کے شاد رکھے آباد رکھے
 فاتح و منصور حیا اندون اس کو کیا

کیا ہمارا دین کیا دینی حیت اسے خدا
 ہے ادھر یونان کے ذلت کی نوبت اسے خدا
 سارے یورپ پر ہے طاری جسکی دہشت اسے خدا
 کیا یہ تیری شان کیا تیری ہے قدرت اسے خدا
 کیون نہ ہم مانگین دعایہ با صداقت اسے خدا
 رکھہ سلامت رکھہ سلامت رکھہ سلامت اسے خدا
 اسکی عظمت اسکی ثروت اسکی حثمت اسے خدا
 اسکی قسٹ اسکی الفت اسکی چاہت اسے خدا
 تاج و تخت و چتر و رایت ملک و دولت اسے خدا
 اس کے بدخواہوں کو کرپا مال و غارت اسے خدا
 یون ہی رکھہ غالب اسے ہر ایک ساعت اسے خدا

بندہ ناچیز ہے یہ بادشاہ عاصی ترا
 بخش دے اس کو زراہ لطف و رحمت اسے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسہ اسلامیہ دہلی میں اراکین محفل ایجوکیشنل سوسٹی دہلی روبرو پڑ گئے

یار ب تری قدرت کا ہیں جلوہ دکھا دے
 محتاج یہ یکلشن ہے ترے ابر کرم کا
 محفوظ تو کر دل کو دماغوں کو معطر
 حامی ہیں مربی ہیں معاون ہیں جو اسکے
 بہبودی داریں سے کراں کو سرفراز
 یار ہے دعا بہت و جرات کو انہوں نے
 دنیا کی طلب دے تو ہیں دین کے خاطر

اس مدرسہ قوم کی قسمت کو جگا دے
 سر سبز بنا دے اسے شاداب بنا دے
 اس باغ کے پھل پھول کا نظارہ دکھا دے
 کرائے مقاصد کو عطا یا اس مشا دے
 آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے
 تو اور پڑھا اور پڑھا اور پڑھا دے
 بے بہرہ نہ تو دین سے دنیا میں بنا دے

ثابت قدمی تیسرا اور امین عطا کر
دنیا کو کھین دین کے ہم ساتھ ہمیشہ
سکڑ نہ بنا تیری شریعت سے کسی دن
عاجز ہیں گنہگار ہیں ہم خستہ جگر ہیں
تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے در کے
اس مدرسہ کا جلسہ سالانہ جو ہے اب
ہر دم ہو عطا اس کو ترقی پہ ترقی
ایوان دل قوم رہے اس سے منور

اور تیسرا نواہی سے ہمیں دور بٹا دے
ہر شام و سحر بس یہ سبق ہکھو سکھا دے
سرتیری اطاعت میں ہر یک وقت جہکا دے
جوش اپنے تو، خضال کا اب ہکھو دکھا دے
کس در پہ بھلا جائیں ذرا تو ہی جتا دے
صد ہا ہمیں اس طرح کے جلسوں کو بتا دے
کل ہند میں دہوم اسکی ابلی تو مچا دے
لو اس کے محبت کی ہر یک دل میں لگا دے

اے بادشاہ پچھان اس کا عجب کیا
تاثر اگر تیسرے سخن میں بھی خدا دے

یہ مناجات منظوم طلباء نے مدرسہ اسلامیہ انبائری کیلئے حسب فرمائش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی
بی۔ اے۔ یلٹی۔ پرنسپل مدرسہ اسلامیہ و انبائری لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلباء باعجب و اکٹھاری
مالکھے تو ہمارا ملوک ہم ہیں تیرے
تو بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہیں
اس مدرسہ کے جتنے بانی منتظم ہیں
منون ہم ہیں انکے مرہون ہم ہیں انکے
سربراہیوں نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن
یارب جہان میں دائم رکھہ انکو شاد و خوشم
یارب ہمارے دل کے چنچون کو کر شگفتہ
سلطان روم اپنے ہیں نہ ہی خلیفہ

کرتے ہیں عرض تجہ سے اب اے جناب باری
تیری شان کے قابل کب ہے زبان ہماری
فضل و کرم کی تیرے سب کو امید واری
مد نظر ہمارے جن کو غمگساری
ہر دم ہے شکر انکالاب پر ہمارے جاری
ہوتی اگر نہ انکے احسان کی آبیاری
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری
تعلیم کو بنادے تو موسم بہاری
یارب علما ہوائی دولت کو استواری

| | |
|---|--|
| قائم رہے الہی دائم رہے الہی ہے بادشاہ ہفتمیڈ ورد جو ہمارا ہیں جسکے سلطنت میں سب کے حقوق یکساں یارب فزون ہوا کے دل میں ہماری الفت | انکی یہ جاہ و شمت انکی یہ شہریاری ہے جسکے زیر سرمان اقلیم ہند ساری ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری محکم رہے ہماری اس سے وفا شعاری |
|---|--|

ہیں بادشاہ نامی شاعر جو اس وطن کے
یارب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع دامنباڑی کے لئے لکھی گئی

| | |
|--|--|
| تو ہے خدا ہمارا تو ذوالمنن ہمارا تو رزق دینے والا تو رحم کرنیوالا احسان سیکڑوں میں لاکھو غنائیں جو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے توجید کے نشہ میں مخمور ہیں تو ہم ہیں کیونکر نہ دل ہمارا سوچ کی طرح چمکے خوف عذاب محشر ہم عاصیوں کو کیا ہے قائم رہے الہی دائم رہے الہی | تیرا دیا ہوا ہے یہ جان و تن ہمارا تو ہے مٹانے والا رنج و محن ہمارا کس کس کے شکر میں اب اہو و ہن ہمارا وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا کیا کر سکیگا کوئی شہ ہرن ہمارا ہے اسپہ نورایمان جسدہ مگن ہمارا حکامی ہو جب رسول آخر زمیں ہمارا یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا |
|--|--|

قدر سخن نہیں اب ای بادشاہ کی غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ نظم دعائیہ جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع دامنباڑی منعقدہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء میں پڑھی گئی

| | |
|---|--|
| اے خداوند زمین و آسمان اے ہمارے خالق عالم نواز ذات تیری قاضی الحاجات ہے | اے خدائے مالک کون و مکان اے کریم کار ساز و بے نیاز مقصدین بر لاکہ ادنیٰ بات ہے |
|---|--|

| | |
|--|---|
| <p>فائدہ پہنچا تو اے رب نام انجن کو تار ہے قوت فروں ہو مطابق نام کے ہر ایک کام دے اثر یارب تو اسکے نام میں یوں ہی ہو سرکار میں اسکا وقار رکھ ہمیشہ شادمان و شاد کام کیجئے انکو طفیل مصطفیٰ</p> | <p>خلق کو اس انجن سے صبح و شام ممبروں کے دلیں دے بہت فروں خیر خواہ عام ہے جو اسکا نام انجن محکم ہو ہر ایک کام میں خلق میں ہے جس طرح یہ شاندار یا خدا حضور مجلس کو تمام دین اور دنیا کی بہو دی عطا</p> |
| <p>سب مقاصد میں رہیں وہ کامیاب بادشاہ کی یہ دعا ہو مستجاب</p> | |
| <p>یہ نظم دعا یہ سپاس نامہ جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ممبر لجنہ لٹریچر کونسل مدراس کیلئے لکھی گئی اور انجن خیر خواہ عام کو تہذیب و ترقی کی طرف سے ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کو پڑھی گئی۔</p> | |
| <p>مدوح کو ہمارے فروں عز و شان دے صحت میں عافیت میں نہ اسکے زیان دے ہر گرفت و بلا سے الہی امان دے دل ایسا اور ایسی الہی زبان دے یارب تو اسکی طبع میں وہ آن بان دے یارب ہمیشہ ایسا ہمیں یہاں دے</p> | <p>مقصود یہ اے خالق کون و مکان دے مضبوط اسکا دہن رکھہ رشتہ حیات مبذول سپہ تیری عنایت رہے مدام بالکل ہو وقف نفع رسانی قوم میں سرکار میں وقار بڑ ہے قوم میں ہونا نام ایسے ہی یہاں کا شرف میزبان کو ہو</p> |
| <p>صدیف قوم میں جس و حرکت نہیں ذرا یارب تو اسکے قالب بے جان میں جان دے</p> | |
| <p>یہ مناجات منظوم مدرسہ نسواں انجن خیر خواہ عام کو تہذیب و ترقی کیلئے لکھی گئی اور تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء میں ایک لڑکی نے پڑھی</p> | |

فضل و کرم ہے تیرا بے انتہا خدا یا
 مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا
 حرص و ہوا میں ہم سب میں مبتلا خدا یا
 جز تیرے کون ہے اب حاجت روا خدا یا
 امت میں مصطفیٰ کے پیدا کیا خدا یا
 ہے جان و دل ہمارا ان پر خدا یا
 رکھہ ان کو تو سلامت صبح و شام خدا یا
 اجر عظیم ان کو کیجے عطا خدا یا
 بر لاد لون کا انکے ہر مدعا خدا یا
 بہو لینگے کس طرح ہم انکو بہلا خدا یا
 تو نیک تر جز اداے روز جزا خدا یا
 جلسے کو ان سے رونق ہے بر ملا خدا یا
 اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدا یا
 کر دور حاضرین کے رنج و بلا خدا یا

کیونکر ہو شکر تیرا ہے ادا خدا یا
 معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا
 ہم باندیان ہیں تیرے محتاج اور عاجز
 مانگیں اگر نہ تجھ سے پہر کس سے جا کے مانگیں
 سب سے بڑا یہی ہے احسان ہمو تو نے
 سالار انبیاء میں عالم کے مقتدا ہیں
 اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہیں
 انکے طفیل سے یہ تسلیم ہم نے پائی
 اچھا ہو دین انکا دنیا ہو انکی اچھی
 مانتا پ سے ہیں بڑا کھڑا ستانیان ہمارے
 انکے لئے ہمیشہ کرتے ہیں التجا ہم
 ہیں جتنی بیسیان اس مجلس میں آج حاضر
 وہ جو بزرگ بی بی ہیں آج میر مجلس
 دنیا میں آخرت میں رکھہ سب کو شاد و خرم

اشعار بادشاہ کے دلچسپ خوبتر ہیں

کرتے ہیں اسکے حق میں ہم سب دعا خدا یا

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ عزیز یہ تر ملکھڑی مدراس کے لئے لکھی گئی

کر ہمہیہ تو نگاہ لطف و عطا خدا یا
 یا اور ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا
 ہیں تیرے زیر فرمان ارض و سما خدا یا
 کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدا یا

طلبائے مدرسہ کی ہے التجا خدا یا
 مالک ہے تو ہمارا خالق ہے تو ہمارا
 یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا
 بندے ہیں تیرے ہم سب کم فہم و کم سن

| | |
|--|---|
| <p>انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی دے ہمکو ہمت قامت شرع محمدی پر تہذیب دے ادب و اخلاق نیک بھی امت میں مصطفیٰ کے پیدا کیا ہے ہمکو جو صاحب کرم ہیں اس مدرسے بانی دنیا کی خوبیوں سے عقبی کی نعمتوں سے استاد و نظم ہیں اس مدرسے جتنے دنیا ہوا اچھی انکی اور دین بھی ہوا اچھا سیراب اپنے ابر رحمت سے رکبہ ہمیشہ</p> | <p>طلعت کو جہل کے تو یکدم مٹا دیا کیجے ہمیں عنایت ذہن رسا دیا بد مذہبی سے ہر دم ہمکو بچا دیا بہرے ہمارے دل میں صد وصف خدا دیا احسان تو نے کیسا ہمپر کیا دیا رکبہ انکو شاد و خرم صبح و سا دیا کر سرفراز انکو بے انتہا دیا فضل و کرم کا سب کو جلوہ دکھا دیا کردوران سے ہر یک رنج و بلا دیا گلشن ہو مدرسہ کا پھول پھلا دیا</p> |
|--|---|

بندہ ہے تیرا کتر یہ بادشاہ عاصی
تو بخش اسکے سارے جرم و خطا دیا

نظم ہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار مخبر و کن مدارس مطبوعہ ۳۲ راکٹو برس ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی تھی جس کے اثر سے اہل اسلام مدارس میں
جوش پیدا ہوا چنانچہ حجاز ریلوے فراہم کر کے مسطنطنیہ بھیجا گیا

| | |
|---|--|
| <p>کیوں نہ ہو ہمکو مسرت اے حجازی ریلوے حاجیان تیرے بدولت اے حجازی ریلوے اب شتر کی ہے سواری اور نہ قراقرظ کا خوف شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ تجہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ</p> | <p>سنے ہیں تیری بشارت اے حجازی ریلوے پائینگے ہر طرح راحت اے حجازی ریلوے دوہن سب رنج و زحمت اے حجازی ریلوے ابے ہیکن کی مسافت اے حجازی ریلوے ڈاک بھی پھینچے بسرعت اے حجازی ریلوے</p> |
|---|--|

ان فوائد سے ترے انکار کیونکر کر سکے
ہاں ترابانی وہی سلطان ہے عبدالحمید
آج تک گزر رہے ہیں جتنے بادشاہان روم کے
یہ شرف تیری بنا کا خاص کے واسطے
واسطے تیرے جو اس نے دین ہزاروں اشرفی
بازبان حال تو اسکی رہی مدح خوان
سارے دنیا کے مسلمانوں کو اسنے شوق سے
دیر پھر کیا تہی عرب میں اور مصر و شام میں
محفلین چندہ کی ہر جا ہو گئے ہیں منعقد
حیف اب تک بخیر ہیں ہم مسلمان ہند
ہے نہ دینی جوش ہلکوا ورنہ فکر آخرت
ہیں کہ ہر علما ہمارے اپنی پیاری قوم کو
نیک ہیں ان کے ارادے ہیں مبارک انکے دل
نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہوا اپنا کر دگکا ر

جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے
مشق ہے جسکی عظمت اے حجازی ریلوے
کنے یہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے
حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے
ہے یہ کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے
حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے
دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے
ہو گئی چندون کی کثرت اے حجازی ریلوے
جا بجا ہے تیری شہرت اے حجازی ریلوے
ہے یہ کیسا خواب غفلت اے حجازی ریلوے
اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے
کیون نہیں کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے
جو کرین تیری اعانت اے حجازی ریلوے
اس سے بڑھ کر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ ہی دن آئے کہ دیکھے بادشاہ جلوہ ترا

ازینچے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

نظم اخبار تیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی

رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ
ہر یک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ
مثال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ
یہ ہر دو نفع کا منظر حجازی ریل کا چندہ

مفید قوم ہے کھس حجازی ریل کا چندہ
نہ کیوں بخلت میں اشہر حجازی ریل کا چندہ
امیر المؤمنین کا حکم ہے پر تو فگن اسپر
رفاہ قوم دنیا میں جزائے نیک عقی میں

نہ کیوں اے حاجیو ہر طرح کی ہونٹ کو آسائش
منور قوم کی الفت سے جب آئینہ دل ہے
شریک اس میں ہر یک ادنیٰ و اعلیٰ خلقت ہو
اگر کچھ جوش دینی ہے اگر کچھ حب قومی ہے
ہے اس چندہ کا چرچا سارے اسلامی ممالک میں
خبر کچھ ہے تہن ہندوستان کے اسی مسلمانو
ہزار افسوس تم میں کچھ حمیت ہے نہ غیرت ہے
ذرا دیکھو اخباروں میں قومی جوش کا کیسا
جو ہن اہل کرم البتہ وہ مسرور ہیں اس سے
فضول سرف کاموں میں جو بجا صرف ہوتا ہے

تمہارا بنگیا یاور حجازی ریل کا چندہ
ہے اس آئینہ کا جو ہر حجازی ریل کا چندہ
حصر کب ہے یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ
فراہم سب کرین ملکہ حجازی ریل کا چندہ
خوشی سے دیتے ہیں گھر گھر حجازی ریل کا چندہ
ہو اکن کن مقاموں پر حجازی ریل کا چندہ
خوش آئینہ تہن کیونکر حجازی ریل کا چندہ
دکھاتا ہے نہیں منظر حجازی ریل کا چندہ
دل مسک ہے ہے نشر حجازی ریل کا چندہ
نہیں کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے پادشہ مجھ کو

موثر ہو ہر یک دل پر حجازی ریل کا چندہ

یہ نظم وصف اخبارات میں رسالہ اخبار سنی مصنفہ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکرٹری
مجرن ریڈنگ روم و انباری کیلئے لکھی گئی رسالہ مذکورین بیع ہوئی کے علاوہ اخبار مخبر دکن مدراس میں بھی شائع ہوئی

جہاں میں کیوں نہ فروں ہووے وقت اخبار
نہیں ہے ہند میں افسوس رغبت اخبار
ہزاروں جاری ہیں لاکھوں کی ہے وہاں تسیم
عیان نہوتے یہ حالات مشرق و مغرب
ترا یہ جام مبارک ہو تجھ کو اے جمشید
نہ دیکھیں کو تو ہر وقت دل ہے بے چین
جو علم دوست ہیں کہتے ہیں دوست ترا سکو

جتا رہا ہے زمانہ ضرورت اخبار
اصول زسیت ہے یورپ میں رویت اخبار
ز ہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم غایت اخبار
یہاں ہر ایک ہے مت محبت اخبار
مثال شاہد رعنا ہے صورت اخبار
ملکی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہاں جہالت و نادانہی کی کثرت ہے
ہیں واقعات میں پنہاں نصیحتیں صد ہا
جو گر سند ہے ترقی فہم وجودت کا
نہ کر غور تو اسے دور بین کے موجب

سمجھ لو تم کہ وہاں ہوگی قلت اخبار
بغیر غور کہلے کب حقیقت اخبار
کر لگی سیر او سے جلد نعمت اخبار
کہ دور بین پہ ہے ان روزوں کی خبر

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچ دان
کہاں ہو تجھ سے ادھت ادھت اخبار

نیظم وصف زراعت میں اخبار زمیندار گرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب میں مطبوعہ یکم جون ۱۹۱۹ء کو طبع ہوئی تھی

دنیا میں عجب نعمت داور ہے زراعت
محروم نہ بیوان نہ انسان ہے اس سے
زرخیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام
حرمت تو کجا شبہ کا بھی اس میں نہیں خوف
ہے قدر زراعت اور نہیں جو اہل حسد ہیں
اسباب معیشت میں تمام اسکے فروعات
یا کہتے عواض ہیں وہ سب انکا یہ جو ہر
یا مثل دوا تر ہیں وہ یہ صورت مرکز
کیا چیز ہے وہ جب کو تعلق نہیں اس سے
بیوجہ نہیں اسکو ہے بارش کی ضرورت
آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہاں میں
جاپان کے وجوہات ترقی میں بلا شک
اخبار زمیندار ہوا درپے اصلاح
اے کاش جو قائم ہو زمیندار کی

ہر فن سے ہر ایک پیشہ سے بہتر ہے زراعت
کیا فیض رسان خلق پہ یکسر ہے زراعت
جس ملک میں جس صوبہ میں اکثر ہے زراعت
کیا نیک معیشت کی یہ بہرہ ہے زراعت
کم عقل کے نظروں میں تو کمتر ہے زراعت
ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت
یا کہتے وہ اولاد ہیں مادر ہے زراعت
یا کہتے وہ سب صیغے ہیں مصدر ہے زراعت
وہ کون ہے جسکی نہیں یاور ہے زراعت
اللہ کی رحمت سے مسخر ہے زراعت
اولاد ہم اسکے ہمیں خوشتر ہے زراعت
سچ کہتا ہوں پہلا تر اُمیر ہے زراعت
کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت
پہر ہند میں رونق تری برتر ہے زراعت

کیا وصف ہوا اس بادشاہ بچپن سے
خالق کے عنایات کی منظر ہے زراعت

یہ مثنوی حب ایما سے معتمد انجمن معونت المعذورین مدراس لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۵ راکش

سلسلہء امین طبع ہوئی

خیر خواہان قوم تم ہو کہا ن
اے مئی عشق قوم کے سرشار
گر ہے احساس رنج انسانی
لیجئے کچھ اس انجمن کی خبر
جسکے اغواض میں بھی دایم
انکی تائید ہووے با آئین
گو ننگے بھر دن کو اور اندھوں کو
ہیں جو کسب معاش سے مجبور
اجرا پائیں بہ نزد رت انام
ہیں یہی لوگ قابل تائید
ہے سلوک ان سے افضل المحنات
اور سردار انبیا خوش ہے
گر نہ کچھ بھی ہمارے ہو دل پر
بلکہ تھیر بھی اس سے بہتر ہے
کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر
لوٹ لیجئے ثواب عقبہ الٰہی کا
دیجئے دیکھئے عنایت ہے

اے مہمان قوم تم ہو کہا ن
ہیں کہ ہر تم اے قوم کے غمخوار
ہے اگر دل میں جوش ایمانی
کیجئے یک ذرا ادھر بھی نظر
انجمن یک ہوئی یہاں قائم
قوم میں اپنے ہیں جو معذورین
یعنے محتاج لو لے لنگڑوں کو
اور جن کے حواس میں ہے فتور
دیوین انکے لئے لباس و طعام
سچ تو یہ ہے جہان میں سب مرید
یہی حقدار صدقہ و خیرات
انکی تائید سے خدا خوش ہے
رنج و زحمت کا انکے آہ اثر
دل ہمارا نہیں وہ تھیر ہے
دیندار و متہین ہے اب کیا دیر
چندہ اس انجمن کو کیجئے عطا
جقدر تم کو استطاعت ہے

کم و بیشی سے کچھ نہیں مطلب
چند روزہ یہ زندگی کافی ہے
فکر کچھ آخرت کی تم کر لو
ہر دم از عمری رود نفسے
نجل آن کس کہ رفت و کار نہ خست
ہاں اگر دل میں کوئی کہشکا ہے
شوق سے آئین انجمن میں شتاب
دیکھیں جب آپ اسکا کاروبار
انتظام اسکا کیوں نہ ہو مے ٹھیک
خاصکر معتمد ہیں جو ذی شان
ذی لیاقت ہیں ذی فراست ہیں
حامی قوم ہیں یہ شام و بگاہ
یا الہی طفیل شاہ ام
تیرا فضل و کرم ہو اسکا کفیل
ہر دم اس کے معاوون کا عدد
کیا عجب ہے بفضل رب قدیر

حُب قومی فقط غرض ہے اب
سارا سامان جہان کا کافی ہے
آج کا کام کل پہ دست رکھو
چون نگہ می کنم نما ند بسے
کو س رحلت زدند و بار نہ ساخت
ہاتھ لگن کو آرسی کیا ہے
دیکھ لیں اسکا سب حساب و کتاب
مطمئن دل ہو آپ کا بسیار
کیسے کیسے عمائدین میں شریک
قالب انجمن کے روح رواں
نیک نیت بلند ہمت ہیں
مرجا مرجاجند اہ اللہ
رہتے اس انجمن کو مستحکم
اس کے اغراض کی تو کر تکمیل
یا الہی بڑا دے تو بے حد
بادشاہ کے سخن میں ہوتا اثر

لطفت خلق ہو یہی ہے ہوس
بر رسولان بلاغ باشد و بس

یہ نظم بھی انجمن مذکور کیلئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء میں طبع ہوئی

سنے آئے اہل کرم فرمایا معذورین کی
آہ سے نہ مالہ نہ اندام معذورین کی

کیجئے اے منعمو اہل اذعذورین کی
کوئی نامنا ہے کوئی لنگ کوئی بے زماں

| | |
|--|---|
| <p>خستہ بین ناچاہیں مجبور ہیں محتاج ہیں یک طرف شرع پیر یک طرف عقل رسا دل میں آتا ہے ہر یک کے صفحہ دلیر بھی اے شکم سیر و ذرا بہو کون کی بھی لیجے خبر رحمتیں کیا کیا نہ دیکھا تلو عقیٰ میں خدا تم کرینگے الکی گراما دھر سبج و سا گر نہ کیجے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون نیک سے وہ ذہن بیشک مبارک وہ دماغ</p> | <p>راحت و دنیا ہے کیا برا دعوین کی دونوں کہتے ہیں کروا ملا دعوین کی شکل کھینچن صورت بہرا دعوین کی تندرست تو تم کرو کچھ یاد دعوین کی رنج سے گر طبع ہو آزا دعوین کی حشر تک دیگی دعا اولاد دعوین کی آہ برہمی ہے تو حبلہ دعوین کی جس سے بہبودی ہو کچھ یاد دعوین کی</p> |
|--|---|

خانہ دل میں ہر یک انسان کے اسی بادشاہ
روز و شب الفت رہے آبا دعوین کی

یہ نظم ہی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۷۹ء میں پڑھی گئی اور مقبول خاص و عام ہوئی۔

| | |
|---|--|
| <p>ای قلم کیجے رسم کچھ آج حالت قوم کی ای اثر میری زبان میں کچھ تو ہوتی راظہور ای تمنا ضبط یوں دلین رہی گی کب تلک ای ترقی ہم ترستے ہیں تری ویدار کو دل وہ کس صرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ زندگی اسکی ہے کیا اتنا ہی جو واقف نہو غرق ہے بحر تنزل میں یہ کیا سر تا پیا خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر یک کا شعار جس طرح فصل نثران گلشن کو کرتی ہے تباہ فرق بہرودی کا ہے انسان اور حیوان میں</p> | <p>ای طبیعت کرا عانت گر ہے الفت قوم کی ای زبان لازم نہیں کیا تجھ پہ خدمت قوم کی ای دل پر درد کتناک تجھ میں حسرت قوم کی ای تنزل تابہ کے تجھ سے رفاقت قوم کی جس سے عالم میں نہیں کچھ ہی اعانت قوم کی قوم ہے کیا شئی کسے کہتے ہیں اخوت قوم کی کچھ نہیں اب تک ابہرنے کی ہے صورت قوم کی حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی یوں ہی خود غرضی مٹا دیتی ہے قیمت قوم کی غور کچھ اس پر نہیں اسی ولے غفلت قوم کی</p> |
|---|--|

مال و دولت جاہ و ثروت لاکھ ہم پیدا کرین
عام عزت کیلئے لازم ہے باہم اتفاق
اتفاقاً بھی نہیں ہم کو خیال اتفاق
آہ اے نا اتفاقی ہو ترا خانہ خراب
غم نہیں اسکا اگر دولت گئی حشمت گئی
قوت بازو سے اپنے ہم تو کچھ کرتے نہیں
دوہی دو چیزیں ہیں جس سے ہے ہین ذلت نصیب
باوجود ایسے تنزل کے خدا کا شکر ہے
قوم میں باقی ہیں اب بھی ایسے سہر و ان قوم
لعل سنگریزوں میں خاک تر میں ہوں جیسے شرر
درد ہے گر قوم کا کچھ کر کے اب دکھلائے
شاعر و شعرو سخن سے ہمت افزائی کرو
چارہ ساز و قوم کی کچھ چارہ سازی کیجئے
عاقلو کچھ عقل سے تائب و تائب دو
انجن ہے یہ جو معذورین کے امداد کی
خوش نہ کیوں اس سے خدا ہو خوش نہ کیوں اس سے
لنگڑے لوے بے بصر پاتے ہیں ملبوس طعام
گر نہ ہوتا سید انکی اور سپرین وہ در بدر
انجن کا جلسہ سالانہ ہے اب منعقد
ایسے ہی جلسے موثر ہیں ز بہر خاص و عام
ایسے ہی جلسوں سے ہوتی ہے نمایاں یکدلی

کچھ نہیں حاصل نہو گر عام عزت قوم کی
اتفاق و یکدلی میں ہے سعادت قوم کی
ہے یہ کیا نا اتفاقی جز و فطرت قوم کی
گم ہوئی دولت فقط تیری بدولت قوم کی
حیف ساتھ اسکے ہوئی ہمت بھی رخصت قوم کی
ذکر کیا کیجے وہ اگلی شان و شوکت قوم کی
ایک بے علی ہے دیگر ہے فلاکت قوم کی
اب ہی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی
یک نہ یک دن جن سے ہم دیکھینگے نعمت قوم کی
یوں نہان دہیں ہے انکے درد و وقت قوم کی
خالی خولی کام کیا آئے نصیحت قوم کی
عالمو اب زور سے کیجے ہدایت قوم کی
اے طیبو دیکھتے کیا ہے علامت قوم کی
مالدار و مال سے بر لاؤ حاجت قوم کی
عہدہ ترکہتے نہ کیوں اسکو حمایت قوم کی
طاعت خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی
کیا نہوگی غیر قوموں میں حقارت قوم کی
کون کہتا ہے نہیں اس سے مسرت قوم کی
ایسے ہی جلسوں سے بڑھ جاتی ہے ہمت قوم کی
ایسے ہی جلسوں سے ہے دنیا میں عظمت قوم کی

نواب غفلت سے جگادیتی ہیں ایسی محفلیں
 بانی جلسہ جو ہیں اس انجن کے مستند
 کہتے گرانکو فساد فی القوم کچھ عجیب نہیں
 انکی ہمدردی کی ہے یہ انجن روشن دلیل
 صدمہ مولوی حاجی ضیا الدین ہیں
 حصہ لیتے ہیں ہمیشہ یوں ہی قومی کام میں
 التجا ہے تجھ سے یارب از طفیل مصطفیٰ
 دام سے دم سے قدم سے انجن کے حال پر
 قوم کو جلسہ مبارک ہو یہ باعز و وفار
 شمع کو پروانہ نکاشن کو مبارک عندلیب
 ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری
 کیوں دُمقصد سے دامن انجن کا پُر نہو

صحبتیں ایسی بدلیتے ہیں رنگت قوم کی
 پوچھنا کیا انکے دل میں ہے جو الفت قوم کی
 ان میں ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی
 شکر ہوا نکاح ادا کب سے یہ طاقت قوم کی
 مرحبا شایان ہے انکو یہ صدارت قوم کی
 ہر زمان منظور ہے انکو حمایت قوم کی
 انجن ہو یسعاون تا قیامت قوم کی
 یا الہی روز افزون ہو و غیبت قوم کی
 ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی
 بس ہے ہم قومی محبون کو محبت قوم کی
 بے کلف میں نے لکھی ہے حکایت قوم کی
 مثل دریا موج زن ہو کر سنا و قوم کی

ہے بی داد سخن تیرے لئے اے بادشاہ
 ہوا اگر اس نظم پر نظر عنایت قوم کی

یہ نظم جلسہ سالانہ انجن خیر خواہ غائبانے اہل سلام مدراس منعقدہ ۱۰ فروری ۱۹۱۷ء کیلئے لکھی گئی

اپنے قومی بہائیوں کا کس لئے ہے اثر دحام
 نگہت الفت سے کیوں تازہ ہے ہر یک کا شام
 کون ہیں بانی مہانی اور کیا ہے اسکا نام
 آفرین تحنیں کا کسکے ہے یہ سارا انتظام
 ہم بیان کرتے ہیں اسے حضار و الاحترام
 اور ہے مدراس میں دو سال سے اسکا قیام

آج کیا جاوے یہ کیوں جمع ہیں مباحث عام
 کسلے ہر ایک کے چہرے سے مسرت ہے عیان
 کیا غرض ہے اور کیا مقصود اس جلسہ سے ہے
 قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مد نظر
 لو سنو اب تم مفصل ان سوالوں کا جواب
 بہر تائید غریبان انجن قائم ہے ایک

دوسرا سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منعقد
 تختہ ہے شادی ہے اور بچہزیر ہے اموات کی
 فیض ہے اس انجمن کا مفلان قوم کو
 معتمدین اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھ
 پورا پورا وصف اسکا اسلئے لکھا نہیں
 سال نامہ انجمن کا آپ نے سنو ا دیا
 کام کرنا اور ہے باتن بنانا اور ہے
 ایسے لوگوں سے نہ کیوں خوش ہوں جناب مصطفیٰ
 مجلسین یوں تو بہت اس شہر میں موجود ہیں
 مالدار و کچھے تاسید بھر انجمن
 عالمو پسند و نصیحت قوم کو کچھ کیجئے
 شاعر و شاعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
 مرد جو بے فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود
 جیتے جی جو کچھ کہ کرنا ہے کرین اعمال نیک
 قوم کی حاجات کا احساس تو کچھ ہی نہیں
 کام جنکا یک سر موہی خلاف شرع ہو
 دینداری گر نہو دنیا ہے وہ کس کام کی

اسکے اظہار طرب کی آج ہے یہ دہوم دہام
 تین یہ اسکے غرض بس تین بن یہ اسکے کام
 صدق دل سے کیوں نہ وہ دینگے دعا اسکو دم
 ذی فراست ذی وجاہت ذی کرم ذی احتشام
 تا خوشامد کا کہیں جہہ پر نہوے انتہام
 واہ کس خوبی سے ظاہر ہو گئی حالت تمام
 کام کرنا اسکو کہتے بن ہی سچا ہے کام
 ایسے کاموں سے نہ کیوں رخصی رہے رب انام
 سب میں ششی اگر کہتے اسے کیا ہے کلام
 آپ کے قبضہ میں ہے اسکی ترقی کی لگام
 انکی ہو خیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام
 آپ کی جاد و بیانی کرتی ہے عالم کو رام
 جطر ح تسبیح کے دانوں میں رہتا ہے امام
 موت ہے ہر ایک کے سر پر لیکے تیغ بے نیام
 صرف ہمدردی کا اب بعضوں کو ہے ہودائے خام
 ایسے ہمدرد و نیکو اپنا دور ہی سے ہے سلام
 دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی پابند رکھہ یارب ہمیشہ قوم کو

بادشاہ کی التجا تجھ سے ہی ہے صبح و شام

یہ ثنوی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

کیا کرے انسان اذ کیا جو سہل انسان کا

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفیٰ

مرحبایہ انجمن سچی ہے قومی خیر خواہ
 مرحبایہ انجمن ہے بکیوں کی دستگیر
 مرحبایہ انجمن پشت و پناہ غلمان
 مرحبایہ انجمن سچی ہے قومی غمگسار
 گرچہ ہن آفاق میں اغراض قومی بے حساب
 یعنی ہے پہلی غرض نادار لڑکوں کی خندان
 ہے غرض یہ دوسری اموات جو غریب کے ہن
 تیسری ہے یہ غرض نادار جو ہن لڑکیاں
 بس ہی تینوں غرض پر انجمن محدود ہے
 کون کہتا ہے کہ یہ ابواب ہن بے فائدہ
 منعقد ہے آج جلسہ انجمن کا خوبتر
 جمع ہن نامی گرامی عالمان دیندار
 کیسے کیسے ہن مقرر خوش بیان شیرین زبان
 زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات
 انکی تہرتیں کلام اسکا نہ ہوگا گر مفید
 معتد اس انجمن کے ہن جو موسیٰ سیٹھ نام
 انجمن کے بانی و موجد یہ ہو صد آفرین
 گو نہیں زندہ ہے وہ زندہ ہے بیشک اسکا نام
 خوب انہوں نے انجمن کا اب بنایا ہے رپورٹ
 یوں ہی گر جاری رہیگا انجمن کا کاروبار
 انجمن سے آج مجھ ناچیز کی یہ عرض ہے

مرحبایہ جاری ہے اس سے خوب سلامی فائدہ
 مرحبایہ انجمن ہے مرجع برنا و پیر
 مرحبایہ انجمن ہے چارہ بے چارگان
 مرحبایہ انجمن سب سے ہے عمدہ یادگار
 اسکے جو اغراض ہن ان سب کا ہے لب لباب
 ہوتی ہے تائید اسکی انجمن سے بگیان
 انکے ہے تجھیز و تکفین اس سے بالیقین
 انجمن کے استعانت سے ہوں انکی شادیاں
 انجمن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے
 کون کہتا ہے نہیں اسکی جزا روز جزا
 جمع کیسے لوگ ہن ذی علم و دانش نامور
 اور ہن موجود کیسے تاجران باوقار
 کیسے کیسے ہن بیان والا طبیعت شاعران
 قدراور وقعت ہے اس جلسے کی انکی ذات
 اور کس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید
 نیک خوہن نیک دل ہن ذی گرم ذی احترام
 ہے مگر افسوس وہ دنیا میں اب زندہ نہیں
 انجمن کا دوست و دنیا میں جنگی قیام
 مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے رپورٹ
 ایک دن افزون بہت ہو جائیگا اسکا وقار
 عین منت گرجا بت کا شرف اسکو ملے

انجن کے کام کی جب تک نہ ہو شہرت زیاد
اب نظر آتی نہیں آتی نہیں ہرگز مجھے
انجن کا نام ہوتا جائیگا بالکل تسبیح
فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم رہے
دل دہی سے انتظام اسکا کرین وہ شاد شاد
انجن کے تو ترقی کی انھیں تشویق دے
انجن کا نیر تقدیر ہو گا اوج پر
جو معاون اسکے ہیں ہر دم انہیں محفوظ رکھو

پوری پوری ہونیں سکتی کبھی حاصل مراد
دیکھتا ہوں میں کہ شہرت اسکی جیسی چاہئے
اسکے شہرت کے وسائل جقدر ہونگے وسیع
یا الہی انجن یہ تا ابد قائم رہے
ممبروں میں دیجئے یارب خلوص و اتحاد
مالداروں کے دلوں میں یا خدا توفیق دے
شک نہیں انکی توجہ کی اگر ہو کیا نظر
ہر بلا سے یا الہی اسکو تو محفوظ رکھو

ختم کردے نظم اپنی تو یہاں اے بادشاہ
تا کجا طول سخن طول بیان اے بادشاہ

یہ نظم جلسہ سالانہ انجن مذکور منعقدہ ۱۳۹۵ء کیلئے لکھی گئی

حق کے ہے فضل و کرم کا تجھ پیسایہ انجن
شک نہیں اس میں کہ تو ہے سب میں یکتا انجن
خاص کر تو ہے غریبوں کا سہارا انجن
دونوں تیرے کام پر ہیں دل سے شیدا انجن
کس نے تو نے دکھلایا ہے کیا کیا انجن
کیون نہ محشر میں صلہ پائیگی اچھا انجن
تیری حالت ہوگی سب پر ہویدا انجن
کیون نہ ہر کام میں تیرے اضافہ انجن
غل و غش ہم نے کسی میں کچھ نہ پایا انجن
قوم سے تیرا داہن شکر یہ کیا انجن

اللہ اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجن
انجن یوں تو بہت ہیں بلکہ در اس میں
انجنہائے دگر ہیں بہر نفع خاص و عام
یک طرف مذہب ہمارا یک طرف عقل سلیم
عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھ کمزور ہے
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب
آج سنوائی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ
تہا نہایت عمدہ تر اس سال تیرا انتظام
پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب
تجھ سے جب راضی خدا ہے تجھ سے خوب تر رسول

تو مثال گل ہے دنیا میں شگفتہ انجمن
 بدرگر تجھ کو کہیں تو کیا ہے بیجا انجمن
 ممبران اعضا ہیں تو ہے جسم گویا انجمن
 ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن
 کوششوں کا انکی ہے سارا یہ ٹمرا انجمن
 کیون نہ مانگی بہلا تو اسکا گویا انجمن
 خیر خواہی پر ہیں آمادہ ہمیشہ انجمن
 مدتوں زندہ رہیگا نام اسکا انجمن
 نیکیوں کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن
 ہے ترقی اسلئے تیری دو بالا انجمن

رنگ و بو کے ہیں مشابہ انتظامی ممبران
 ممبران سیارگان ہیں تیری محفل آسمان
 روح کے مانند ہیں تیرے مقاصد شک نہیں
 طالب تائید تیرے صورت خواص ہیں
 معتد دو تیرے جو موسیٰ و اسمعیل ہیں
 قابل تحسین ہیں وہ لائق توصیف ہیں
 صدر صاحب تیرے اور جملہ اراکین بھی تیرے
 اگرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے چل با
 کیا ضروریات کو محسوس ہے تو نے کیا
 ممبروں کی نیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل

صرف جوش طبع کو اپنے دکھایا بادشاہ

ورنہ میری مدح کی کیا تجھ کو پروا انجمن

یہ نظم جبکہ عام اہل سلام مدراس کے لئے لکھی گئی

اے مکرم عہدگان ذی وقار
 وہ نہیں ذاتی غرض کچھ زینہار
 بہر نفع قوم ہیں سب کار و بار
 قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار
 خوش نہیں اس سے کبھی پروردگار
 تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار
 پائے ہم مقصد کو با صد انتظار
 ہر کو حاصل ہیں فوائد بے شمار

اے معزز اہل جالبہ دیندار
 جس غرض سے جمع ہیں ہم سب یہاں
 قوم کی بہبود ہے مد نظر
 قومی ہمدردی نہو جس شخص میں
 اس کا یکسان دہر میں عدم و وجود
 انجمن یہ آج جو قائم ہوئی
 بعد مدت کے برآئی ہے امید
 گراں دہو اس سے فرض منصبی

| | |
|--|---|
| <p>پیاثرن ہوں جب پرنس آف آرکٹ ہے محافظ یہ حقوق قوم کی بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی ہو اگر حاکم کی چشم التفات کیوں نہ ہو سرکار ہم پر مہربان سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ کیوں نہ ہم اس باغ میں پھولیں بھلین وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو اسکا کہنا کھو دست قابو کو تم اسکا کہنا پھر نہ پاؤ گے مجھے وقت اور غفلت کا جھگڑا دیکھ کر ہے نصیحت وقت کی بالکل بجا بادشاہ بے لطف ہے طبل سخن کردعا کے ساتھ اب ختم کلام</p> | <p>انجن کیونکر نہ ہو پھر شاہ نادر قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار با وفا ہے ہے وفا اسکا شعار با ادب ہوگی یہ اسکی خواہشگار پھر یہ سمجھو قوم کا بیڑا ہے پار ہم ہیں اس کے خیر خواہ و جان نثار امن و آزادی کی ہے جس میں بہار خا حسرت کہائیں کیوں لیل و نہار کہتی ہے غفلت عبت ہے اضطراب کہتی ہے یہ میں نہ مانوں زینہار کہتی ہے یہ مثل تیرے میں ہزار چونک او بھادل اور کہا بے اختیار ہوگی اسے غفلت تو آخر شرمسار خلق کو مرغوب تر ہے اختصار شہر یہ ورد زبان ہو بار بار</p> |
|--|---|

| |
|--|
| <p>بادشاہ مجرم مارا در گزار مانگہ گاریم تو آمرز گار</p> |
|--|

| |
|---|
| <p>یہ نظم جلتہ انعامی مدرسہ عزیز یہ تر ملک ہرنی واقع مدرسہ کیلئے لکھی گئی</p> |
|---|

| | |
|---|---|
| <p>پہلے ہم کر کے ادا احمد و سپاس معبود منعقد آج جو یہ جلتہ انعامی ہے کما کوئی اونکی غرض سے نہیں زہنا نہیں</p> | <p>کیوں نہ بعد اسکے پڑہیں نام ہمیر پود و د جمع ہیں اہل خرد اہل لیاقت موجود کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود</p> |
|---|---|

کون خوش اس سے خدا اور پیر خوشنود
کون مالک ہے یک اہل کرم منبع جود
کیا بہ فیاض ہے فیاض ہے یہ لاکھ رود
کیسے آتا رہیں آثار میں سارے محمود
اہتمام اسکا ہے ہاں اس میں بفضل محمود
ظلمت جہل کا رہتا ہی نہیں نام و نمود
اسی تعلیم سے ہوتے ہیں رذائل مفقود
اسی تعلیم سے ہے دونوں جہان کی بہبود
بہرور اس سے ہو وہ نجات ہے حکام مسعود
جان جس میں نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بے سود
وہ دم اس پر ہے رحمت خلاق و دود

کیا ملے اس سے ملے روز جزا اجر و ثواب
مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے
نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیز
کسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی
حفظ قرآن کی کوشش بھی کوئی ہے کہ نہیں
سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جسم
اسی تعلیم سے ہوتے ہیں فضائل پیدا
اسی تعلیم سے نجاتا ہے انسان انسان
گر ہے نعمت کوئی دنیا میں تو تعلیم ہی ہے
مثل تن طبع بشر جان ہے گویا تعلیم
بادشاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے

شرف مرد و بعلم است کرامت بسجود

ہر کہ این ہر دو ندارد عدش بہ ز وجود

یہ نظم جلسہ ابتدائے سالہ المضمون مدراس منعقدہ ۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی جو جناب

منشی محمد انصار الدین صاحب بچود کے اہتمام سے شائع ہوا تھا

گنج قارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے
علم پر مال کو ترجیح کی نسبت کیا ہے
ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے
صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے
گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے
نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے

دولت علم سے بڑھ کر کوئی دولت کیا ہے
علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال
ہے فقط علم سے دنیا میں ہر یک عز و شرف
ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی
علم پر دین کا دنیا کا ہے سب دار و مدار
صاحب علم اگر قابل اعزاز ہوں

مجھ سے کیونکر ہو بہا علم کی پوری تعریف
 قطرہ ہو بحر کا مدح یہ ممکن ہی نہیں
 منعقد جلسہ احسن یہ المضمون کا
 اس کے مالک ہیں اڈیٹر ہیں جناب۔ بیچو د
 آئینہ سے ہے عیان صاف کندر کا کمال
 کسی توصیف کا محتاج نہیں المضمون
 ہمو احساس اگر اس کی ضرورت کا نہ ہو
 این مراتب کہ کنون دیدہ لائیک جزوی است
 کوڑیوں کے ہیں عوض گویا جواہر پارے
 اس سے انجان جو ہوتے ہیں ہمیں تبادین
 دوستو شوق سے تم کے خریدار بنو
 روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یا رب

حاصل کیا ہے مرا میری لیاقت کیا ہے
 وصف خورشید ہو ذرہ سے طیاقت کیا ہے
 اس سے بڑھ کر کوئی اسکے لئے شہرت کیا ہے
 کہتے کیا علم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے
 یہ رسالہ ہو جو مقبول تو حیرت کیا ہے
 روتے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے
 صفو دہر میں پھر لفظ ضرورت کیا ہے
 کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے
 دیکھتے کیسے مضامین ہیں قیمت کیا ہے
 وقت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے
 کام جب نیک ہے اسکے لئے مہلت کیا ہے
 تیرے فضال میں الطاف میں قلت کیا ہے

بادشاہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
 علم والوں کے مقابل میں یہ جرأت کیا ہے

یہ ثنوی جلسہ انجمن شرقی اطباء تھے جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو
 نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین
 اندنوں تحریک تازہ پیش ہے سرکار میں
 اکثر نامہ محرک ہیں جو اس تحریک کے
 ہیں لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس
 لکھتے ہیں جا سیکادسی طبابت کا وثوق

نثر تو سب سے چیکے اب نظم ہی میری سنو
 لطف ہے جو نظم میں وہ نثر میں ہرگز نہیں
 گویا پہولا ہے شگوفہ یک نیا گلزار میں
 چاہتے ہیں قدر وہ دسی طبابت کی گھٹے
 قدر کیا دسی طبابت کی رہے ہر یک کے پاس
 تلف ہو جائیگے سب دسی طبیبوں کے حقوق

گوہنیں الفاظ میں تحریک کے یہ مدعا
ماہر تاریخ و دانشمند جو انگریز ہیں
خوشہ چینی سے نہیں انکار کرتا ہے کوئی
جتنے آثار قدیمہ ہند میں موجود ہیں
پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لئے
کیا نہیں دیسی طبابت ہے سلف کی یادگار
ہاں مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات ہے
نئی کی گرم فہم پر کیجئے تامل کی نظر
شی کا جب اطلاق ہے دیسی طبابت پر روا
باوجود اسکے کہ ہیں موجود صد ہا ہسپتال
دیسی طب دیسی طبابت کو ترقی ہے مدام
ڈاکٹر لوگوں کے ہیں نزدیک جو زیر علاج
دیسی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے
انکو ناواقف جو ٹھہرائیں کہینگے ہم یہی
ایک ترجیح یک پر یہ نہیں ہرگز پسند
ہیں گورنر لارڈ پینٹلنڈ صوبہ مدراس کے
تجربہ بین فہم بین دانش میں ہیں وہ بے نظیر
غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے

غور جب اسپر کرین توصاف ملتا ہے پتا
کہتے ہیں بیشک ہیں ہم یونانی طب کے خوشہ چین
ہے گلہ ہکو مگر سرکار برٹش سے یہی
کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین
حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانے سے ملے
کم ہے آثار قدیمہ سے بھی کیا اسکا وقار
غیر محسوسات پر بھی نہیں اطلاق شے
دیسی طب کو شئی کا کہنا ہے مناسب سرسبر
بحث محسوسات سے ہرگز نہیں ہے فائدہ
باوجود اسکے کہ صد ہا ڈاکٹر ہیں باکمال
فیض صد ہا سال سے ہے اسکا جاری صبح شام
ہیں دو چند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی میں آج
سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے
قدر زرگر بداندا بداند جو ہری
سچ تو یہ ہے ہر کسے راہر کا سے ساختند
انکی ذات نیک سے ہکو بڑی امید ہے
انکی وصف نیک کی عالم میں ہے شہرت کثیر
مدعا دیسی اطباء کا یقین بر لائینگے

ہم رعایا پر کرم کی انکی ہے ہر دم بنگا
روکے اپنا قلم اپنی زبان اسے بادشاہ

یہ نظم جلسہ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

کیون نہ کیجے شکر اس خلاق عالم کا ادا
چار عنصر نام جنگا آب و آتش خاک و باد
اس سے بڑھ کر اور کیا ہے شان خالق کی دلیل
اتفاق انکا ہماری زندگی کا ہے اصول
چار عنصر میں اگر ہو جائے غالب کوئی ایک
یکہلی کیا چیز ہے اب کیجئے اسپر قیاس
اتفاق و مشورت ہر کام میں لازم ہمیں
منعقد جلسہ جو یہ ویسی اطبا کا ہے آج
ہیں فراہم عہدگان اہل اسلام و ہنود
ڈاکٹر لوگوں کے چند افراد کی تحریک سے
چاہتے ہیں وہ بھی سرکار میں منظور ہوں
ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مدنظر
قدر پر دیسی طبیوں کی نہ کچھ باقی رہے
آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترسیم میں
جس طرح آزاد ایک مدت سے تھے دیسی طبیب
ہلکوا اپنے مہربان سرکار سے امید ہے
رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور
جسکے عہد نیک کا ہے آج قابل یک جہاں
ہم رعایا کی گزارش کیوں نہ ہو کہ قبول
دیسی طب سے جقدر مالوف ہیں خور و کلان
و دعویٰ یہ میرا نہیں ز نہار محتاج دلیل

چار عنصر سے مرکب ہیں انسان کو کیا
ہیں یہ آپس میں مخالف شک نہیں ہمیں ذرا
اتفاق ان چار عنصر کا جو انسان میں رکھا
اتفاق انکا سراسر ہلکوتا ہے مزا
جان شیریں جسم سے خارج ہو فوراً بر ملا
نوع انسان کیلئے ہے اس سے کیا کیا فائدہ
فی الحقیقت ہے یہی حکم نبی حکم خدا
یکہلی کا جلوہ کیا ہلکوتا نظر آنے لگا
ذی وجاہت ذی فرست صاحب فہم رسا
آج کل سرکار میں جو پیش ہے ایک سلسلہ
واسطے دیسی اطبا کے قواعد کچھ پیدا
رفتنہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ
صفہ ہستی سے دیجے انکی آزادی مسما
خوب فرض منصبی اپنا یہاں لایا بجا
انکی آزادی وہی قائم رہے صبح و مسا
وہ نہو پابندان لوگوں کے حسب اقتضا
ہے ہماری مہربان سرکار میں بے انتہا
سلطنت کا جسکے سارا انڈیا مدحت سرا
اسکو دل شکنی طبیوں کی نہ ہرگز ہو روا
اسقدر مرغوب عالم کہ ہے انگریزی دوا
سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جانتا

نظم اپنی ختم کراے بادشاہ خستہ جان

ہے طوالت میں کہان جو مختصر میں ہے مر۱

یہ شہسوی جلسہ افتتاحیہ قدوسیہ طبی مدرسہ مدراس منعقدہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی

شکر حق ہے اسنے یہ جلسہ جو دکھلایا ہمیں
اب جو بنی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر
خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ ہرلی
کیا عجب زندہ اگر ہو جائیں پھر اگلے علوم
رحمت حق سے ہمیں مایوس ہونا چاہئے
کیا خدا قادر نہیں ہر چیز پر ہر کام پر؟
وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کر دے سحاب
وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو
زنیے پر بام ترقی کے ہے یہ پھلا قدم
یعنی طبی مدرسہ کا اب یہاں ہے افتتاح
کقدر ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج
درس طب ہی اسمیں ہے تعلیم نباضی ہی ہے
چاہئے انسان ہر یک تعلیم سے ہو بہرہ ور
علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے
دہرین دھوپ دو کو حق نے بخشا ہے شرف
انجمن شرقی اطباء کی جو ہے قائم یہاں
انجمن کا مقصد اعلیٰ یہی ہے مدرسہ
انجمن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر

اسکے فضل و لطف سے موقع یہ ہاتھ آیا ہمیں
اب ذرا سا قوم کے دلین ہو اسپدا اثر
جاگ اوشنے کے نظر آتے ہیں کچھ آثار بھی
کیا عجب علم و ہنر میں قوم کی بڑھ جائے دہوم
آیہ لا تقنطوا فرمان حق ہے دیکھئے
وہ اگر چاہے تو یک پل میں ادھر کا ہوا دہر
وہ اگر چاہے تو وزہ کو بنا دے آفتاب
وہ اگر چاہے خذف ہی گو ہر شہوار ہو
آگے چل کر کیا عجب گرام پر چڑھ جائیں ہم
واہ ہر قوم کیا سوچی گئی فوز و صلاح
جانتے ہیں خوب اس جلسہ میں جو حاضر ہیں آج
اور فارورہ شناسی سے مطب جاری ہی ہے
علم ادیان امکی ہے اور علم ابدان ہے دگر
علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے
سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف
اسکی نگرانی میں ہو گا مدرسہ یہ جادوان
انجمن کا مدعا عمدہ یہی ہے مدرسہ
انجمن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

| | |
|---|--|
| <p>انجن بادبہاری مدرسہ گویا چمن انجن مانند ساقی مدرسہ جام و سبو اے مرے مالک مرے معبود اے میرے خلد ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچین اسکی بہت اور بھی دیجے بڑا دیجے بڑا</p> | <p>انجن مانند جان ہے مدرسہ مثل بدن انجن گن مثل گل ہے مدرسہ گن زنگ و بو انجن اور مدرسہ کے واسطے اس سے دعا دہرین ہر وقت یہ محفوظ اور مصنون رہیں موجود بانی کو دے عمدہ جزا عمدہ سزا</p> |
| <p>پادشہ کس امر کا کرتا ہے تو اب پیش ہیں روک لے اپنا قلم اللہ بس باقی ہو بس</p> | |
| <p>یہ قلم جلسہ انجن حجاج مدرسہ منعقدہ ۲۵ مئی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی</p> | |
| <p>قوم کو ہو نفع جس سے ہے وہ بہتر انجن کیون نہ پائے دہرین پہر شان برتر انجن یہ چمک اوٹھگی مثل مہر نور انجن قوم کے دل کو نہ کیون کر لے مسخر انجن ورنہ کہیدین لوگ تہی یک سوڈا واٹر انجن دعوی اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجن کیا قباحہ ہے اگر نجائے گھر گھر انجن نامور ہوتی نہیں دنیا میں بے زر انجن یہ معا دن ہے تمہاری ادویا ور انجن سعی و کوشش کے دکھائے خوب جو ہر انجن انکی ہمدردی کی ہے لاریب منظر انجن گویا ہے باران رحمت کی یہ بہر انجن</p> | <p>کون کہتا ہے نھو ایسی مسترمد انجن خاص کر حجاج کے بہبود کا موجب خیال کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا موجب ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا کام کے ہیں انجن کم یوں بہت ہیں نام کے ہم کو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے چاہئے ہر انجن کے واسطے تاسید زر یادری طالع کی ہے شاہد تمہاری حاجیو دولت عثمانیہ سے دولت برکش سے بھی ہر طرح آسانش حجاج ہے مد نظر جمع حجاج گر گلزار ہے اسکے لئے</p> |
| <p>خالصاً اللہ ہے نیت جب کی بادشاہ</p> | |

پائنگی جید جزا حق سے نہ کیونکر انجمن

یہ نظم بھی جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

حاجیوں کے انجمن کا ہے یہ جلسہ خوشنما
 نیک نیت نیکدل اور غیر خواہ قوم ہیں
 شخص واحد کا نہیں ہے نام ہرگز انجمن
 اجتماعی قوت اپنی گرنہ پوری صرف ہو
 ورودل کے واسطے پیدا کیا حق نے ہمیں
 جن قواعد کی ضرورت ہے برائے انجمن
 سب اراکین اسکے اب پابند رہنا چاہئے
 حاجیوں کو ہیں جو کچھ حج کے سفر میں مشکلات
 یعنی بمبئی سے ہیں تاجدہ جو ہکو دستین
 دقتین جدہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہیں
 ہکو ہر دو سلطنت سے داد خواہی چاہئے
 ہکو یک سرکار سے جسمی تعلق ہے اگر
 ہر دوسرے کاروں میں گردن خواتین مقبول ہوں
 کامیابی کا ہمارے ہے یہی اصل اصول
 لفظ کے مانند یہ باقی ہیں اسکے حرف و صوت
 حج کمیٹی نام رکھ کر گرچہ بعضے انجمن
 انکی کوشش کا اثر کچھ بھی نہیں آیا نظر
 دیکھ کر مجبور یوں کو انکے شاید دوستو
 الغرض اسکا وجود اسکا عدم یہ یکسان

کیسے کیسے نامور حجاج ہیں رونق فرما
 سخی و کوشش کی جزا پائینگے سب روز جزا
 انجمن ہے نام یک مجموعہ انفراد کا
 اپنے حاجی بہائیوں کو کس طرح ہو فائدہ
 ورنہ طاعت کیلئے تھے سب ملک بے انتہا
 منضبط کرنا ہے فرض انجمن سب سے بڑا
 بے ضوابط انجمن کی دہرین کسبے بقا
 اسکے دو حصے ہیں سمجھو شک نہیں اس میں ذرا
 اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ
 دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ بجا
 دونوں سے خط و کتابت کا ہو جاری سلسلہ
 مذہبی روحی تعلق دوسرے سے ہے لگا
 خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑھ کر اور کیا
 یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہیں سب اکے سوا
 گویا یہ جوہر ہے سب اغراض اسکے بر ملا
 چند دن کے قبل جاری ہند میں تھے حاجا
 انکے کاروبار کا ملتا نہیں ہم کو پست
 یاس و حرمان نے لیا ہے اپنے دامن میں چاہا
 غفلت و سستی میں ہے جس انجمن کا ماجرا

اپنی باتوں کے طرح کر کام ہو تو ہے مزا
غیر سہر دی کا کچھ رکھتی نہیں ہے شاہ
تالی بختی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا
انکی عقل و فہم کا ہر ایک سے لو یا مانستا
انتظام عمدہ کریں گے ہے قوی ان سے رجا
روز و شب ہم حاجیوں کی تجھ سے ہے یہ التجا
دین اور دنیا کی بہبودی ہمیشہ ہو عطا

کام کرنا اور ہے باتیں بنانا اور ہے
شکر ہے اللہ کا یہ انجن حجاج کی
دیکھئے یک ہاتھ سے تالی نہیں بختی کبھی
کیونکہ میں اس کے اراکین ذی لیاقت ذی کمال
سب کے سب فی تجربہ میں اور آل نیش میں
یا خدا اس انجن کو تو بنا دے کامیاب
حاجیوں کے دلیں پیدا کر الہی درد قوم

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے
بادشاہ کا شاعری سے زور کیا ہے مدعا

یہ نظم بھی حبسہ انجن مذکور منعقدہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

یہ فرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو
ہوں تم جو سبکدوش تو عقیقی کا پہلا ہو
کیجئے یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو
خوش ان سے بھلا حشر میں کس طرح خدا ہو
ہوتا نہیں وہ کام جو تم لاکھ بھی چاہو
آئیگی قضا ہمو اگر وقت قضا ہو
مکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو
کھل جائے محکم سے کہ یہ کہو ٹا یہ کہرا ہو
کیا ایسا کوئی بہید ہے جو حق سے چھپا ہو
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو
تا دونوں جہان میں تمہیں اعزاز سوا ہو

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوئے کیا ہو
مخلوق کا یہ فرض نہیں ترض خدا ہے
حج فرض نہیں پاس اگر مال نہیں ہے
طاقت بھی ہے اور مال بھی کیا عذر ہے انکو
ہوگا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم
مرنا نہیں ہرگز سفر حج پہ سے موقوف
جس جا پہ ہے مرنا ہمیں اس جا ہی مرینگے
بیشک زرا ایمان کا حکم حج کا سفر ہے
سب حیلے حوالوں کا خدا جلنے والا
اے اہل تمول نہ کرو سستی و غفلت
تم جلد کرو حج و زیارت کا ارادہ

جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھئے کیا ہو
 اور ج کا فریضہ نہ اگر اس سے ادا ہو
 نصرانی مویا وہ یہودی ہی مویا ہو
 غم اسکا ہمیں کچھ نہیں گر کوئی خفا ہو
 کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو
 ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چہوٹا کہ بڑا ہو
 حجاج کی تائید اگر صبح و ماہ ہو

عالم تغیر متبدل ہے ہمیشہ
 فرمایا بنی نے ہے جسے طاقت مالی
 اللہ کو پروا نہیں اسکی کہ جہان میں
 ترغیب فقط حج کی ہے مقصود ہمارا
 قایل نہ ہو جو کوئی مرض اپنے مرض کا
 حجاج کی یہ انجمن نیک ہے و تائیم
 امید ہے برآئین بہت اس سے مقاصد

اے پادشہ پیمان کیا ہے بڑی بات
 تاثیر سخن میں ترے گرجن سے عطا ہو

یقینہ جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلئے عقدہ ۱۳۱۲ گشت ۱۲ کیلئے لکھا گیا

زبان زبان پہ ہے شکر خدا سے یکتا آج
 روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج
 بہان بہان ہے غم و شکر مثل عفت آج
 رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج
 نیا نیا ہے دما خون میں جوش پیدا آج
 کہلا کہلا ہے ہر ایک خنجر کشا آج
 قدم قدم پہ چن ہے سجا سجا یا آج
 ثمر ثمر کو ملا تازگی کا ثمرہ آج
 چہک چہک کے غدا دل میں گلشن آرا آج
 ادب ادب سے ہے ستادہ سرو عنا آج
 بصد تجل و شوکت تیرا رپا یا آج

جہان جہان ہے جہان میں خوشی کا چرچا آج
 دوان دوان ہے نظر بہر دید ہر ہر سو
 عیان عیان ہے طرب شکل شاہ زیب
 کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا
 جدا جدا ہے دلوں میں سنگ کا عالم
 ہر اہر نظر آتا ہے باغ علم و ہنر
 قسم قسم کی ہے کہت طرح طرح کا ہے رنگ
 شجر شجر کو کیا رنگ دہونے خوب نہال
 مہک مہک کے گلون نے دکھائی اپنی بہار
 عجب عجب جو صدائیں ہیں قمریوں کی بسند
 کہ لینے جلتہ دستار بندی طلبا

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ تحصیل
 ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تمکو
 تمہیں سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق
 نہ کیوں کہیں تجھے دارالسرور اے ویلور
 خوشالے مدرسہ باقیات عالی شان
 ہے تیرا ناظم و ناظر وہ فاضل ذیجاہ
 سراپا مجمع اوصاف منبع برکات
 ہے جس کا اسم گرامی جناب عبدوہاب
 عمائدین شرف اہل علم و اہل کمال
 ہے ایک ایک سے برتر جد ہر نگاہ کرین
 جہوم خلق کی حالت نہ پوچھتے مجھ سے
 یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جلع
 یہ صدر حلب کی عظمت یہ شان یہ شوکت
 یہ خلق اور تواضع یہ میہمانداری
 لکھنؤ میں وصف بہلا کس کا کس کا ذکر کروں
 قلم یہ کہتا ہے مجھ کو نہیں محال رشم

صلہ تہاری مشقت کا حق نے بخش آج
 وہ اسکے واسطے شایان یہ کموزیبا آج
 شک آمین کیا ہے تم اسکے ہو وہ تہارا آج
 چمک رہا ہے تمہے بخت کا ستارا آج
 تمام ہند میں بجا ہے تیرا ڈکھا آج
 مقرر ہے سبکی بزرگی کا ایک زمانہ آج
 ہے مقسم بخت احبکی ذات والا آج
 طفیل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج
 یہ کیسے کیسے ہیں اسرار و جمع یکجا آج
 ہر ایک وصف میں ہر فرد ہے نرالا آج
 خدا کی شان خدا کی کا ہے تماشہ آج
 مذاق علم کا ہر دم یہ جوش برپا آج
 یہ ذوق و شوق اراکین و کارسرا آج
 یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج
 ہے ایک دل مرا ارمان میں اس میں صدا آج
 زبان یہ کہتی ہے مجھ کو نہیں ہے یا رآج

ہنوز جوش طبیعت ہے بادشاہ باقی

سناؤں مطلع دیگر ہے یہ تمنا آج

ہے شاخ گلک میسر دماغ طوبی آج
 زبان علم سے ہر علم یوں ہے گویا آج
 بیان ہے تھو کا ہر سخن ہوں بالا آج

یکس ریاض لیاقت کا وصف لکھا آج
 سنیں وہ غور سے ہے جنگا گوش شنوا آج
 کہا یہ صرف نے میں صرف جوش فرحت ہوں

کہا معافی نے مقصد مرا بر آیا آج
بدیع نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج
نیتہ سارے قضا یا کائین نے پایا آج
ملا خوشی کا فراغ کو جیسا حصہ آج
ہے میرے جاننے والوں میں میرا رتبہ آج
جہان میں حق نے کیا میرا بول بالا آج
کشادہ باب مسرت ہیں مجھ پہ سدا آج
زبان مدرسے یہ سخن ہے نکلا آج
فروغ ہو نہ کسی کو جو میں نہ ہوتا آج
یہ مجھ پہ دال ہیں مدلول ہوں میں انکا آج
دُعائیں دل سے نکلتے ہیں میرے کیا کیا آج
ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

کہا بیان نے خوشی ہے بیان سے باہر
کہا بدیع نے بجا نہیں ہے ناز مرا
زبان یوں فن منطق کی صاف ناطق ہے
کہا کلام نے مجھ کو بھی لا کلام ملا
کہا یہ فقہ نے اغیار مجھ کو کیا جانیں
حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری
دل اپنا کہول کے کہتا ہے یوں فن تفسیر
علوم نے جو سنائیں تسلیاں اپنی
جو کچھ ہوا ہے یہاں ہے فقط طفیل مرا
بدیہی میں ہوں یہ سارے علوم ہیں نظری
مرے جو موجود بانی ہیں انکے حق میں مدام
غرض یہ جاب ہے لاریب دید کے قابل

اے بادشاہ عجب کیا کلام کوتیرے
قبول عام کا لمبا نیگا جو تیرے آج

یہ نظم مجلس تعلیمی اسلام جنوبی ہند بمقام ویلور متحدہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کیلئے لکھی گئی
اور اجلاس اول میں پڑھی گئی

نہ اوکی مجھ کو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان
یہی سعادت دارین کا ہے میرے نشان
دکھایا آج ہمیں حبس عظیم الشان
ہوا ہے شاہد مقصود آج جلوہ گمان
وگر نہ ہم ہیں کہان اور یہ اتفاق کہان

خدا کی حمد بنی کی ہونعت مجھ سے کہان
پڑھوں میں نام بنی پرورد کیوں نہ مدام
ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے
ہتی مدتوں سے تمنا وہ آج بر آتی
یہ اتفاق بھی یک حسن اتفاق سے ہے

نہیں ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جلد
 نہیں کسی کے خط و خال کی یہاں توصیف
 نہیں یہاں کسی فرضی غم و خوشی کا وجود
 نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفافہ نطی
 ہے سہت راست ہر ایک گفتگو ہر ایک سخن
 جو کچھ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض
 علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے
 مشاورت تو ہر ایک امر میں ہے لازم تر
 طفیل ایسے ہی جلسوں کا ہے جو غیر اقوام
 ہر ایک عزم میں ہر کام میں ہیں وہ ہشیار
 ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہیں
 عجب نہیں جو موثر ہو آج یہ جلسہ
 خدا کرے یہ تدابیر بالقوہ ہیں جو آج

نہیں ہے کہیل تماشے کا کچھ یہاں سامان
 نہیں کسی کے یہاں عشق و عاشقی کا بیان
 نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصہ ہجران
 مبالغہ کا بھی ہر پانہیں یہاں طوفان
 ہے واقعات پہ مبنی ہر ایک رائی یہاں
 نہیں یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہان
 ہر ایک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہاں
 نہیں یہ حکم کیسا خدا کا ہے فرمان
 ہمیشہ دہرین پاتے ہیں نفع بے پایان
 ہماری قوم کو اب تک وہی ہے خواب گران
 ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان
 عجب نہیں ہے جو اسپر ہو قوم کار جہان
 ظہور الکا ہو بفعل ہے یہی ارمان

کہیں نہ طول سخن باعث ملالت ہو
 سخن کو ختم کر کے باوشتمہ بھیجید ان

یہ نظم سالانہ جلسہ انعامی مدرسہ اسلامیہ و انبیاڑی کیلئے لکھی گئی

اندون اوج پہ ہے قیمت و انبیاڑی
 گم ہوئی گم ہوئی اب ظلمت و انبیاڑی
 بڑ بڑ بڑ بڑ بڑ بڑ اب شہرت و انبیاڑی
 پھرتی ہے شل صبا نکہت و انبیاڑی
 قابل دید ہے یہ زینت و انبیاڑی

چشم بد دور ہے کیا حالت و انبیاڑی
 مہر تسلیم ہر ایک جا پہ ہے رخشان رخشان
 پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی
 کہلتے ہیں کہلتے ہیں فرحت سے دلونکے غنچے
 مال تنہا تھا ہو علم بھی اب اسکا شریک

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے
مدرسہ نام ہے اسلامیہ جکامشہور
منعقد اسمین ہوا جلسہ انعامی آج
ہمہ تن چشم پئے دید ہے ہر پیرو جوان
صدر جلسہ جو پرتا رتی ہر بین بی لے
ہے دعائیری یہ عزت رہے قائم دایم
علم میں مال میں تہذیب میں وینداری میں

خوب بھیچانے ہیں ذی ثروت و انبٹاری
جسکو کہتے سبب عزت و انبٹاری
جمع کس شوق سے ہے خلقت و انبٹاری
نظر آتی ہے عجب شوکت و انبٹاری
بکینچ لائی ہے نہیں الفت و انبٹاری
یا خدا تو نہ دکھا ذلت و انبٹاری
سارے اضلاع پہ ہو سبقت و انبٹاری

بادشاہ حب وطن ضبط ہو کیونکر تجہ سے
خوب کی تو نے ادا خدمت و انبٹاری

یظم جلسہ محمدن ریڈنگ روم و انبٹاری کے لئے لکھی گئی

اے بزرگان قوم کے عالی ہم ذی عز و نشان
خادمہ ہوں آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام
تیرہ سو پندرہ سن ہجری میں پیدا ہوئی
خدمت علی جو اس عرصہ میں کی میں نے ادا
سچ بتاؤ میرے آگے ساکنان شہر میں
شک نہیں میں نے ہی پھیلا یا بیان علی مذاق
دربار میں اور مجھ میں فرق اتنا ہے فقط
قوم کو ہے فیض دونوں سے برابر علم کا
مجھ پہ ہے اب قوم کی کم التفاتی کئے
فکر کیوں میری ترقی کی نہیں کرتے ہو تم
باوجود اس طول عرصہ کے ابھی تک حیف ہے

منع لطف و عطا ہمد رومیا ض زمان
باز بان حال میں کہتی ہوں اپنی داستان
عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب و گمان
جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پرعیان
شوق اخبار و کتب بینی کا تھا ایسا کہاں
میں نے ہی ناقدر دانوں کو بنایا تدرعان
ہیں وہ استاد بے استاد کے ہونین یہاں
بالیقین سمجھو ہے ہم دونوں کا رتبہ ایکساں
کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کیجے بیان
سحق تائید کی کیا میں نہیں ہوں بگیان
واسطے میرے نہیں تعمیر پایا ہے مکان

آپ فرماتین کہ کیا یہ کام نیکی کا نہیں
وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے
قابلِ فوس ہے بے شبہ و شک حالت مری
گرنہ کرتے رحم مجھ پر چند غمخوارانِ قوم
مجھ سے جو عداہیں انجان اُن سے کیا شکوہ کرو
میں دُعا کرتی ہوں یا رب دُعا نہیں توفیق نیک

اجرا سکا کیا نہ دیگا تلوکرب انس و جان
مجھ کو چندہ سے کئے محروم بعضے ممبران
کم نصیبی پر میں اپنے رات دن ہوں نوحہ خوان
صفحہ ہستی پہ اب تک کب مراد ہٹا نشان
انکی دل شکنی ہے ہر دم طبع کو میرے گران
رکھ جہان میں شادمان ہر آن و ہر دم ہر زمان

مختصر کچھ سخی اپنا یہاں اے بادشاہ
کیا عجیبے گرموثر ہو مری آہ و فغان

یہ نظم جلسہ سالانہ محرمین ایجوکیشنل سوسیٹی وہمنب ارٹھی کے لئے لکھی گئی۔

ہے صدر ہزار تر اشکراے خدائے انام
تر ہے ہی فضل سے وقت ہے اس سوسیٹی کی
جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق
کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج
ادا ہونے کی فرض منصبی کیا خوب
نتیجہ انکے ہی یہ کوشش بلیغ کا ہے
اساتذہ کی بھی محنت ہے قابلِ تحسین
ہیں مدرسے کے جو ناظم بجا قریشی نام
جو انتظام کا حق تھا کیا انھوں نے ادا
غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے
میں سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ تلمو
ہزار طرح لیاقت ہو تلمو انگلش میں

کہ آج جلسہ سالانہ کا ہوا ہے قیام
تھے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام
جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر میں تمام
ہے محقق پئے تسکین قلب خاص و عام
ہماری و روزبان شکریہ ہے انکا مدام
ترقیات کے آثار ہیں جو صبح و شام
یہی ہیں جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام
ضرور انکا ہی ہے شکر یہ بعد اکرام
پند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام
رہی نہ اس میں کوئی بات قابلِ الزام
سنو سنا تا ہوں اب یہ نصیحت نہ کلام
بلند لاکھ بھی دنیا میں ہو تمہارا مقام

| | |
|---|---|
| تمہاری ذات میں جنتک نہوگی دینداری نہوگا فخر موبھی قوم کو تم سے علوم جتنے ہیں انگلش میں سیکھتے لیکن نہ چوڑو دین کو دنیا کے واسطے زہار | تمہارے دل میں نہ جنتک ہو وقعت اسلام نہ راضی تم سے پیمر نہ خالق اسلام ہمیشہ تم رہو پاپ مذہبی احکام رہو گے پیش خدا سرخرو بروز قیام |
|---|---|

سخن یہ بے غرضانہ ہے بادشاہ ترا
نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسہ اسلامیہ و انباری منعقدہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۷ء کیلئے لکھی گئی

| | |
|--|---|
| دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہیں ہم دین کا علم پڑ ہو سستی و غفلت نہ کرو حشر میں تمکو ہو معلوم قباحست اسکی رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب انروزوں دہریت ملحدیت پھیل رہی ہے ہر سو ترک بعضوں نے کتے دین نبی کے احکام کوئی کہتا ہے کہ ہیں خوف کی ساری باتیں اور نہ محسوس کریں جنگو جو اس خمسہ شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تا بچ شرع غرض ایسے ہی بہت سے ہیں عقاید انکے دینداری نہیں اللہ کا کچھ خوف نہیں | اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے جسم بے جان کی بہلا دہر میں وقت کیا ہے مجھ سے مت پوچھو نہ پڑنے میں قباحست کیا ہے کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے نہیں معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے کہتے ہیں دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے دعویٰ پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے حشر کیا چیز ہے اور دوزخ و جنت کیا ہے ان پہ ایمان رکھیں ہم ہیں حاجت کیا ہے عقل جب ہمو ہے پھر مذہب و ملت کیا ہے غور سے دیکھتے ان لوگوں کی جرأت کیا ہے قوم کیا خاک ہے اور قومی محبت کیا ہے |
|--|---|

گر موثر یہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت
بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ محمدن ایجوکیشنل سوسیٹی و انباری منعقدہ ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

ہم پہ سچو ترے احسان میں لے رہا لعزت
سب سے بڑھ کر ہے یہی ہم پہ عنایت تیری
ایسے پیغمبر بحق کا کیا ہم کو مطیع
مرتبہ ساری خدائی میں ہے افضل جب کا
آج یہ جلسہ سالانہ دکھا یا حق نے
آج ہم سب کو سنانی گئی سالانہ رپورٹ
آفرین آفرین لے اہل سوسیٹی تم پر
ناظم مدرسہ کے ساتھ ہیں جتنے استاد
قوم پر شکریہ ان سب کا ہے لازم شیک
قوم کا دیہان جو حسین وہی عمدہ ہے دماغ
نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی ترم
شمع جدم کہ گہلنتی ہے ضیا دیتی ہے
نظم ہر سال سنانی ہے عادت ہم کو
واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا
یہ یقین جانو اسے انگریزی کے پڑھنے والو
ہم نہیں کہتے ہیں تعلیم نہو انگریزی
کس کو مرغوب نہیں ہے یہ زبان شاہی
پڑھو انگریزی مگر دین کے پابند رہو
دیکھتے ہم ہیں کہ اکثر طلباء انگلش
اکثر انہیں نہیں پاسبند نماز و روزہ

شکر اسکا ہوا دہم کو کہاں یہ طاقت
بخشد ہی ہم کو جو اسلام کی عمدہ نعمت
ہے جو سرتاج رسل اور شفیع امت
دین کو جسکے سب ادیان پہ ہے فوقیت
ہم کو حاصل ہوئی کس درجہ مسرت فرحت
مدرسہ کی ہوئی معلوم ہر ایک کیفیت
قوم کی تم نے بجا لائی بخوبی خدمت
قابل قدر ہے ہر ایک کی سعی و محنت
یا خدا دیچے بڑھا اور بھی انکی ہمت
دل مبارک ہے وہی جس میں ہو قوی الفت
کام خوشتر ہے وہی جس میں ہو خالص نیت
نام کیا ہو جو پچے قوم نہ کہنچین رحمت
کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت
طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت
ہم کو انگریزی زبان سے نہیں ہرگز نفرت
ہم نہیں کہتے ہے یہ علم خلاف ملت
اس زمانے میں نہیں کسو ہے اسکی حاجت
حشر میں پیش خدام نہ اٹھاؤ و خجلت
دین کی کچھ ہی نہیں رکھتے ہیں دل میں وقعت
شرعی احکام سے بکھلتے ہے انکو غفلت

دینی کاموں میں تسخر کی ہے کی عبادت
 اسکی تفصیل کی ہو نظم میں کیوں کروست
 سارے طلبا سے یہ پابندی دین کی نسبت
 گر ہوں دین ہنیں کچھ بھی تمہاری عزت
 یعنی بیکار ہے مہل ہے تمہاری خلقت
 ہم بتائیں گے کسی وقت بشرط فرصت
 کہہ کے یوں ہند کے طلبا کو دلائی غیرت
 بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت
 دعویٰ اسلام کا کر کے نہ اٹھائیں خفت
 صاحب علم ہر ایک صاحب فہم وجودت
 داخل قوم رہیں اور نہ ہو قومیت
 تا ابد قائم و دائم ہے با صد شوکت
 عمر میں مال میں ثروت میں عطا کر برکت

کرتے ہیں بعض تو دینی علما کی تحقیر
 صاف بعضوں کے عقائد میں خلاف جہود
 دیکھو پنجاب کے لکچر میں کہا سید نے
 سیکھو علم فلک کے جوستارے ہو جائیں
 قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز
 محسن الملک کا بھی قول اسطرح کا ہے
 شہر لڈن میں ابھی معیسی جٹس نے
 آمد و خرچ زبانی یہ نہیں ہے اسلام
 یعنی اسلام کو اعمال سے ثابت کر دین
 الغرض پند و نصیحت یہی کرتا ہے ہمیں
 سخت حیرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی
 ہم دعا کرتے ہیں یہ مدرسہ اسلامی
 جو معاون ہیں مربی ہیں الہی انکے

ختم کر نظم یہ اے بادشہ پیچران
 کیا عجب تیر سخن کی ہو ہر ایک جاشہرت

یہ نظم بھی سوسیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لئے لکھی گئی منعقدہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری
 وان شان کبریائی یاں عجز و انکساری
 اسکی عنایتوں کی سبکدوشی انتظاری
 محشر میں ہے اسی سے امت کی رشکاری
 بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائنداری

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری
 مالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہیں
 قہر و غضب ہے اسکے کو خطر نہیں ہے
 ہے رحمت و دعو عالم بیشک رسول اپنا
 تابع رہیں ہم اسکے بھیجین در و داسپر

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ
 ہر سال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون
 ہر سال نظم ہم اس جلسہ میں سناتے
 آنکھیں نہ کیوں خاک ہوں طلباء کے دیکھنے سے
 ہیں تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے
 نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی
 دنیا میں آخرت میں رکھہ ان کو شاد و خرم
 تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت
 تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکھا رہے ہیں
 تعلیم گرنہ ہوتی دنیا میں کچھ نہ ہوتا
 تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے
 ہے دین مثل جو ہر شکل عرض ہے دنیا
 جب تک عرض نہو پھر جو ہر ہے بے ضرورت
 دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان
 دنیا کی ہے حدیث و قرآن میں جو مذمت
 جو کام اس جہان میں ہے شرع کے مخالف
 دنیا کے واسطے ہم گردین ترک کر دین
 دل میں ہمیں ہمارے گردین کی محبت
 کوئی زبان بھی سیکھیں غم اسکا کچھ نہیں ہے
 تازہ رہے الہی اس مدرسہ کا گلشن
 اخلاق دے ادب دے طلبائے مدرسہ کو

کس شوق و ذوق سے یہ محفل جمی ہے ساری
 ہر سال اسکو ہے ہر مقصد میں کامگاری
 نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری
 جوش طرب نہ کیوں ہو ہر ایک دل پر طاری
 انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری
 سچا ہے جوش اسکا سچا ہے غمگاری
 برا مقاصد انکے یا رب تو باری باری
 تعلیم کے سوا ہے کیا شئی جہان میں پیاری
 دنیا کے سب طریقے آئین دینداری
 بیکار تھا تمدن بے لطف ملک داری
 جاہل کی دو جہان میں ذلت ہے اور خواری
 جو ہر سے ہی عرض کی سب کچھ ہے استواری
 دونوں میں یہ تناسب حق نے دیا ہے ہماری
 دنیا کی سب درستی ہے عین دینداری
 مفہوم اسکا سلو خواہش ہے گر تمہاری
 دنیا ہے نام اسکا بیجا ہے اس سے یاری
 ہم سنا نہ کوئی ہو گا فہم و خرد سے عاری
 محشر میں پیش خالق ہے سخت شرمساری
 غم ہے ہی جو چوڑین مذہب کی پاسداری
 صبح و مساکرم کی تیرے ہو آہماری
 یا رب دلون میں انکے دے جوش دینداری

| | |
|--|---|
| یارب اساتذہ کے محنت کو چنیز کر دے | تحسین کے ہو قابل طلبا کی ہوشیار |
| اے بادشاہ اسیدین یون تو بہت ہیں لیکن ہے حسن خاتمہ کی کافی اسید واری | |
| <p>گز نہ ہو ہم سے ادا حمد خداوند حجاب ن ممکن و حادث ہیں ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم عرش و کرسی ہر وہ لوح و قلم ارض و فلک سارے عیبوں سے مبرا اور برتر اسکی ذات جیبہ ہوا اسکا غضب ہے کون اسکا چارہ گر شکر کس کس کا کرین کس چیز کا ہم نام لین یہ ہی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد ہیں فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل میں آج واہ کیا کہنا تمہیں اے مہبران انجمن انجمن کو شمع گر کہتے تو تم اسکی ضیا آب حیوان تم اگر ہو انجمن ہے تشنہ لب انجمن مانند گل ہے رنگ و بو تم اس کے ہو انجمن کو آئینہ سے دین اگر تشبیہ ہم مدرسہ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا واسطے تعمیر کے کی یک زمین تم نے خرید ہو گئی اس سبیل ہر کوشش تہاری کارگر کیوں نہ ہو ممنون تہاری قوم ہر شام و سحر</p> | <p>یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجمن خیر خواہ عام گویند پور واقع و انبساطی منعقدہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی دل ہے سینے میں عبث منہ میں زبان ہے رلیگان ہے وہ خالق اس کے ہم مخلوق عاجز بندگان اس کے ہی تمجید میں تجہید میں ہیں جادوان سب سے مستغنی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان فضل جیند اس کا ہے اسکا کرم ہے بیکران انجمن کا جلسہ سالانہ ہے یہ ساتوان ذمی لیاقت ذمی ہم والا گھر عالی شان قدر کے قابل تمہاری کوششیں ہیں بگیان انجمن ہے مثل قالب اس کے تم روح روان انجمن مثل دہن ہے اس کے تم گویا زبان تم ہو گر فضل بہاری انجمن ہے گلستان تم ہی اس میں عکس کے مانند ہو جلوہ کنان اس کے استحکام کی کی سعی تم نے جادوان کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجمن کے مہبران تم ہوے اس سال ہر مقصد میں اپنے کامران کیوں نہ خوش تم سے رہے پروردگار اس جان</p> |

تم بھروسہ اور توکل کیجئے اللہ پر
 تم سے بڑھ کر انکے احسان کا ہے ہر کوئی اعتراف
 قول حق ہے لا یضیع اللہ اجر المحسنین
 عمر میں دولت میں انکے دے ترقی یا خدا
 کوئی نیکی دہر میں تسلیم سے بہتر نہیں
 شک نہیں اس میں ترقی مدرسہ کی ہو فزون
 شک نہیں اس میں کہ لڑکوں کے نسبت دستوں
 کیوں نہ لڑکوں پر اثر ہو لڑکیوں کے علم کا
 دیندار و نکاح جو جمع ہے اسے کہتے ہیں قوم
 دینداری اگر نہ ہو پھر قومیت کیا خاک ہے
 مصلحان قوم یہ جو آج کل مشہور ہیں
 حیف ہے انکو یہی دعویٰ قوم کی اصلاح کا
 مختصر تعلیم انگلش پر نہیں اصلاح قوم
 یا الہی سب ممالکوں کو دے توفیق نیک
 یا الہی انجن یہ تابعدار ایم رہے
 مہرون کے کام میں اخلاص دے یارب مدد
 جس طرح دیگر مدرس پر ہے شفقت کی نظر

فضل سے اسکے سبک ہو جائے ہر بارگران
 جنگی کوشش سے ہوا چندہ فراہم سیکر ان
 محنوں کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہاں
 دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیاں
 یہ وہ نیکی ہے جن کے خوشہ چین سب نیکیاں
 یوں ہی اگر تائید کرتے جائیں قومی حامیاں
 سخت تر تعلیم کے محتاج ہیں اب لڑکیاں
 ہونگی آخر لڑکیاں ہی ایک دن لڑکوں کی ماں
 قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب و گمان
 کس طرح بے دین رہ کر ہونگے قومی مصلحان
 دینداری کا بہت کم ان میں ہے نام و نشان
 ہے تعجب ان سے یہ کیسے ہیں قومی نوجہ خوان
 چاہئے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایک ماں
 دین کی الفت عطا کر سب کے دل کے درمیان
 مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن و زمان
 شوق دے تائید کا ہر یکے ولین جاودان
 کچھ لاوہر بھی ہو تو جو اسے وطن کے ساکنان

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کبائے بادشاہ
 بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسہ انجن مذکور منعقدہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۳ء کے لئے لکھی گئی

کیا ادا ہو جو حق نعت رسول ذوالمنن
 قاصد عاجز ہے جب ہر یک زبان ہر یک ہن

تجہ ہیں اے انجن کس درجہ افضل خدا
 خیر خواہ عام تیرا نام ہے زیبندہ تر
 تو نے اپنی خیر خواہی کا دیا ہے جو ثبوت
 آٹھواں سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد
 شہر میں طاعون کی جسوقت آئی تھی بلا
 شہر اپنا چھوڑا اکثر لوگ باہر چل بسے
 غمگساری قوم کی اسوقت جاری تھی سے تھی
 سعی و کوشش تو نے کی سرکار میں جسکے طفیل
 تو نے ہی چندہ کیا اموات غریب کیلئے
 عام تھا یہ فیض تیرا سب محلوں کے لئے
 صدر تیرے یعنی کے عبد المجید نیکو
 معتمد ہیں تیرے جو سلطان محی الدین نام
 اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہیں
 مدرسہ نسوان کا جو تیری نگرانی میں ہے
 آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ
 منظم اسکے ہیں حضرت مولوی عبد المجید
 ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی ان سے ہے
 حالت تعلیم کیسی ہے وہ اگر دیکھ لیں
 مدرسہ کے ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی
 سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تو نے شوق سے
 خاص کر تشریف لائے تھے جو شہ عبد اللطیف

اندون سرسبز ہے کیا تیرے مقصد کا چمن
 خیر خواہی کے ترے قائل ہیں سب اہل وطن
 صفحہ دل سے میگا کس طرح اے انجن
 کیسے کیسے جمع ہیں افراد اہل علم و فن
 آہ کس رنج و پریشانی میں تھے سب مرد و زن
 آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت الحزن
 کیسے استقلال و اطمینان کا تھا تیرا چلن
 بعض طاعونی قواعد کے گھسے رنج و محن
 تیری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن
 لب پہ ہریک کے روان ممنونیت کے تھے سخن
 گویا روح انجن ہیں انجن مثل بدن
 قابل تحسین ہیں انکے کارہائے انجن
 پائینکے کیا کیا جزائز و خداوند ز من
 سب اعلیٰ سب افضل کام ہے سرو علن
 مدرسہ کا حال سب اس سے عیان ہے من عن
 اسکے نظم نسق میں ساعی ہیں وہ با جان و تن
 کم ہے انکا شکر جتنا کیجئے ای انجن
 دیکھنے کی ہے تمنا جسکے دل میں جوش نرسن
 تیرے قبضہ میں ہے اسکا کام سب اے انجن
 تھے شریک جلسہ کیسے کیسے افراد ز من
 کیوں نہ فخر و ناز کا باعث ہو اے احباب من

مالدار ہو تو جہ آپ کی جہلوہ نکلن
آب حیوان تم اگر ہو میں ہوں یک نشہ دہن
تم سے رونق ہے وطن کی جہ سے ہے شان وطن
گر وطن مثل میں ہے میں ہوں یک لعل میں
بیگان میں ہوں جہالت کے وطن کا بیخ کن
جلد پہنا دیجئے مقبولیت کا سپر ہن
دور رکھ اس کو حوادث سے تہیج کہن
یا الہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گھن
دین و دنیا میں رہن دل شاد برو چہ سن
گر ذرا سا فضل تیرا اُس پہ ہو پر تو نکلن

مدرسہ کہتا ہے ہر دم باز زبان حال اب
کیجئے چشم عطا اے صاحبان مقتدر
تم ہو گرا بر بہاری صورت گلشن ہوں میں
گر وطن مثل صدف ہے میں ہوں یک ڈیتم
فرقہ نسوان میں تعلیم پھیلاتا ہوں میں
اب دُعا کرتا ہوں میں میری دعا کو یا خدا
مدرسہ اور انجمن قائم رہے یا رب مدام
مدرسہ اور انجمن گویا ہیں دونوں مہر و ماہ
سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہیں تمام
یا الہی کیوں نہ تکمیل عمارت جلد ہو

لطف کیا اہل تکلف کو لے اے بادشاہ
بے تکلف بے تقنع ہے ترا ہر یک سخن

نیزم جلسہ افتتاح مکان انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع و انباری کیلئے لکھی گئی منعقدہ ۵ اگست ۱۹۰۹ء

بحال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا
ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہیں اصلاً
ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا
ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ
ہے اتفاق سے دنیا میں دوستی کا مزا
ہے اتفاق میں پنہان یقین خدا کی رضا
نہ ہوتے اس میں جو موجود و غیبیان صد ہا
نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق کیست

خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہوا
خدا کی نعمتیں بحید ہیں ان میں عمدہ تر
ہے اتفاق پہ ہی کل جہان کا دار و مدار
ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان
ہے اتفاق سے دشمن پہ ہکمو فتح و ظفر
ہے اتفاق پیمبر کی شرع کا فرمان
نہ ہوتا نفع اگر اتفاق میں کوئی
سنو! نماز جماعت یہ اور جج کا سفر

بیان ہو ہم سے کہان اتفاق کی تعریف
یہ انجن ہے ہماری جو خیر خواہ عام
جو خیر خواہ بیان کین قوم کی ادا اس نے
مکان خاص نہ تھا بہر انجن کوئی
مکان لیا گیا ترسیم بھی ہوی عمدہ
وہ کس کا دل جو سرست سے باغ باغ نہیں
جنہوں نے شوق سے چندہ دیا ہے بہر مکان
ہر ایک شخص کا ہے شکر یہ ہمیں لازم
ہمارا دل ہے فقط ایک دلربا ہین بہت
الہی ارض و سما کا قیام ہو جب تک
اور اس چمن میں ہو جب تک یہ حسن و رعنائی
زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جب تک
الہی کیجئے اس انجن پہ لطف و کرم
تمام اس کے اراکین و عہدہ داروں کو
معاونین کے دل میں دے اور بھی توفیق
دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل

سمند خامہ بیان اپنا چل نہیں سکتا
سے اتفاق کی کیا شان اسمن جلوہ فرا
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی برآیا
ہے افتتاح مکان کا یہ پُر طرب جلسہ
زبانہ کس کے نہیں آج مرجبا کی صدا
جنہوں نے کین تپے ترمیم محنتیں کیا کیا
تمام آفرین تحسین کے مستحق ہین سجا
یہ کسکو دیجئے کسکو بھلا نہ دیجئے گا
چمن جہان کا یہ جب تک رہے پھلا پھولا
گلون میں تازگی غنچوں میں بوٹھرمین مزا
نگاہ بان رہے جب تک یہ نرگس شہلا
عروج پر ہو ترقی کی شان صُبح و سہا
ہمیشہ خرم و خرسند رکھہ خدا و ندا
وہ انجن کے رہن دل سے دالہ و شیدا
امام ہر دوسرا و شفیع روز جزا

قلم کو روک لے اے بادشاہ، میچیدان
بنی کے روح مطہر یہ پڑھے صلل علی

یہ منظوم اپیل مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوند پور واقع و انباری کیلئے لکھی گئی

لے بزرگان قوم نیک خصال
بجہ سے واقف نہیں ہے کون یہاں
عرض میری ہے بازبان حال
نام میرا ہے مدرسہ نسوان

انجن ہے جو خیر خواہ عام
ہاں اسی نے کیا بنا مجھ کو
فکر نسوان کی بناہ کی ہے
میری اس کمسنی پہ غور کرو
جلسہ امتحان میں تھے جو شریک
وصف غیروں کے منہ سے ہے خوشتر
ہنیں مجھ کو ہے کبر اور نخوت
فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات
علم و اخلاق سب میں ہو معمور
این مراتب کہ دیدہ جزوی است
اندون تم نے از وفور عطا
چندہ گر ہو قلیل کیا ہے غم
مجھ کو حاصل ہو تم سے نفع کثیر
دیکھو ان اپنا جو میں جدید مکان
کون ہے جز تمہارے میر اکفیل
جیسی اگر کون پہ ہے تمہاری نگاہ
پھینکتے ہو او دہر گل اور ثمر
حق نے تم کو دیا ہے فہم و ذکا

سر پرستی ہے اسکی مجھ پہ مدام
کیسے الطاف سے رکھا مجھ کو
عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے
کامیابی جو کچھ ہوئی دیکھو
ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک
میری تعریف میں کروں کیونکر
مجھ پہ اللہ کی ہے یہ منت
ہوں جو شائستہ سارے مستور است
جہل و ناواقفی ہو کیسے رد دور
کار کلی ہنوز در قدر است
میری تعمیر کا دیا چسندہ
ہے کشادہ تمہارا دست کرم
ہوگی پوری ضرورت تعمیر
اپنی قسمت پہ میں رہوں نازان
پیش کرتا ہوں میں یہ اپنی اپیل
لڑکیوں پر بھی لطف ہو دلخواہ
باغبانوں نظر ہو کچھ تو او ہر
طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہو گئی ختم داستان اپنی

بادشہ رو کے زبان اپنی

یہ نظم مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوئند پور واقع و انباری کیلئے لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپورٹ میں طبع ہوئی

شکر اور صد شکر ہے اے خالق جن کو شہر
 کا نامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا
 انجن یون تو فراموش اپنے کرتی تھی ادا
 جبقدر لڑکوں کی ہے تعلیم کا ہمو خیال
 مرد و عورت گویا دو حصے ہیں ایک انسان کے
 مقصداے خیر خواہی یہ نہیں ہرگز نہیں
 حد میں ہے مگر تعلیم نسوان کے لئے
 خال جو حد سے بڑھا وہ ہو گیا آخر مہ
 آفرین صد آفرین اے مہربان انجن
 اب تمہارا غنچہ مقصد شگفتہ ہو گیا
 این مراتب آنچه دیدی ہست جزوی بگیان
 کیا نہ کچھ پائینگے تم اللہ سے اجر و ثواب
 گو کہ سرمایہ و چندہ کم ہے لیکن ہے امید
 ایکدن اس مدرسہ کی قدر و وقت ہو زیاد
 کس طرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہوں
 یا الہی انجن کے مدرسہ پر روز و شب
 تو اگر چاہے تو ذرہ کو بنا دے آفتاب
 ممبروں کے کام میں اخلاص دے یا رب مدر
 چندہ و سرمایہ کی تائید جن لوگوں نے کی
 دین و دنیا کے مقاصد انکے بر آئین تمام

مدرسہ کے عمر کا ایک سال گزرا خوب تر
 مرجباصد مرجباً تھے ہم اسی کے منتظر
 لیک ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر
 آہ متوجہ نہیں ہم لڑکیوں پر اسقدر
 ہے یہی انصاف و وحشت کی بھی لین ہم خبر
 دیکھیں یک حصہ کو ہم اور چھوڑ دین حصہ و گر
 حد سے سجا و ز اگر ہو جائے بیشک ہے ضرر
 خلق میں کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشہر
 سعی و کوشش نے تمہاری خوب دکھلایا
 اب تمہارے نخل ہمت میں لگا تازہ ثمر
 اے برادر کار کھی ہمت پنہان در قدر
 مدرسہ کے رہتے ہو تائید میں بستہ کمر
 ہو گا دست انجن یک روز پُر از بیم و زور
 ایکدن یہ انجن عالم میں ہوگی نامور
 آیہ لا تقنطوا پڑھتے ہیں جب شام و سحر
 چاہتے تیرا کرم تیری عنایت کی نظر
 تو اگر چاہے تو قطرہ ہو گا دریا بس
 انکی ہمت کو بڑھا دے انکی محنت چیز کر
 دے جزائے نیک انکو اے خدائے بحر و بر
 ہو زیادہ عمر و دولت جاہ و ثروت کرو فر

تاکجا طول سخن اے بادشاہ خستہ جان

نظم اچھی ہے وہی جو ہومفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گونید پور واقع و انبائی منقذہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

| | |
|---|--|
| <p>آج باغ آرزو میں آگئی فصل بہار بلبل دل کے ہیں نغمے آج بحید و شمار آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار واسطے جسکے تھی واہر وقت چشم انتظار سنگ بنیاد آج ہے رکھا گیا با صد وقار شہر کے موجود کیسے عہد گان ہیں نامدار ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی اقتدار باعث برکت ہے ہمکو موجب صدا و فخر خیر خواہی جسکی ہے کاشمش فی نصف النہار انتظامی خوبان جسکی ہیں ہر جا آشکار یا خدا تیرے بھروسے پر ہے سب دار و ملا ہو نظر انکی عنایت کی تو پھر پیڑا ہے پار اس سے بڑ بکرا در کیا دنیا میں ہوگی یادگار چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے نا پائدار اس سفر کے واسطے تو شہ تو کچھ ہو برقرار لڑکیوں کے حالی پر ہو جائیں یوں ہی غمگسار ہمکو دونوں پر تو ج چاہئے لیل و نہار عقل اور انصاف ہیں خواہاں نہ اسکے زینہار عزم و استقبال میں رکھے اسکو و اتم استوار</p> | <p>آج کرتے ہیں ادہم شکر خالق بار بار صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے آج ہر یک کی زبان ہے محو تحسین و دعا جلوہ اس کا آج خالق نے ہمیں دکھلا دیا قصد ہے تعمیر ہواب مدرسہ نسوان کا ہیں فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن ایک سے یک لائق و فائق یہاں موجود ہیں انکے ہاتھوں سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج انجن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے انجن کی کوشش و ہمت کا ہے سارا طفیل کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ سے تخیل مالدار و نکو اپنی دیجے تو فیک مدد خیر جاری جسکو کہتے ہیں وہی یہ کام ہے جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کر لو دوستو کون ہے جو راہی ملک بقا ہو تا نہیں جیسا لڑکوں کی تہیں تسلیم پر ہے اتفاقات مرد و عورت گو یاد و حصے ہیں یک انسان کے ایک حصے پر یوں مال چھوڑ دین حصہ دگر یا اپنی انجن کی دیجے ہمت بڑا</p> |
|---|--|

| | |
|--|---|
| <p>اسکو ہر ایک امر میں کر کا میاب و کامگار کس طرح مایوس ہو یہ انجن امیدوار مدرسہ کی ہیکو دکھلا دے عمارت شاندار انجن ہے بس ہی مطلب کی تجہ سے خوشگوار از برائے مصطفیٰ تو آل و اصحاب کبار</p> | <p>اسکے سب دشواریوں کو کر دے آسان و بخدا آیہ لا تقنطوا آئی ہے جب قرآن میں شادمان ہو دل خنک آنکھیں ہوں یا رب جل جلالہ انجن کا بس یہی مقصد ہے اے رب کریم انجن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر</p> |
| <p>نظم اپنی خستہ کراے بادشاہ خستہ جان کیا عجب گردے اثر تیرے سخن میں کردگار</p> | |
| <p>یہ نظم معطیان چندہ مدرسہ نسوان کے شکریہ میں لکھی گئی جنہوں نے سالانہ جلسہ انجن خیر خواہ عام گونڈ پور واقع</p> | |
| <p>وانباری منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء میں اپنا عطیہ دیا</p> | |
| <p>اب تیری ترقی کا کدھر چہ ہوا سامان تو مثل بیا بان تھا اب بن گیا یکستان تو چوڑا سا چشمہ تھا اب بحر ہے بے پایان کسکو تھی خبر اسکی یوں سب ہیں تے خواہان ناگاہ خدا کا اب تجھ پر یہ ہوا احسان ہم کیا ہیں ہمارا ہے کیا حوصلہ کیا امکان یوں دست کرم سب کا کب ہوتا گہرا نشان حاصل ہوے دونوں ہی مقصود ہیں یکمان چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصدر مان کیا کیا نہ جزا دیگا محشر میں تہین یزدان شاہد باش و جزاک اللہ ہم کیوں نہ کہیں ہر آن تم قوم کے حامی ہو ہے تم یہ وطن نازان</p> | <p>اے واہ تیری قسمت اے مدرسہ نسوان بے جان تھا تو گویا اب جان پڑی تجہ میں تو نہنا سا پودا تھا سرسبز شجر ہے اب معلوم تھا یہ کویں چندہ فزون ہو گا کوشش سے کسی کے یہ مقصد نہیں برآیا سب فضل اسی کا ہے سب کی عنایت ہے دیتا نہ اگر تیری الفت کو اگر دل میں تعمیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی کس نیت خالص سے اور کیسے کھلے دل سے اے قومی جوانمردو! اے قوم کے ہمدردو! اس دینی حمایت پر اس جرأت و ہمت پر تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شہید ہو</p> |

| | |
|---|---|
| مداح تہباری ہے ہر وقت زبان سب کی مسرور موافق ہیں حیران مخالف ہیں | کیا شکر گزاری میں صرف ہیں دل اور جان وہ انکے لئے زیبا یہ ان کے لئے شایان |
|---|---|

کرتا ہے دعا ہر دم یہ پاوشہ عاصی
یارب تجھے دنیا سے لیجائے با ایمان

دیگر

| | |
|---|---|
| کر شکر خدا ہر آن اے مدرسہ نسوان نیر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا تعمیر معطل تھی چند روز سے جو تیری ایک مرد خدا نے اب ذی جود و عطا نے اب یس عبد اللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ منظور کیا بنکر تعمیر کا ذمہ دار شباباش ہے ہمت پر تخمین ہے جراث پر ممنون ہیں ہم اس کے مرہون ہیں ہم اس کے کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پائے ہمدرد ہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا | کیا تجھ پہ ہوا احسان اے مدرسہ نسوان عالم ہو نہ کیوں رختان اے مدرسہ نسوان اب اسکا ہوا سامان اے مدرسہ نسوان مشکل کو کیا آسان اے مدرسہ نسوان کیا عمدہ ہے وہ انسان اے مدرسہ نسوان خالق ہو نہ کیوں شادان اے مدرسہ نسوان نکلا ہے ترا راہان اے مدرسہ نسوان ہم اس کے دعا گو یان اے مدرسہ نسوان خوش ہو گا وہ بے پایان اے مدرسہ نسوان ہے تیرا محب ذیشان اے مدرسہ نسوان |
|---|---|

یہ پاوشہ عاصی رکھتا ہے ولایتیری
ہے دل سے ترا خواہان اے مدرسہ نسوان

یہ نظم مدرسہ مذکور کیلئے لکھی گئی اور جلسہ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء میں ایک لڑکی نے پڑھی

| | |
|---|---|
| ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا دنیا کی خوبیوں کا عقبی کی لذتوں کا | آنکھوں کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا |
|---|---|

| | |
|--|--|
| ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا ہے قابل نظارا یہ مدرسہ ہمارا دیکھو ذرا خدا را یہ مدرسہ ہمارا کرتا ہے یوں اشاریہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا | طلبہ ہیں ہم اسیکے شیدائین ہم اسیکے ست ہے انجن کی شفقت ہے انجن کی تشریف لائے ہیں اب ذیجاہ بیان سب انعام کا یہ جلکس شان سے منعقد ہے جز علم چیز کوئی دنیا میں کب ہے اچھی قائم رہے الہی دائم رہے الہی |
|--|--|

اے بادشاہ کیسی تم نے یہ نظم لکھی

ممنون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا

یہ شنوی ترغیب چندہ منظومان جنگ بلقان کیلئے ۱۹۱۳ء میں لکھی گئی۔

| | |
|--|---|
| جنگ بلقان کا احوال سنو سیکڑوں زخمی و مجروح ہوے جنگ غم سے یہ کلیچہ ہے دو نیم درد کے مارے تڑپتا ہے کوئی بہوک سے کوئی پریشان ہر آن قابل رحم ہے حالت انکی اس گران شئی کے عوض دیجئے مال پھر سلمانی ہماری کیسی کیا ہیں ہم کیا ہے ہمارا ایمان بیوگون کے لئے تم چندہ دو | آج اے قوم کے بہائی بہنو سیکڑوں جام شہادت ہیں پئے سیکڑوں طفل ہوئے آہ یتیم زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی بیکسی پر کوئی اپنے نالان کیا کہیں تم سے مصیبت انکی جان دینی ہے اگر تم کو محال نہ کریں ان سے اگر ہمدردی بہائیوں سے جو رہیں ہم انجان زخمیوں کے لئے تم چندہ دو |
|--|---|

ہے دعا تجھے اے رب عزت

بادشاہ روم کے پائین نصرت

یہ غزل مشاعرہ دانمباری کیلئے لکھی گئی اور رسالہ تعلیم دانمباری میں شائع ہوئی

مصرع طح ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہو مشتاق مرہم کا
تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا
مقابل انکے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زمزم کا
رہے بکتک دلون میں جوش تیرے خیر مقدم کا
چمک اٹھے جو سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا
ہر ایک مومن کا دل منوں ہے سلطان المعظم کا
فقط ہے زور تم کو علم کا دینار و درہم کا
ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

چلے جعفر ہمیشہ یوں ہی اسپر قوم کے غم کا
نہ قائم ہے خوشی کوئی نہ دائم سلسلہ غم کا
نجالت سے گناہوں کے جو کلین چشم سے آنسو
کہ ہر ہے اتفاق قوم تو جلوہ دکھا اپنا
ہے جس جا علم کا چرچا جہالت کب ہے باقی
بنا کر کے مجازی ریلوے ہم پر کیا احسان
چا یا شور اسی بنگا لیو بے وجہ کیوں تم نے
نڈایہ سچ محشر خفنگان قبر پر ہوگی

کر دیکھ فکر عقبی بادشہ غفلت نہیں اچھی

نہیں معلوم دم اس جسم میں جہاں ہے کس دم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طح اُس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

کیا عجب ہے کہ دل بنگ بھی پانی ہو جائے
دونوں عالم میں سعادت کی نشانی ہو جائے
درد اس کا نہ جس دل میں وہ فانی ہو جائے
مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے
قومی الفت کی اگر یوں ہی گرانی ہو جائے
اب غم قوم میں کچھ اشک فانی ہو جائے
غیر کیا دوست بھی خود دشمن جانی ہو جائے

گریبان قوم کی پردہ کہانی ہو جائے
قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے
قوم کی دہن نہ جس سر میں وہ سر ہو پا مال
کھینچوں اسی قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ
ہونگے ہم اور بھی عالم کی بنگا ہوں میں سبک
شاعر و غم میں بتوں کے تو بہت ہی روئے
وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر

| | |
|--|--|
| <p>لیکدلی کیجھتی ہم مین ہو پیدا یا رب عاقلو اطف طے تملو سخن مین میرے طبع مین یوں ہی اگر ذوق سخن ہو باقی</p> | <p>جلد اب جھل تعصب کی روانی ہو جائے غافل و خوب تمہیں یاد دہانی ہو جائے میری پیری پہ فدا عہد جوانی ہو جائے</p> |
| <p>بادشاہ قید ہے زندانِ الم مین لیکن اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے</p> | |
| <p>مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئیں اور سالانہ ترقی تجارت میں شائع ہوئیں</p> | |
| <p>مصرع طرح جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے</p> | |
| <p>مروت ہے نہ ہمدردی نہ آپس مین صفائی ہے اگر اتنا بھی سمجھیں ہر طرح اپنی بہلائی ہے اور علم و ہنر اور مال و زر ہے غیر قوموں مین خلف کہلاتے ہیں لیکن سراسر ناخلف ہم ہیں نہ عزت کی تمنا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا نہیں تعلیم مذہب پھر تباہ کی گنتی مین حمیت قوم کی گر ہے کرین کچھ کر کے دکھلائیں ہمیں دین اور دنیا گو یا دونوں طفل تو ام ہیں ضرر دنیا کا اگر ہو دین کا اس کو ضرر سمجھو مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا کرومت دین کی پروا نہ ہو بدست دنیا مین نہ ہو تا دین تو دنیا نہ باقی خلعت ہستی کرین گردین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس مین</p> | <p>ہماری قوم کی حالت پہ غیر و مکی ہنسائی ہے جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے اور ہر جہل و تعصب تنگدستی ہے گدائی ہے سلف کے کارناموں کی عبث مدحت سرائی ہے ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے بخاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے زبانی یوں تو ہر ایک قوم کا اپنی خدائی ہے غلط ہے گریہ ہم سمجھیں کہ دونوں جلتی ہے جو نفع دین ہے دنیا کی خود ہمیں بہلاتی ہے یہی راہ بنی راہ رضائے کبریائی ہے ضلالت کی یہ پٹی ہموں شیطان پڑائی ہے طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے</p> |
| <p>نیکے بادشاہ تم قوم کے اصلاح کا دعویٰ</p> | |

بُری ہے بات چوڑا منہ یہ کیا جی میں سائی ہے

مصرع طح "ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا"

ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا
قوم کی ہم کو ترقی نے ادھر چوڑ دیا
سنگریز و نکولیا لعل و گہر چوڑ دیا
یا خدا ہم نے ہر یک غیر کا در چوڑ دیا
بہائی کو بہائی پدر کو ہے پسر چوڑ دیا
ہم نے افسوس زبان نے بھی اثر چوڑ دیا
واسطے اسکے دل و جان و جگر چوڑ دیا
دل وہی وعدہ ہے جو فتنہ و شر چوڑ دیا
ابتدا ہم نے لیا پاس خبر چوڑ دیا
سخت خطرہ میں و عجبی کا سفر چوڑ دیا
آگ کو سرد کیا ہم نے شر چوڑ دیا
فائدہ کچھ نہیں گرفن سیر چوڑ دیا

مال و زر چوڑ دیا عز و وقار چوڑ دیا
ہم نے خالق کا او دہر خوف و خطر چوڑ دیا
نیکیاں چوڑ کے ہم ہو گئے پابند گناہ
جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھ بھی
قومی الفت تو کجا خانگی الفت بھی نہیں
راستی گم ہوئی جب اپنی زبان سے اسی قوم
قومی الفت کو جہان چاہے وہاں پینید و
نیک اخلاق ہوں جس میں وہ اعلیٰ انسان
ست دنیا میں رہے حشر سے غافل ہو کر
بتلا راحت دنیا میں ہوا جو انسان
جہل جس دل سے ہے مفسد و تعصب ہے وہاں
لاکھ سیکھ کوئی دنیا کے علوم اور فنون

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن میں مطلق

بادوشہ لطف سخن تم نے مگر چوڑ دیا

مصرع طرح "ہے گہشاو بار کی چاروں طرف چہائی ہوئی"

ہے گہشاو بار کی چاروں طرف چہائی ہوئی
اور ترقی ہے او دہر غیروں میں اترائی ہوئی
ہم تماشائے خلق تماشائی ہوئی
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مر جہائی ہوئی

سہل گسو قوم کی قسمت ہے بل کہائی ہوئی
ہے او دہر قومی تنزیر کا بلا آئی ہوئی
رنگ یوں جہل و تعصب کا ہمارے بڑ گیا
ہے روان یوں باغ عالم میں جہالت کا سموم

ہم میں جب نا اتفاقی ہے جگہ پائی ہوئی
ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گھبرائی ہوئی
بس ہے اتنی بھی اگر ہکوشناسائی ہوئی
خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرائی ہوئی
دل میں جب پیوست یا رب تیری کھٹائی ہوئی
فضل خالق کی اگر کچھ جلوہ آراقتی ہوئی

دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم
اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے
قومیت کہتے ہیں کسکو قوم کا مفہوم کیا
کہتے کہتے ناصحان قوم سارے تہک گئے
ہیچ ہے میری نظر میں ماسوی اللہ کا وجود
کامیابی ہیکو ہر مقصد میں بالکل سہل ہے

قوم مانے یا نہ مانے ہے جزا نذر خدا
بادشاہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوئی

مصرع طرح ”بسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہیں“

ہمیشہ اپنے غالب نفس شیطان ہوتے جاتے ہیں
تسزل میں ادھر غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہیں
ہماری آرزو میں یاس و حرمان ہوتے جاتے ہیں
ادھر مغلوب عاجزا ہلیران ہوتے جاتے ہیں
ہماری ذلت و خواری کے خواہاں ہوتے جاتے ہیں
جو تھے روباہ وہ شیرنیشان ہوتے جاتے ہیں
کٹے سر لاکھ بھی ہم اور رخشان ہوتے جاتے ہیں
ہنرمین فن میں کیتا اہل چا پان ہوتے جاتے ہیں
مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہیں
مثال غنچہ ہم سرور گریبان ہوتے جاتے ہیں

ترے احکام سے یا رب جو انجان ہوتے جاتے ہیں
ترقی سے ادھر انبیا و اشدان ہوتے جاتے ہیں
نظر آتی نہیں ہے قوم کی اصلاح کی امید
فریج والو کا قبضہ ہے ادھر ملک حرا کو پر
خدا حافظ ہے اسلامی ممالک کا کہ سب اعدا
جو شیر نہ تھے ان روزوں وہ گویا بنگے روباہ
عدو کی تیغ ہے گل گیر ہم ہیں شمع کے مانند
ہوا ہے رشک اب یورپ کو بھی انکی ترقی سے
صفائی قوم کے دہیں نہیں جب دیکھتے ہیں ہم
چین میں سر بلندی شاخ گل کی جب نظر آتی

زمانے میں نہیں قدر سخن اے بادشاہ باقی
عہد ہے ہم سخن پر اپنے مازان ہوتے جاتے ہیں

مصرع طرح ”یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے“

| | |
|---|--|
| <p>بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے وہ اور ہیں جو کہتے ہیں ذلت کا وقت ہے سمتی کا وقت ہے نہ کہاالت کا وقت ہے مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہیں جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدانِ مکر کے صد ہائیم و بیوہ ہیں مجروح سیکڑوں امداد غیر قوم سے ہو ہم رہیں خموش ترکی برا دروہ کی نہ تاسید ہو جو آج چندہ جو ایک دینگے تو ستر کا ہے ثواب ترک اپنی جان دیتے ہیں ہم مال بھی نہ دین</p> | <p>یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے ہم تو بھی کہینگے سعادت کا وقت ہے چندہ کرو عطا یہی بہمت کا وقت ہے کیا اس سے بڑھ کے خوبی قیمت کا وقت ہے میں منتظر ہوں آؤ یہ راحت کا وقت ہے ترکوں پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے فردا ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے حنات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے راہِ خدا میں آہ یہ غفلت کا وقت ہے</p> |
|---|--|

مکن نہیں ہے ضبط ہو اظہارِ درد دل
اے بادشاہ جوشِ طبیعت کا وقت ہے

مصرع طرح آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

| | |
|--|--|
| <p>دشمن ہوا لکھ ہی تو اے آسمان ہمارا سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا ہم شرک کے ہیں دشمن توحید پر ہیں قربان ترتپولی فتح گر ہو ایران بھی ہو مسخر مست شراب و حدت کیونکر اب رہیں ہم صحر اکا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا جس خون کو بہا کر ہم سُرخ رو ہوئے تھے</p> | <p>آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا ہے میکدہ ہمارا پیر معان ہمارا ہے ہمزبان ہمارا ہمدستان ہمارا اہلک وہی رگون میں ہے خون روان ہمارا</p> |
|--|--|

ہمت یہ کہہ رہی ہے جرات سنا رہی ہے
تخت شہی پہ جنتک قائم ہے جابجہ خیم
ہم بین نار اسپر وہ بھی خدا ہے ہمیں
اکلا وہ جوش قوی اس کے کہاں ہمارا
نا اتفاقوں سے برباد ہو گئے ہم
کہتے ہیں ہم بہت کچھ کرتے نہیں ہیں کچھ ہی
لے قوم کی ترقی جزئی کر اور کیا ہے
اغراق اور غلو اور جدت نہیں ہے اس میں

لیکر تو دیکھ لو اب تم امتحان ہمارا
آزادی ہے ہماری امن و امان ہمارا
ہندوستان کے ہم بین ہندوستان ہمارا
مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا
خود غرضیوں نے لوٹا ہے کاروان ہمارا
افسوس ہے یہ کیسا خواب گر ان ہمارا
مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا
مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

قومی جو کچھ ہو خدمت اسی بادشہ غنیمت
تہمتا ہے کب سمندر روان ہمارا

مصرع طرح میا رب دل سلم کو وہ زندہ تندا دے

اعجاز مسیحائی ہر رنگ میں دکھلا دے
یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہر گز
سب حرص و ہوا اپنے ہو جائیں فنا جس سے
بازار میں دنیا کے یارب ترا سودا دے
ہر کام میں ہر فن میں ہر بات میں ہر دل میں
حوروں سے نہ کچھ مطلب غلام کی نہ کچھ حاجت
کثرت میں بھی وحدت کا دیکھینگے تماشا ہم
طاقت ہے ادھر ہم سے بخشش ہے او دھر تجھ سے
قومی یہ چین اپنا ہے خشک ہوا جا تا
مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بہلا مانگین

یارب دل سلم کو وہ زندہ تندا دے
یارب دل سلم کو وہ زندہ تندا دے
یارب دل سلم کو وہ زندہ تندا دے
یوسف کی طبیعت دے دل شل زینحادے
تیرا ہی بہر وسدے تیرا ہی سہارا دے
جنت میں بھی بس ہکو تیرا ہی نظارا دے
پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نخلوا دے
کینا ہے جو کچھ لیلے دینا ہے جو دلوا دے
تو ابر کرم یارب اب زور سے پڑا دے
وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے

| | |
|--|---|
| سیری نہ ہو میری شیرب کی زیارت سے پیارا وہ بنی تیر جس خاک پہ سوتا ہے یووانے نہیں ہم جو مجنوں سا بہشک جائیں ہوین اپنا رہے محکم دنیا میں رہیں اچھے مجرم ہیں سراسر ہم بندے ہیں مگر تیرے ہم خوار ہیں کبتک اس غارت منزل میں | یارب تو دوبارہ پھر وہ نعمت عظمیٰ دے مشت تن خاکی یہ اس خاک میں دُعا دے وان بجد کا صحرا تھا یا ان دشت مینہ دے توفیق ہی دے اچھی اخلاص بھی اچھا دے جزیرے کدھر جائیں تو ہی ہمیں تبادا دے اگلا وہ عروج اپنا یارب ہمیں دلو اے |
|--|---|

ای بادشہ عاصی حیرت کا ہے کیا موقع
گر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ نخل مشاعرہ حیدر آباد کن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیض کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تھا اور اخبار نخل کوکن
مدراس ملبوعہ ۲ جولائی ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی تھی

مصرع طرح سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں

| | |
|---|---|
| نہت مہر و محبت گل و ریچان میں نہیں یکدلی کیچتی قوم سلمان میں نہیں جیسی پیچیدگیان قوم کے دلین ہیں نہان باپ کو بیٹے سے اور بہائی کو بہائی سے عناد نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ قدر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر چشمہ علم سے جو سیر ہیں وہ کہتے نہیں کفر جس جا ہے وہاں چہل ہے کیسے مفقود سچ میں کہتا ہوں مرصیان فلاکت کیلئے مجھے معذور رکھیں باغ سخن کے گلچین | سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں قوم کا درو بھی افسوس دل و جان میں نہیں سنبستان میں نہیں گیسو تے جان میں نہیں ہے جو اس دور کی حالت کسی دوران میں نہیں ماہ تابان میں نہیں مہر درخشان میں نہیں مصر میں رتبہ جو یوسف کا تھا کنعان میں نہیں ای خضر اسکا مزار چشمہ حیات میں نہیں اور یہاں علم و ہنر صاحب ایمان میں نہیں جو اشر علم میں ہے وہ کسی دوران میں نہیں پھول گر کذب و غلو کے مرے دامن میں نہیں |
|---|---|

بادشاہ ہے وہی فخر سلاطین و کن
خوبیان کونسی محبوب علی خان میں نہیں

تہنیت و خیر مقدم حکام و ہمدردان ملت و فیاضان قوم

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور نگلدستہ "خوشید مدراس" میں شائع ہوئی

مصرع طرح "حضور خسرو عالی و قاصیر جارج"

چمکنا یوں نہ مہ جون کا مقدر جارج
تمام ہند میں چرچا یہی ہے گھر گھر جارج
نہاں ہے یوں تری الفت دلوں کے اندر جارج
تمام شاہوں سے پڑ بکر ہے تیرا نمبر جارج
نہ کیوں کہیں تجھے ہم غیرت سکندر جارج
ہوئی ہے تجھ سے یہ سبقت نہ ہے دلاور جارج
شکیب و صبر ہو مدراسیو نلو کیونکر جارج
دکھائیگا جو ڈسمبر میں روئے انور جارج

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج
ہوا ہے قیصر ہند و ستان مقرر جارج
مزا تیرے گلوں میں ہے جس طرح نکبت
کرم میں عدل میں دولت میں جاہ و شمت میں
ہر ایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ
نہ آیا ہند میں اب تک کوئی شاہ انگلند
شرف ہو دید کا غیر و نگو ہم رہیں محروم
نہ کیوں ہو رشک ہر ایک ماہ کو ڈسمبر پر

ہے بادشاہ کی دُعائے ابد رہے دلشاد

حضور خسرو عالی و قاصیر جارج

یہ شہنوی جلسہ سالگرہ ہر کسنسی لارڈ ہارڈنگ بہادر و لیسرے ہند کیلئے لکھی گئی جو اردو سوسائٹی کی
طرف سے مطبع مجز و کن مدراس میں منعقد ہوا تھا

اہل جلسہ جمع ہیں کس شوق کس ارمان سے
تم سنو رغبت سے لے میرے عجبان دیوتار
دل میں ہم سب کے بنائی گیا انھوں نے اپنی جائے

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے
جو غرض جلسہ کی ہے کرتا ہوں تم پر آشکار
لارڈ ہارڈنگ ہیں ہمارے ہند کے جو لیسرے

قدر و عزت انکو ہر کیشان و شوکت انکو ہے
اپنی وہ ہر دلعزیزی کا مزا لیتے ہیں خوب
ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز
اس خوشی کے ضمن میں حاصل ہوئی دیگر خوشی
فضل سے اپنے خدانے لے لیا انکو بچا
حفظ وافر پاؤ گے اسے سہین نکتہ دان
یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر
یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن
ہر مخم بول اوٹھے سعدین اکبر ہے یہی
دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دعا
حفظ خالق میں رہیں ہر دم ہمارے و سیرائے
ہم ہیں مدح لارڈ صاحب میں یہاں رطب اللسان

ہر مجبئی جارج پنجم کی نیابت انکو ہے
ذات میں انکی بہر ہے وصف تالیف قلوب
جون کی یہ بیسویں انکی ولادت کا ہے روز
ہم مناتے ہیں اسی کی آج یہ یکسر خوشی
مبب جو پھینکا تھا دہلی میں عدو نے بر ملا
تم سے ان دونوں خوشی کا آج کرتا ہوں بیلا
یہ خوشی مثل صدف ہے وہ خوشی مثل گھسّر
وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن
مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے شتری
اجتماع دونوں خوشی کا خوب دیتا ہے مزا
خوش رہیں خرم رہیں دلم ہمارے و سیرائے
ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی وہاں

نظم اپنی ختم کرو اور کھائی بادشاہ
جان و دل سے دولت برٹش کا ہوں میں خیر خواہ

یہ نظم حضرت مولانا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پہلوانی کے جلسہ وعظ میں انکے خیر مقدم
میں بمقام ٹون ہال مدراس بتاريخ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء پڑھی گئی۔

علامہ دین مشہور دوران تشریف لاتے ہیں شہ سلیمان
کیونکہ نہ ہوں قہمیت نہ مازان تشریف لاتے ہیں سلیمان
کس کا نہیں دل سرور شادان تشریف لاتے ہیں شہ سلیمان
موتے شگفتہ اپنے دل جان تشریف لاتے ہیں شہ سلیمان
بجائے ایسی نعمت کا کفر ان تشریف لاتے ہیں شہ سلیمان

مردہ ہو گیا اے اہل ایمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
ہے وہم مانے ہندوستان میں کیا کچھ اثر ہے انکے بیان میں
مدت ہو گئی تھکری اب رزویہ نکلی ہماری
گل مٹلت کے ہم نے لینے دامن مقصد پناہ بھریکے
آئی ہے گویا رحمت خدا کی نائل ہے ہر نعمت خدا کی

| | |
|--|--|
| ہم خوشہ چین یہ گویا میں نہیں پوانے ہم میں شیخ روٹ گرد و ہن ہم اسکے دواہن گریا میں ہم یہ دعاہن طاہر کریں کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خد راہ خدا کے رہبر ہی ہیں علمائے دین کے افسیر ہی ہیں غافل گرانے رجا نینگے ہم چھپا نینگے ہم چھپا نینگے ہم | تشنہ میں ہم یہ میں آبجیوان تشریف لائے میں شہ سلیمان ہم میں صدف میں میں اربنیا تشریف لائے میں شہ سلیمان تھمتے نہیں میں اب شوق واران تشریف لائے میں شہ سلیمان جاری ہے انکا دریائے فیضان تشریف لائے میں شہ سلیمان قابو نہ ریا کہو میں مسلمان تشریف لائے میں شہ سلیمان |
|--|--|

توصیف کا حق کیونکر ادا ہو ای بادشہ کیا طاقت ہے تجھ کو
لاؤن کہاں سے الفاٹ شایان تشریف لائے میں شہ سلیمان

| | |
|--|--|
| یہ تنوی جلسہ الوداعی جناب سید جمال الدین صاحب افندی کیلئے لکھی گئی جو سجادہ درگاہ نجد کو کے پوتے ہیں اے جمال الدین افندی مرشد والا صفات ماز کرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے آپ مخزن دہر میں فیضان روحانی کے ہو روضہ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین حضرت محبوب بجانوی ولی مختشم انبیاء میں ہیں محترم جبرطرح حنیہ الوری ای جمال الدین افندی مرشد روشن ضمیر ہیں سفیر دولت عثمانیہ جو نامدار آپ ہیں مہمان انکے وہ تہارے میزبان میزبان کو اپنے مہمان پر ہے ہر دم افتخار پوچھنا کیا آپ کے آنے سے جو عزت ملی معتقد لوگوں کی فور پر آپ کے رہتی ہے دہوم حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی | منع برکات ہے کیا آپ کی فرخندہ ذات منکشف اعزاز ہیں سارے جہان پر آپ کے بیگمان اولاد میں محبوب بجانوی کے ہو آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہیں گردنیں کل اولیا کی جس کے تھے زیر قدم اولیاء میں اس طرح ہے مرتبہ محبوب کا آپ کے دام محبت نے کیا ہلکوا سیر نام ہے عبدالعزیز بادشہ عالی وقار کیسے فائق میزبان ہیں کیسے لائق میہان یہاں خود میزبان کے مع خوان ہیں بار بار کیسی عزت گویا ہلکویک بڑی دولت ملی شمع چرطرح رہتا ہے پتنگوں کا ہجوم آپ کے پند و مواعظ سے نہ کچھ سیری ہوئی |
|--|--|

| | |
|--|---|
| <p>کیا گلہ اسکا اگر مقصد نہیں پورا ہوا کون وہ مقصود علی خان ؟ واعظ شیریں بیان ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پراثر ای جمال آدین افندی ای معارف و شگاہ بلدہ مدراس سے ہے کل جو حضرت آپ کی آہ ! کس دن پھر زیارت آپ کی پائینگے ہم آہ ! کیونکر دور ہو گا دل سے یہ درد فراق</p> | <p>ہمکو جو مقصود تھا مقصود علی خان سے ملا آپ کے ہمراہ جو تشریف لائے ہیں یہاں کیا عجب پنہین اگر ہم منزل مقصود پر کیجئے ہم مدراسیوں پر لطف کی اپنی نگاہ آہ ! کیا کیا رنج دیگی ہم کو فرقت آپ کی آہ ! کیونکر اس دل مضطر کو سمجھا سینگے ہم آہ ! کیونکر ضبط ہو گا اپنا جوش اشتیاق</p> |
|--|---|

تاکجا ای بادشاہ خستہ جان طول کلام
 نظم کو تم اپنے پناہ دو لیا س اختتام

یہ نظم جناب مولانا الحاج مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی محفل و عظم مسجد مینان کوچہ آندر سن
 مدراس میں پڑھی گئی

| | |
|--|---|
| <p>ادج پر آئے نہ کیونکر عرو و شان شملوی بڑ گئے اب بڑ گئے ہیں دوستان شملوی آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن و حدیث خوان نعمت کیا نصائح کا چنا ہے بزم میں گوہر مقصود سے بھر لیجئے دامن دل ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حلقہ دیندار آنکھ سے دیکھیں کب ہو کب ملین اسکا بیا بلبلاں ہیں جبرح مفتون گھہائے چین سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول جو خیر دار آیا وہ جاتا نہیں خالی کبھی</p> | <p>جب خدا تے پاک خود ہے مہربان شملوی آج ہے مدراس سارا قدردان شملوی لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی ہم ہیں سارے آج گویا میہان شملوی کیا کشادہ ہے زبان درفشان شملوی ہم کو بتلا دے بہلا کوئی لبسان شملوی واقعی معذوہ ہیں ناد اقفاں شملوی یوں ہیں وعظ شملوی پر نشان شملوی فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی خوب جنس وعظ کی ہے یہ دوکان شملوی</p> |
|--|---|

وصف ہے علامتے دین کا باعث اجر و ثواب
پادشہ دل سے نہ کیوں ہو مدح خوان شملوی

یہ نظم جلسہ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر لکھنؤی جنگ بلقان مدراس کے لئے لکھی گئی
منعقدہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء عیسوی

آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر
فرن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر
تم نے دیکھے ہیں بہت جنگی نظامے ڈاکٹر
جان و دل سے ہم ہیں سب بیٹوں تمہارے ڈاکٹر
جیسے تم بگڑے مریضوں کو سوارے ڈاکٹر
آفرین کرنے لگے ترکوں کے سارے ڈاکٹر
چو طرف انگلی سے کرتے ہیں اشارے ڈاکٹر
قوم ہو گی کس طرح تم سے کنارے ڈاکٹر
قوی عزت کے بنے ہو تم سہارے ڈاکٹر

مرحبا ہیں قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر
کیا درخشان نام نامی ہے محمد و حسین
کیوں نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج
کون ہے وہ خدمت قومی کا جو قائل نہیں
بگڑے کاموں کو تمہارے حق سنو اریگا یقین
تم نے وہ کار نمایاں جنگ بلقان میں کئے
اہل جلسہ یوں تمہاری دید کے مشتاق ہیں
ہیں غریق بحر الفت تم ہمارے قوم کے
کیوں نہ پیش اپنا کروں تحفہ مبارکباد کا

پادشہ کے لب پہ مصرع آ رہا ہے بار بار
آئے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یورپ میں اشاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۴ء

اغیار پر اثر کیا ڈالا سخن ہمارا
سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا
خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چین ہمارا
مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا
وہ کام کر رہے ہیں اب علم و فن ہمارا

یورپ کو جا کے پھنچا قومی مشن ہمارا
سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن
اسلام کیوں نہ لائے ذلیل لارڈ ہڈے
ہڈے پہ منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری
تینوں کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے

| | |
|--|---|
| نا تفاقون نے دولت ہماری کہوئی اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئیں کرتے ہیں جب اشاعت توحید حق کی دائم | نا چاقون نے لوٹا سارا چن ہمارا اعزاز پھر وہی ہو جلوہ فنگن ہمارا ہم پر کم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا |
|--|---|

| | |
|---|--|
| مداح بادشاہ کی کس طرح قوم ہوگی شکوہ میں اس کے واسے ہر دم دہن ہمارا | |
|---|--|

یتیم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈس صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکٹ انجمن خیر خواہان
گویند پور واقع وانبائی کے مکان میں بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۴ء چڑھی گئی

| | |
|--|---|
| آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت قسمت چمک اٹھی اس ناچیز انجمن کی برٹش سے باوفا ہیں جتنے کہ ہیں سلمان انگلنڈ و ترک میں اسے جنگ پولیشکل | سزور جان ہے اپنی دل شادمان ہمارا ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا ثابت قدم و غامین ہے جاودان ہمارا مذہب سے کیا تعلق یہ ہے گمان ہمارا |
|--|---|

| | |
|---|--|
| اب جارج امپریہ یار رہے سلامت اسکا کرم ہمیشہ ہوتا ہمارا | |
|---|--|

اس شہنوی میں جناب بانگی صاحب جو صاحب بہادر چیرمین وانبائی میونسپالٹی کی تہنیت انجمن مذکور
کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۴ء

| | |
|---|--|
| شکر ہے صد شکر اسے پروردگار تو نہ کرتا ہم پہ گرفضل و کرم بانگی صاحب جو ہمارے ہموطن عہدہ یہ سرکار سے انکو ملا تجربہ میں فہم میں کیسا ہیں وہ | تیرے احسانات کا کب ہو شمار کا مرانی کس طرح پاتے تھے ہم ہیں میونسپالٹی کے چیرمین مستحق اس کے تھے وہ بالکل بجا عقل میں دانش میں بے ہمتا ہیں وہ |
|---|--|

منعقد اس واسطے ہم نے کیا
قدریوں کرتے ہیں اپنی قوم کی
گو یا سارے قوم کو ہے افتخار
صحت و آرام سے ہر صبح و شام
جس سے سرکار و رعایا خوش رہیں

آج یہ جلع مبارک باد کا
جان لین تاشہر کے سپیرو صبی
قوم کا ایک فرد جب پاوے وقار
بانگی صاحبزادہ ہین یا رب مدام
حکمت علی بھی وہ ایسی کرین

ختم کر اپنا سخن اے بادشاہ
تو ہے جان انجمن اے بادشاہ

اس نظم میں خان بہادر جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجمن مذکور کے طرف
اد کیا گیا ہے تاریخ ۷ جولائی ۱۹۱۷ء

باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ
اور نکو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ
قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ
اسکے ہی ساز و آواز ہو تم اے حیات بادشاہ
گو ہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ
رحمت کرو گار ہو تم اے حیات بادشاہ
وہ گل نو بہار ہو تم اے حیات بادشاہ
خلق میں نامدار ہو تم اے حیات بادشاہ

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ
نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو
قوم کی خدمتیں ادا تم نے کئے ہیں بحساب
خان بہادری خطاب تم کو ملا بجا ملا
شک نہیں اس میں کچھ ذرا بجر عطا وجود کے
جو دو عطا کو دیکھ کر کہتے ہیں خادمان قوم
رنگ سے بوسے جکے ہے تازہ ہر یک دل و دماغ
صدق سے تنہیت ادا کرتی ہے آج انجمن

وصف ہو کس طرح رستم خاتمہ بادشاہ سے
لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تہنیت تولد فرزند جناب فی امین الدین صاحب بہادر ساکن و انبازئی کیلئے حسب فرمائش
اراکین انجمن خیر خواہ عام گویند پور واقع و انبازئی ۱۳۲۷ھ میں لکھی گئی

۹
باج کلام
نصابین
ج ۴

کیا کریں ہم شکر اے پروردگار
قاضی الحاجات تیرا نام ہے
ہر گل مقصد شگفتہ تجھ سے ہے
کس طرح سرسبز ہو کشت امید
تو ہی دیتا ہے ہر یک دلمین سرور
دل ہمارا تیری قدرت پر فدا
ہر بن ہو ہو اگر شکل زبان
با وجود اسکے ترے الطاف کا
انجن کے ایک محسن ذی کرم
ٹی آئین الدین صاحب جنکا نام
انکے گہرین اندون یک نور عین
لطف حق سے آج برآئی امید
شاد میں حشاش بن بشاش بن
تہنیت خوان ہے کوئی باصدق دل
انجن نے از برائے تہنیت
کیون نہ رسم تہنیت لائین بجا
اس پسر کے عمر اوراق سال میں
دور کہہ اس سے زہر مصطفیٰ
یون ہی کہہ مدوح کو یارب مدام
خوبیان دونوں جہان کی کر عطا
قطعہ تاریخ لکھ کر ذیل میں

ہم بہ بین افضال تیرے بشمار
تجھ سے ہے محروم کب امیدوار
باغ دل کو کی عطا تو نے بہار
گر نہ ہو تیری عنایت آبیار
لطف پر تیرے خوشی کا انحصار
جان ہماری تیری صنعت پر نثار
ہر زبان سے لفظ نکلیں صد ہزار
شکر یک شہ نہ ہو گا زینہار
نیکو والا گہر عالی وقار
جنکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار
ہو گیا پسد بفضل کردگار
آرزو نکلی ہے بعد انتظار
سارے خویش واقربا و دوستدار
کوئی دیتا ہے دُعا بے اختیار
منعقد جلسہ کیا یہ زیب دار
ممبران انجن با صد وقار
دے ترقی یا خدا سیل و نہار
سارے آفات و بلائے روزگار
کامیاب و کامران و کامگار
خدمت قومی بنے اسکا شعار
نظم کو اپنی کرون میں اختصار

گر قبول فتد زبے لطف و کرم

بادوشہ کے ہے زبان پر بار بار

یہ نظم تہنیت کتختہ آئی پشیل احمد حسین صاحب ولد جناب پشیل حاجی عبدالرحمن حنا مرحوم شہنشاہ پلکانہ کیلئے لکھی گئی

خامہ ہے عاجز تو قاصر ہے مقال
ہم ہین فانی ہلکو ہے نقص و زوال
ما وح واجب ہو ممکن کیا مجال
اسکا دعویٰ بھی بشر سے ہے محال
عرش اعظم جس کے تھا زیرِ نعال
و مبدیٰ ہر روز و شب ہر ماہ و سال
پلکانہ میں بصد جاہ و جلال
ابن حاجی عبد الرحمن خوش خصال
خوبیان زندہ ہین انکی بے مثال
ہین پردہ ہین کے وہ نیکو خصال
اور کیا فرط محبت پر ہے دال
اے خوشایام فرحت اشتمال
کس کے دل پر آج ہے رنج و ملال
ہین انخی نوشاہ کے فرخندہ قال
ہین معظم سب ہین وہ بے قیل و قال
عالمان دین مشائخ با کمال
ذکر حق سے جنگی ہے عظمت بحال
واجب التعظیم ہین بے احتمال

ہم سے کیا ہو محمد رب ذوالجلال
قائم و باقی مقدس اسکی ذات
کس طرح حادث سے ہو حمد و تدیم
نعت احمد حمد سے کچھ کم نہیں
رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج میں
کیون نہ بھیجیں اس پر صلوٰۃ و سلام
منعقد کیا آج ہرم عقد ہے
یعنی اب نوشہ ہوا احمد حسین
حاجی صاحب گو نہیں زندہ یہاں
عم نوشہ ہین پشیل عبدالرزاق
کیسی یہ نسبت ہے با ہم خو ہتر
اے زہے روز سعید و وقت نیک
ہر طرف ہے بھرت و فرح و نشاط
نام ہے جن کا محمد اور حسین
اہتمام و انتظام اسکا ہے سب
کیسے کیسے لوگ اس محل میں ہین
ان میں ہے ہر فرد فرد بے نظیر
رونق شرع ہمیں ہین یہی

| | |
|--|--|
| انکی عزت گویا عورت دین کی یا الہی یہ دعا مقبول کر دولہ و ولہن میں دے الفت فزون ریخ سے آزار سے آفات سے تیرے ہی ابرکرم کے فیض سے | انکی صحبت خیر و برکت کا مال عاجز اندہ ہے ہمارا یہ سوال شادمان رکھہ انکو با اولاد و مال تو بچا دے انکو یا رب بال بال ہوں تروتازہ یہ دونوں نو بہال |
|--|--|

بادشاہ ختم کراپنا سخن
خوب لکھی نظم تو نے حسب حال

| | |
|---|--|
| یہ نظم تہنیت کتھڑائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن مینہ پور ضلع جنوبی آرکٹ کیلئے لکھی گئی | |
| <p>بہار گلزار کو مبارک گلون کو ہورنگ و پو مبارک نیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر یک لکی کھل گئی ہے خوشی کی ہے آج دہوم برپا ہر یک لب پر ہے ذکر تیرا مکان کی رفعت ہی خوش ہے فلک کی رفعت سے کام کیا ترے محبت کی می ہو خوش تر بھرا اس دلو کا ساغر خسرین تیرے علام احمد مکرم و محترم محبت بزرگ ناما ہین خوب سیر جنہین محمد تقی ہین کہتے یہ جس صورت جس سیر یہ زیب زینت یہ قدر و عو</p> | <p>علی محمد سعید تجھ کو یہ عقد و لحاظ ہو مبارک زبان پر ہوسن کے ہی ہی ہے حیش ہوا سو مبارک تجہ مبارک ہو گل کا سہرا تجھے یہ ملبوس نو مبارک کہ ہلو کافی تر افاقا ہے ہومہر تابان کو صو مبارک کوئی یہ رند و نسے جا کے کہد تو ہین کو جام و سو مبارک ہے تیری دلجوئی انکو سعید ہوا انکو یہ جستجو مبارک شفیق و ہمدرد ہین وہ سب کہ ہین تو اضع کی تو مبارک ہمیشہ تجھ کو رہے سلامت یہ تجھ کو ہو مومو مبارک</p> |

عروس و نوشہ کو روزا و شب رکھہ اپنے حفظ و امان میں باز
صدایہ آتی ہے بادشاہ اب تہاری یہ آرزو مبارک

معروضات رعایا بہ حکام وقت

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بندہ جتہ اور شیوع پر اٹالی کی گولہ باری کے دفعے کے لئے

برطانیہ کلاں کو ایک عرضداشت کرنے احاطہ مسجد الاجاہی ترکھڑی مدرس میں منعقد ہوا

محبت کے بہت اقسام ہیں اس دہر کے اندر ہے یوں دنیاوی الفت رو برو دینی محبت کے بہم ہیں خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونوں محبت دین کی ایسی ہے جس پر ہم کرین قربان نہ ہو جس شخص کو دین محبت دین کی کچھ بھی زبانی دین کا دعویٰ نہیں ہے قابل وقعت پہ چڑی ہے جنگ ترپولی میں جو ترک اٹالی کی نظام اٹلی والوں کے ہمیشہ یوں تو سنتے تھے ارادہ جدہ ونبوغ پر ہے گو کہ باری کا چٹرائی تیرب و بطحا پہ گویا ہونیوالی ہے اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ ہم اپنے دولت برٹش سے یہ امید رکھتے ہیں رعایا کو ہے اسکی خیر خواہی جس طرح منظور ہمارا دین سچا ہے ہمارا جوش سچا ہے ہم ایسے دین کے پیرو ہیں لیکن تعجب ہے مصیبت پائین خون اپنا بہائیں وہ رہ حق میں خوشی سے شوق سے اے مومنو چندہ عطا کیجئے

مگر دینی محبت سب میں ہے اعلیٰ و افضل تر کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرہ کمتر خذف پارہ بہلا کس طرح ہو گا ہم سرگورہ متاع جان و دل فرزند وزن اور سارا مال زور کبھی اسکو نہیں ہے جامہ انسانیت خوشتر عمل خود کر کے دکھلا دین یہی ہے دین کا جوہر نہیں واقف بہلا وہ کونسا مومن ہے دین پر ہے یک تازہ خبر بشکفت اکنوں این گل دیگر ذلاب ساتوین فیروری کا دیکھتے پیپر رہیں خاموش کیوں ہم سے بہلا یہ ہو سکے کیونکر کریں تا داد خواہی دولت برٹش سے سب ملکر بینگی کیوں نہ ایسے وقت میں وہ حامی ویاور رعایا پر بھی یوں رحم و کرم اسکو ہے لازم تر خدا سچا ہمارا اور سچا اپنا پیغمبر رہیں اخوان ترپولی سے یوں انجان سراسر دریغ ہم کو اوہر تائید مالی سے رہے کیونکر تمہیں مد نظر ہے گرضائے خالق اکبر

دعا ہے بادشاہ کی فتح دے سلطان کو یارب

رہیں پامال و غارت دشمنان دین سراسر

یہ نظم اس جلسہ عام اہل اسلام مدرس میں پڑھی گئی جبکہ بیونس پائی کی طرف سے شہر کے

قبرستانوں کو سدود کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوی منعقد بزم یہ کیا شاندار
کچھ نہیں ذاتی غرض کچھ نہیں شخصی مفاد
شکر ہے تابع ہیں ہم ایسی گورنمنٹ کے
مذہب و ملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ
سارے مذاہب کا حق کی نظر میں ہے ایک
سچ قویہ ہے دہر میں ہم ہیں بڑے خوش نصیب
ایسے نکو ذات کے کیون ہوں ممنون ہم
بہر زمین قبور اور پئے مردگان
اس سے پریشان اب فرقہ اسلام ہے
مذہبی احکام میں اس سے بڑا ہرج ہے
ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو
شفقانی یہی عرض ہماری ہے آج
مالک و حاکم ہیں آپ آپ کے محکوم ہم
لیک گزارش ہے یہ کیسے بھی احکام ہوں
سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کیسے ملا
ظفل پہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون
بیکلی غنچو نکی ہے وجہ و رود صبا
کیجئے سدود اب آپ ان ابواب کو
آپ کے اقبال کا کو نہیں اعتراف
نظم میں کیا کھئے شرح ان ابواب کی

جمع ہیں سب اہل دین صاحب عرو و وقار
مذہبی تائید ہے دین کے ہیں غمگسار
مذہبی آزادیاں جس سے ملین بے شمار
جسکو کسی دین میں دخل نہیں زینہار
عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار
اسن سے آرام سے سب ہیں صغار و کبار
ایسی حکومت پہ ہم کیوں نگرین افتخار
چند قواعد ہوں اندون جو آشکار
طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار
فتوہ علماء کو تم دیکھئے تفصیل وار
ایسے قواعد کو وہ لاتی نہ بروئے کار
خدمت سرکار میں بادب و انکسار
آپ جو چاہیں کریں آپ کو ہے اختیار
صد مہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر دیندار
پائینگے مقصود کیا اگر نہ ہوں ہم خواستگار
روئے نہ جب تک کہ وہ شیر نہ دے زینہار
تڑپے نہ گر غدلیب آئیگی کیونکر بہار
خواہش دل سے یہی ہے یہی مقصود کار
کون نہیں آپ کا دل سے اطاعت شعار
کہہ چکے اصحاب سب ایک سے یک نامدار

مقصد جلسہ حصول کیوں نہ ہو ای بادشاہ
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت پروردگار

کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجواب غزل شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر حاصل حضرت نظام دکن نوشتہ بود

| | |
|---|--|
| <p>جوش موسم گل است زورشاد ماینہا است عطر بنیز شد دماغ دل شدہ است باغ باغ قاتل است بے خطا خنجر است بگینا ہ چون نظر کند ترا خضر ہم و ہر صدا بین بھد عارضہم بازیہائے طفل شک ابر را زگریہ ام تاب ہمسری کجا عرض مدعاے وصل پیش تو کم چسان غیر وصف زلف و خال نیست در دلم خیال مین جذبہ دل است بردرت رسیدہ ام خوگر غم و الم شد چنین طبعیستم</p> | <p>مژدہ بہر بلبلان وقت نعمہ خوانیہا است اسے وہاں یا رمن اینچہ گل فشانیہا است باعث خجالتم حیف سخت جانیہا است مردم نبش تو بہ ز زندگانیہا است پیر از غمت شدم عشق و رجوانیہا است برق را ز آہ من شوق بہخانیہا است بر لبم حجاب را کار پاسبانیہا است اینچہ موش گانیہا است اینچہ نکتہ دانیہا است فرش را گشتہ ام فیض نا تو انتہا است آنجہ می کنیستم عین مہربانیہا است</p> |
|---|--|

دیدنی است بادشاہ آب گوہر سخن

بحر طبع موجزن خامہ در روانیہا است

| | |
|---|---|
| <p>چشم شتاق لقائے دیگر است عشق بازان را قبائے دیگر است درد من وقف دولے دیگر است</p> | <p>در سرم اکنون ہوائے دیگر است پارہ شد گر جامہ ہم چہ باک تو مرا معذور دارے چارہ ساز</p> |
|---|---|

| | |
|---|--|
| <p>آنکھ می جویم ضیائے دیگر است در خیال دلربائے دیگر است آنکھ شیدائے نوئے دیگر است عذیب دل فدائے دیگر است بہر اشعارم عطائے دیگر است</p> | <p>نیت کارے از ضیائے ہر ماہ دلربایان جهان چسبند مطربا اورا چہ ساز و سوز و ساز خوش چسان آید گل و گلشن مرا من نمی خواہم صلہ از خاص و عام</p> |
| <p>دیگر است اے بادشہ رنگ سخن طبع راجوش و لائے دیگر است</p> | |
| <p>این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکبا سیٹھ مدرسی نوشتہ بود</p> | |
| <p>مصرع طرح بقامت خون عالم سختی پوشیدہ پوشیدہ</p> | |
| <p>ستاید ہر دمان زخم من خندیدہ خندیدہ ز حسرت چشم عشاق است خون باریدہ باریدہ ز ہے انصاف او دلشاد من رنجیدہ رنجیدہ چہ کیتا مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ بوصف زلف بہر مضمون شدہ پچیدہ پچیدہ صبا ہم می رود در گلشت ترسیدہ ترسیدہ دل نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ</p> | <p>تم از تیغ جانان گر چہ شد غلطیدہ غلطیدہ بیائی تو بدست و پا خا مالیدہ مالیدہ نوازش بر رقیبم می کنی طلبیدہ طلبیدہ ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اند اکنون خمیدہ سوئے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو بذکر رخ دم تحریر رنگین گشت قرطاسم ہوئے دید می دارم رسانی از کجا یا بم طفیل تست ای عشق ستم کیش و جفا پیشہ</p> |
| <p>ندیدم بادشہ نظارۃ صبح وصالش را چہ دامن بخت من تلکے بود خوابیدہ خوابیدہ</p> | |
| <p>آہو ان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند بخت و آرام غمت را غمگسارم کردہ اند</p> | <p>زلفہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند مونس و یاور کسے را گر نمی دارم چہ غم</p> |

| | |
|---|---|
| <p>ہر مژہ گوید رگ ابر بہارم کردہ اند اہل معنی گو بہر تحسین شمارم کردہ اند یاس راجوش الم امید وارم کردہ اند</p> | <p>نازہ و ترچون نہ گردوشن دغ جگر خوطہ زن دیدن چون در وصف آن دریائے عالم ناکامیم راحیف دیدم کامیاب</p> |
| <p>کشتہ عشق تو ہستم این گل دیگر شکفت گلکشانیہا خلالتی بر مزارم کردہ اند</p> | |
| <p>تضمین سعدی شیرازی</p> | |
| <p>کشور خویش مستقر گیرید نزد خود بے بہا گھر گیرید حتی الامکان از وحذر گیرید اندکے اندکے ظفر گیرید پند سعدی بگوش در گیرید</p> | <p>این چہ خطای عا کر جرمن چون صدف سیرت قناعت را کبر و نخوت زوال می خور ہر کہ کشور چپان شود مفتوح تا بہ کئے قصد مردم آزاری</p> |
| <p>کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہر چہ گیرید مختصر گیرید</p> | |
| <p>قطعہ تہنیت و خیر مقدم علی بناب سیاد تلو جعفر بے افندی سرکش کانسل جنرل مقیم بمبئی بمکان آرنیل خان بہادر محمد عبدالقدوس بادشاہ نظام الدین محلہ فیض آباد</p> | |
| <p>اے معزز نائب سلطان مانوش آمدی مرجا خوش آمدی صدمر جا خوش آمدی بارک اللہ تو بوقت خوش نما خوش آمدی ای بہار گلشن اسلامیہ خوش آمدی ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی ہر دہن در وصف تو گردید و خوش آمدی</p> | <p>ای سفیر دولت عثمانیہ خوش آمدی ای سیاد تلو افندی نام جعفر بے خوش است بلدہ مدراس می نازد بہ خوش بختی خویش محل ہر یک خندان و ہر غنچہ تبسم ریز شد منتظر بودند چون نرگس ہمہ مدراسیان نیست خالی پہنچ دل از جوش خیر مقدمت</p> |

| | |
|---|---|
| <p>گویا آماز برائے تشنگان آبجیات منتشر اجزائے الفت بود و دروہائے ما اللہ اللہ این چه اوصاف ہست از دانت عیان آن تعلقہا کہ داریم از خلافت بارگاہ</p> | <p>بہر گمراہان چو خضر ہنما خوش آمدی جمیعت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی خوش مزاج و خوش ادا و خوش بقا خوش آمدی کردی مستحکم بعدشان علا خوش آمدی</p> |
| <p>جسم و جان می بالدا ز فرط سرت بادشاہ می زند بے ساختہ ہر سو صد اخوش آمدی</p> | |
| <p>نظم برائے سالانہ جلسہ مدرسہ عثمانیہ واقع تر ملکہری مدراس منعقدہ ۱۳ جون ۱۹۱۵ء روز یکشنبہ</p> | |
| <p>مدرسہ واہ واہ نیک ترست جمع ہستند جسد خوبیہا میر عثمان علی نظام و کن کیست از بذل وجود او محروم لیک از بہر التفات او مدرسہ شد بنام او ایجاب دولتش باد قایم و دامنم جلسہ مدرسہ کنون دیدیم بنگرے بادشاہ مقصودم</p> | <p>طرز تعلیم خوب با اثر است تج و زشتی مگر از بدر است آنکہ چون آفتاب شہر است از فیوضش کدام بے خبر است مدرسہ صبح و شام منتظر است بلکہ ناش ہمیشہ تاج سر است تازمین فرش و آسمان چتر است بدل ما سرور لا حصر است ہم برین شعر عمدہ منحصر است</p> |
| <p>ان مراتب کہ دیدہ جزو لیست کار کلی ہنوز در قدر است</p> | |
| <p>تاریخات مساجد</p> | |
| <p>بخبر برائے مسجدی پڑھ مخدہ گویند پور واقع والنبازی حسب فرمائش جناب مدیکار محمد عزت صاحب نوشتہ بود نہ خوشنام گشت تعمیر مسجد</p> | <p>بگوید ہر اہل نظر اللہ اللہ</p> |

| | |
|---|---------------------------------------|
| چنین گفت تاریخ تمام ماتف | عبادت گہ نیک تر اللہ اللہ |
| قطعہ تاریخ برائے مسجد پکنڈہ واقع ضلع اننت پور حسب فرمائش اہل پکنڈہ نوشتہ بود | ۱۳ |
| گشتہ عبادت خانہ تعمیر عیسوی مومنان | ۱۳ |
| چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود | دل گفت از روئے اوب - این مسجد کو درست |
| قطعہ تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع و انباری حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود | ۱۳ |
| خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد | بفضل حق گرفتہ حسن اتمام |
| سن از روئے ادب ماتف بگفتا | معظم مسجد گاہ اہل اسلام |
| قطعہ تاریخ برائے مسجد تعمیر کردہ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشایخ صاحب ساکن حیدرآباد و دکن نوشتہ بود | ۱۳ |
| گرامی قدر ذی بہت وزیر فوج آصفجاہ | بعد اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو |
| نمودم فکر از ماتف ندا ای بادشہ آمد | عبادت گاہ معبود حقیقی ہست سال او |
| وزیر فوج سرکار ہست بانی | چہ خوش اسلوب مرغوب ہست مسجد |
| بگو ای بادشہ تاریخ اتمام | بجہ اللہ زہے خوب است مسجد |
| قطعہ تاریخ برائے مسجد رانی درگ واقع ضلع بہاری حسب فرمائش جناب ایتکدے چند امیاء صاحب ساکن و انباری نوشتہ بود | ۱۳ |
| از بہر مومنین بہ افضال کردگار | تعمیر گشت مسجد فرخندہ با صفا |
| چون خواستم ز طبع سن اختتام او | آمدند از غیب کہ - این خانہ خدا |
| قطعہ تاریخ برائے مسجد پکنڈہ واقع ضلع چور حسب فرمائش اہل پکنڈہ نوشتہ بود | ۱۳ |
| بہ پکنڈہ تعمیر مسجد شدہ | بفضل خدائے جہان آفرین |
| بہر سہ کسے گزر سال بنا | بگو - خوشنما مسجد المومنین |

تاریخات متفرق تعمیرات

| | |
|--|--|
| قطعہ تاریخ خریدی مکان انجنیئر خواہ عام گوسند پور واقع و امنبازی | |
| ہست بجال ماعیان فضل خدائے انس جان گشت چہ قلب مومنان خرم و شاد بکیران حق بدہد بہ ہر زمان صحت و راحت و امان | ای زہے نیک ساعتی ای زہے جوش جوش انجنیئر از برائے خویش کرد خرید خانہ می کند انجنیئر و عاہر معا وین مدام |
| بود بفکر سال چون طبع رسائے بادشاہ ہاتف غیب ناگہان گفت - چہ خوبتر مکان | |
| قطعہ تاریخ تعمیر مکان جناب سید تراجسین صاحب کنڑ اکثر ساکن ارکوم ضلع شمالی آرکاٹ | |
| ہست نمایان از حسن و لطافت چہ خوب پیر فلک ناگہان گفت - عمارت چہ خوب | ساخت کنون خانہ خویش تراجسین بود بفکر کش طبع من ای بادشاہ |
| قطعہ تاریخ انصرام تعمیر بڈال دین منزل عمارت مدرسہ اسلامیہ واقع و امنبازی | |
| ہزاران شکر رب ذوالجلال است زہے چشمہ علم و کمال است | چہ زیبا مدرسہ تعمیر گشتہ بگو اسے بادشاہ تاریخ اتمام |
| ایضا | |
| بصدر رفت چہ خوش اسلوب تعمیر ندا آمد ز ہاتف - خوب تعمیر | ز بہر مدرسہ اسلامیہ شد تلاش سال او چون بادشاہ کرد |
| قلعہ تاریخ چاہ باغ اکبری واقع بگین پل تعمیر کردہ جناب خان بہادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہاول دیوان ریاست بگین پل | |
| خوشنما چاہے کنون دیدم بہ باغ اکبری کرد کار شیر مادر بہراطفال شجر چون نیابد نوع انسان فیض از وئے بالذہوم | آفرین براہتمام تست ای محبوب علی باعث سرسبزی باغ است ہر شام و سحر تر زبان و در وصف او ہستند جملہ خاص علوم |

| | |
|--|--|
| ہست این چشمہ پئے دیوان صاحب نامدار | یادگار عمدہ تر تا حشر باشد پا تدار |
| از فلک چون باد شتہ پرسید نیکو فال چاہ باغ اکبری کیندید - گفتہ سال او | |
| تاریخات شادی | |
| قطعہ تاریخ کتخانی مہیدار عبدالقادر صاحب متوطن ترپا تورا با دختر ساہوکار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم | |
| شد نکاح مشفق بادخت حاجی بادشاہ چون نباشد از پاس و شکر ہر کس تر زبان شاد و خندان ہر کسے مثل گل گلزار بہست ہر در و دیوار از جوش مسرت و مبدم اے خوشا محفل ہمہ اہل کمالات اند جمع اے زبے بزمیکہ در ہر زب و زینت کرو فر | ہست مثل مہر روشن نام آن صاحب نوال موج زن دیدم کنون دریا کے فضل و الجلال ہر کسے مدحت سر او چون عنذلیب خوش مقال باز بان حال می گوید منم فرخندہ حال با کمال فخر اینجا خود ہی ناز و کمال ہم نمی دارد نظیرے ہم نمی دارد مثال |
| ہاتف غیبی ز روئے انبساط ای بادشاہ نیک تر عقد نکاح عبدالقادر - گفت سال | |
| قطعہ تاریخ کتخانی حاجی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر علی الدین صاحب متوطن درپا | |
| بہار شادی فرزند قادر علی دین صاحب ز وصفش خامہ شاخ گل شدہ قرطاس برگ گل بدار و طبع رنگین مثل بلبل ہر گل رعنا شدہ محو تا شا چشم نر گس غنچہ مقبسم نہ چون آید نظر سر و سہی ستانہ ستانہ فلک از دیدہ انجم بذوق و شوق می نگرد کہے لفظ مبارک باد گاہے آفرین تحسین | بہالم جلوہ گرا از فضل خلاق جز و کل شد صریر خامہ ہم رنگ نوا سنجی بلبل شد دل بلبل شگفتہ تر بگلشن صورت گل شد چو زلف گلر خان آراستہ ہر بار سنبل شد طرب شد صورت مل لالہ مثل ساغر مل شد چہ زیبا تر و اینجا مجمع اہل فضل شد ہر یکدم از زبان خلق جاری بے تامل شد |

| | |
|--|---|
| نشاط و بخت و شاد و مانیہا چو خواہی پاوشتم تاریخ این جشن طرب افزا | بلطف حق تعالی جمع اینجا بالتسل شد بگو حاجی عبید اللہ نوشتہ با تجمل شد |
| ایضاً | |
| سعادتمند خلف الصدق ساہوکار من امروز ز طبع پاوشتم این مصرع تاریخ برآمد قطعه تاریخ کتختانی حکیم محمد عبدالباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس | بصد شوکت بصد حشمت بفضل حق شدہ نوشا بجہ اللہ مبارک ہست شادی عبید اللہ |
| اے زہے آوان فرحت ہم خوشا جشن طرب در تلاش سال بودم ناگہان پیر فلک | آید آواز مبارکباد از صد ما قلوب نہ دندار عقد نکاح عبد باسط شد چہ خوب |
| صد شکر بیزدان زین جشن عقد نیکو اے پاوشتم ز طبعم سالش چنین برآمد قطعه تاریخ کتختانی سید عبدالعزیز صاحب با دختر جناب ساہوکار عبدالرزاق میاں صاحب ساکن کڑپہ | جوش طرب پدیدست پیش نگاہ امروز نوشہ شدہ عبید رحیم واہ امروز |
| صد شکر عقد سید عبدالعزیز نامی سرور و شاد دہا محمد دعا ز بانہا ز گیتی نشاط این بزم چون نوشتم نوشاہ در ہجوم مردم چنان نشہ است ہستند عروس و نوشہ چون مشتری وز ہرہ آن کیت خسر نوشہ ذی عز و جاہ تا جہر او نیست گرچہ زندہ اما بے نیک اوصاف الحال جانشینش قادر حق دین است سادہ و بے تکلف ہر چند ہست نظم | امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق پر نور زین نظارہ ہم دید ہائے مشتاق کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق جلوہ فرا نگارے گویا میان عشاق ساعت بہین قرآن السعدین راست مصدق کردیک جہان مسخر از بذل وجود و اخلاق زندہ ہست نام نیکو صبح و سادہ آفاق ذی فہم ذی فرہست یکتا بلطف و شفاق نازم کہ نیت در حق عیب غلو و اغراق |

| | |
|---|---|
| دائم عروس و نوشہ باشد شاد و آباد | محفوظ از حوادث دار و خدا در آفاق |
| تفتیش سال شادی ای بادشہ چو کردم گفتادم - چہ فرخ دایم عبد رزاق | |
| قطعہ تاریخ نکاح جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ستون مدراس بادختر آکٹ شمس لدین صاحب ساکن ویلور | |
| نشاط این جشن بارک اللہ زبوائے گلہائے فرح و بہجت خوشا جلو سے زہے بہارے بعلم و فہم است نیک نوشہ | بہر دے جلوہ ریز خوب است مشام ماعطر بینر خوب است بہین کہ نظارہ خیز خوب است کمال اخلاق نیز خوب است |
| ز روئے ہائے سنش برآمد نکاح عید عزیز خوب است | |
| قطعہ تاریخ تہنیت کتھانی ولیچھدکن عالیجناب میر عثمان علی خان بہادر فرزند حضور نظام دکن خدا اللہ ملکہ مطبوعہ اخبار مجھ دکن مدراس ۵ مارچ ۱۸۹۷ء | |
| بجھ اللہ فرزند شاہ دکن دل عالے گشت خرسند و شاد گہے بر دل ما طرب شد نشان نجل از دل چشم مایان کنون چون این عقد را بے تکلف بدید خوشا اتباع رسول کریم نہ پسرے چنین دید چشم فلک پدر گوئے عظمت بہ شایان ربود پدر آفتاب سپھر کرم | چو نو شاہ باشوکت و شان شدہ خلافت برین مرثوہ نازان شدہ خدا تے طرب گہ دل و جان شدہ گلستان شدہ رگستان شدہ تکلف ازین جشن حیران شدہ زہے شان سنت نمایان شدہ نہ پدرے بگیتی بنیان شدہ پسر خزانہ امثال و اقران شدہ پسر ہم مد اوج احسان شدہ |

| | | | | |
|--|---|--|---------------------------------------|--|
| | چونامت به تاریخ گویان شده | | سکوت توای بادشاه خوب نیست | |
| | سن عیسوی از لب ابتهجاج بگو - عقد عثمان علی خان شده | | | |
| | قطعه تاریخ کتخانی صبییه برادر مولوی احمدین صاحب یم بی بی یل معتدیشی حضور نظام دکن | | | |
| | خداوند ملکه در مکان برادر موصوف رو برو حضور نظام دکن خوانده بود | | | |
| | با هزاران کرد و فر با جاه با صد زیب و زین | | چون بعالم جلوه آرا گشت این فرخنده عقد | |
| | واه شد شادی دخت مولوی احمد حسین | | مصرع سال سیحی گفت طبع بادشاه | |
| | قطعه تاریخ کتخانی صبییه جناب محمد اسحاق سیئه برادر جناب محمد اسماعیل سیئه مغوم متوطن مدراس | | | |
| | چون موسم گل به باغ آفاق آمد ببل همه تن نظیر عشاق آمد ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد معجور ز غمخواری و اشفاق آمد طبعش بسخی عجیب مشاق آمد امروز بفضل لطف خلاق آمد خوب آمد و خوش آمد و هم طاق آمد پر نور هر یک دیده شتاق آمد هر بار بهین صد از آفاق آمد | | | هنگام نشاط و شادمانی اکنون رنگ گل تر رنگ رخ خوبان است ذی علم و هنر محب من اسماعیل مغوم تخلصش چه زبید که دلش فکرش غامض و هست او عالی عقد بنت برادرش جلوه کنان این جشن بهر تکلف و آرایش شادان همه دلهام و زبانه تاح این عقد و این طرب مبارک باشد |
| | ای خامه بادشاه سالش نویس زیبا چه نکاح دخت اسحاق آمد | | | |
| | قطعه تاریخ کتخانی خیر الدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم حسین محی الدین صاحب کن پیام پیغمبر صلح شمالی آرکات | | | |
| | ای محب من حسین محی دین | | کرده اکنون نکاح نور عین | |

| | |
|--|---|
| شد بپا جوش سرت سو بسو شادمان باشند نو شاه و عروس | مخفیہ دیدم چه با صد زیب وزین دائما از فضل رب المشرقی |
| از پی تاریخ طبع بادشاہ گفت - احسن عقد خیر الدین حسین | |
| قطعه تاریخ کتخانی جناب یونس سیٹھ فرزند جناب حاجی اسماعیل سیٹھ مالک انگلش ویرہوڑ ستون بنگلہ ورتاش جناب لینا عبد الجان صاحبہ در نوشتہ شد | |
| منسلک چون بسک عقد شدی ہست معمور از نشاط و شور جن عقد تومی و ہد اکنون ہمخان است شاد مانیہا والدست سیٹھ اسماعیل عمر و اقبال و جاہ افزون باد | ای مردت آب یونس سیٹھ دل ہر شخ و شاب یونس سیٹھ چه خوشا آب و تاب یونس سیٹھ فضل حق ہر کاب یونس سیٹھ تاجر لا جواب یونس سیٹھ تا بہ یوم الحساب یونس سیٹھ |
| مصرع سال بادشاہ بگفت شد یہ نوشتہ جناب یونس سیٹھ | |
| قطعه تاریخ کتخانی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب ستون و یلو ر | |
| زہے امروز ابن کرم گترم بہر تاریخ اکنون دل بادشاہ | رونق افروز برسد نوشہی ست گفت شادی و بلند عارف علی ست |
| قطعه تاریخ کتخانی حبیبہ جناب عبد العزیز احمد صاحب اپانگری ستون مدراس | |
| بارک شد منعقد کردی نہ بزم نکاح مصدر اخلاق ہستی مظهر اوصاف نیک زین طربہائے فراوان زین نشاط بیکران | ای برادر ڈاکٹر نیکو شیم عبد العزیز ہست ذات تو بعالم مفتحم عبد العزیز یافت ہر حصہ بے بیش و کم عبد العزیز |

مصرعہ سال سیجی گفت طبع بادشاہ
شد کجای دختر والا ہم عبد العزیز

قطعہ تاریخ کتخانی عبید اللہ صاحب فرزند جناب بی بی عبدالرحمن صاحب شاد و متوطن و انبائی

| | |
|---|---|
| عبدالرحمن شاد مشفق من کرد چون عقد نور چشم خود ہر کسے محو شہرت و فرحت در بہان نام او عبید اللہ بہر زوجین حق بیفزاید بادشاہ حق الفت بہت ہمین | نوی کمال و خلیق خوش منوال شادمان گشت و خوب مال مال می کند شکر ایزد متعال نوجوان نیک طبع نیک خصال مایہ عمر و دولت و اقبال قطعہ سال تا کنم ارسال |
|---|---|

از لب انبساط با قف غیب
شادی خلف شاد - گفتا سال

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی - محمد ابراہیم صاحب ساکن و انبائی موسوم بہ محمد اسمعیل مد عمرہ

| | |
|---|---|
| حبذا در چمن نسیم بہار شاہ گل بجنس و زیبائی ای زہے چشم ز گس شہلا نغمہ عنذ لب در ہر سو مشفق من جناب ابراہیم شد تولد کنون بخانہ او ہر کسے از اقارب و احباب ہر کسے می دہد مبارکباد | آمد از فضل لطف رب جلیل بر سر شاخ ہست چون کلیل لطف نظارہ می کند تحصیل ہست بر جوش انبساط دلیل نیک دل نیک خوہیم و حقیل پسر مہ لقاسین و جمیل گشت خرسند و شادمان بے قیل بہزاران طرب بصد تجلیل |
|---|---|

| | | |
|---|--------------------------------|--|
| زدرقم کلک بادشہ سانش طفل فرخنده آ مد اسامیل | | |
| قطعه تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب میر مدرس مدرسہ جامع العلوم و انبیا | | |
| جناب مولوی سید زمان شاہ | کہ در علمائے دین فرد و حید ہست | |
| عطا فرمودی اور انیک پسے | ہزاران شکرے رب مجید ہست | |
| وزد ہر دم نسیم شادمانی | زہے بٹ گفٹہ گلزار اسید ہست | |
| ز روئے آرزو سال ولادت بگوائے بادشہ خلف سید ہست | | |
| قطعه تاریخ تولد فرزند جناب مولانا عبد سبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صفا سیفر و متوطن مدرس | | |
| عبد سبحان خوشامحب من | ذی کرم ذی وقار و ذی شانت | |
| محل رعنا بگلشن اخلاق | دُرِ یکتا بہ بحر احسانت | |
| شد تولد بجانہ اش پسے | یک جہان زین نوید شادانت | |
| لمحہ ہائے سعادت و اقبال | مثل مہ از رخس و رخ شانت | |
| از پئے طول عمر و صحت او | ہر کسے یارب از تو خواہانت | |
| بگوائے بادشاہ مصرع سال رحبت جان عبد سبحانست | | |
| قطعه تاریخ تولد دختر جناب مولانا عبد سبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صفا سیفر و متوطن مدرس | | |
| زہے ساعت خجہ آ و ان فرحت | خوشا افضال و لطف رب یزدان | |
| نسیم خرمی ہر سوز و ان است | بگلزار دل احباب ہر آن | |
| نجنس کامیا بیہا بنا زند | تمنا آرزو مقصود ارمان | |
| سرت ہم ببالد از مسرت | طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان | |

| | |
|--|--|
| جناب عبدالسبحان ذی لیاقت یگانہ ساخت خالق ذات اورا شدہ درخانہ اش خستہ تولد جبین اوز انوار سعادت اکہی عمر و اقبالش فزون کن بر ریائے سخن غواص فکرم | کہ لقبش بہت مولانا نمایان بہ علم و حلم و اخلاق فراوان چہ دختر و دختر فرخندہ عنوان درخشان صورت ماہ درخشان طفیل مصطفی سالار اکوان بر آوردہ در تاریخ زنیان |
| ہکوی بادشہ از روئے اخلاص ہمایون باددخت عبدالسبحان | |
| قطعہ تاریخ تولد بر خوردار محمد عبدالوحید مدعرہ نور شیم بر خوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب المہاشد الواہب | |
| شد چہ تولد عبد وحید سال ولادت ہاتف غیب | نیکو طالع نیک آثار گفت - ہمایون بر خوردار ۱۳۵۰ھ |
| قطعہ تاریخ تولد بر خوردار قاسم حسین مدعرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - بی - یل - معتد ششی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ | |
| نازم بفضل لطف خلاق ہر دو عالم این مرثدہ طرب چون باد صباروان عمرت دراز بادای فرزند نیک طالع | درخانہ برادر فرزند گشت پیدا ہا فرط شادمانی بشگفت باغ دلہا ہننام جدا مجد داری چہ نام زیبا |
| از بہر سال ہجری ای بادشاہ جہم امروز شد تولد قاسم حسین - گفتا | |
| قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب فی امین الدین صاحب ساکن و انبٹاری | |
| جانشین مخلصم شکر خدا پیدا شدہ ہاتقم ای بادشہ سالش نہوئے ابٹا | مجلس این تہنیت ہم خانہ اش با گفتا قرۃ العین امین الدین سیار کباد گفت |

قطعہ تاریخ تولد برخوردار عثمان حسین مد عمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - بنی - یل -
سی لیس - سی محمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

| | |
|------------------------------|-----------------------------------|
| فرزند شد تولد کنون بساعت نیک | لاریب ای برادرین نوعین نیک است |
| چون جستجو نمودم بہر سن ولادت | انگاہ گفت ہاتھ عثمان حسین نیک است |

قطعہ تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبدالوحید مد عمرہ نوچشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| خوشا ساعت لب عبدالوحیدم | زبسم اللہ کردہ درفشانی |
| نش از روئے بسم اللہ برآمد | چہ زیبا بہت بسم اللہ خوانی |

تاریخات وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبدالقادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

| | |
|---|---|
| خلاف مولوی عبدالحمید صوفی و عارف عالم دین | راہنمائے راہ ہدی حامی شرع مصطفوی |
| بود چو ذائقہ شش مستثنی در بہ اہل علم و کمال | ہست کد این شہر دران نیست فیض و جہاں |
| حیف شدہ چون واصل حق شوقیامت شد بر پا | مضطرب و نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیر و صبی |

| | |
|--|--|
| پاسے دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او | |
| راہی عقبی شد ہے ہے مولوی عبدالقادر علی | |

ایضا

| | |
|------------------------------------|------------------------------------|
| ازین زمانہ جو آن فاضل زمانہ بر رفت | شدند پیر و جوان مضطرب بہ رنج و طال |
| ای بادشاہ چو بودہ تخلصش صوفی | وفات صوفی و الا تبار - گفتم سال |

قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد عبدالرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب ساکن مدینہ

| | |
|--------------------------|------------------------------|
| از غم فرزند ساہوکار من | زار و مضطرب شد دل پیر و جوان |
| از تب افسوس ہاتھ سال گفت | گرد و چلت عبدالرزاق از جہان |

قطعہ تاریخ وفات جناب سید شاہ حسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہ پیر و مرشد جناب ابو العرفان

| | | |
|--|---|---|
| | شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی متخلص بہ قدیم خب فائش صاحب موصوف نوشتہ شد | |
| | خلق را مبتلائے حسرت کرد شاہ یسین با بے رحلت کرد | فوت آن حق شناس پیر ہوا سال تاریخ بادشاہ گفتا |
| | ایضاً | |
| | | در دیدہ عالم است عالم تاریک تاریخ بہین گفت فلک از دل سن |
| | | پنهان چو شد آن ہر سماء عرفان ہے شدہ انتقال یسین پیران |
| | | قطعہ تاریخ وفات حضرت مولانا مولوی محی الدین صاحب فقیہ و یلوری نور اللہ مرقدہ راہی ملک بقا شد چون محی الدین فقیہ کن تامل اندرین مصرع بین سال وفات |
| | | ہر دل مومن شدہ در حسرت و غم مبتلا بے سرو پا گشتہ اند زندہ و ریاضت ارتقا |
| | | قطعہ تاریخ وفات جناب ساہوکار حاجی قادری الدین صاحب غفر اللہ لہ متوطن مدراس |
| | از ستمہائے تو این دور زمان سوئے عقبی رفت زین دار فنا از ہجوم درد و غم در ہر دے بود یک عالم ز فیض بہرہ مند چون نہ گویم قوم مارا بخصیب بادشاہ صد آرزویت خاک شد | ساعتے ای چرخ دون خالی نماند حیف قادری دین نامی نماند مایہ صبر و سکون باقی نماند وہی ہم فیاض لائمانی نماند واورینا اینچنین حامی نماند آپچہ در عالم تو میخوایی نماند |
| | دور کن پائے طرب بشنوشش آن قدح بشکست و آن ساقی نماند | |
| | قطعہ تاریخ وفات حضرت داؤد علی شاہ قدس سرہ حب فرمائش یکے از شاہین ساکن حیدرآباد دکن | |
| | اہل صوفی مجذوب حقائق آگاہ گم شد از قلمز ہستی در بے مثل عدیل | جانب ملک بقا حیف از نیجا رفتہ بے بہا لعل ازین معدن دنیا رفتہ |

| | | | | |
|--|---|---|--|--|
| | صورت بخت گل صبر زو لها رفته | | شد چنان معتقدان را خلش خوارالم | |
| | | بادشاه گفت بهین مصرع تاریخ وفات هائے داود علی شاه بعقبی رفته | | |
| | | ایضا | | |
| | شد بجناب حق وصل رفت ولی پروشن دل | | عارف حق داود علی هاتف گفتا تاریخش | |
| قطعه تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپه لارافواج سلطان روم مطبوعه اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون سنہ ۹۰۰ | | | | |
| | غازی والاحشم عالی گھر درنیتان شجاعت شیرنر مستغل درطاعت رب بیشتر دوست درغموارلش سینہ سپر کرد فوج روس را زیر و زبر ہست دردل مثل نقش کالجہ خیز ازوے دشت ہر ترکی بشر جانب ملک بقا کردہ سفر کیست کونالان نشد باچشم تر درد و یاس وحسرت و سوز جگر رحمت تو باد ہر شام و سحر | | جان نثار حضرت سلطان روم درگلستان ہمہ بے مثل گل مستقل درراہ دین مصطفی سزنگون دشمن پیش ہجو تیغ آنکہ درجنگ پلونا پے بہ پے روسیان را ہتیش تا این زمان ہر وجودش کرد استبول ناز واورینغازین جہان مثل نسیم کیست کورڈر نقش مضطر نہ شد شد نصیب دوستان زین سانجہ یا الہ العالمین بر روح او | |
| | عیسوی سالش گفتا بادشاہ رحلت عثمان پاشا ۹۰۰ | | | |

قطعه تاریخ وفات دختر جناب احمد عبدالرحیم سیٹھ متوطن مدراس حسب فرمایش جناب سیٹھ ساکن

| | |
|---|---|
| <p>واور یگانہ اختر احمد بن عبد الرحیم آنکہ ہر دم اقربا اور عزیزان جان بدشت حسن خلق او ہر یک دم صورت با سحر از جبینش بود انوار سعادت جیلوہ گر بست و ششم از ربیع الثانی چون آمد پدید ناگہان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد ہر کسے می سفت و تار مژہ درہائے اشک شوہر او آنکہ موسوم است ابراہیم سیٹھ ہیچ کس را نیت جز صبر و تحمل چپارہ یا الہی رحمت تو باد بر روحش مدام</p> | <p>ذی فرست ذی مروت نیکو نیکو لقا آنکہ ہر کس در رضا جوئی او با صد و لا کرد خدان گلشن دلہائے خویش و اقربا خالق عالم چہ خوبیا بہ او کردہ عطا روز پنجشنبہ بوقت یازدہ ساعت دلا مضطرب و بیاب ہر پیر و جوان شد بر ملا جوش زن گردید در یائے الم در سینہ ہا در ہزاران حسرت و اندوہ و غم شد مبتلا لازم است انسان بود ہر وقت راضی بر رضا جانبہ او را بخت از طفیل مصطفی</p> |
|---|---|

سال فوت او چوپر سیم ز دل ای بادشاہ

گفت - رفتہ حور بی بی جانب دار البقا

قطعه تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی غفر اللہ لمطبوعہ اخبار نیر آصفیہ دہلی

| | |
|--|--|
| <p>جناب امیر احمد ذی وقار بفضل و کمالات مقبول تر بذہن رسائش کر مہائے حق ہمہ خاطر خلق لاریب از و ستودہ نصال پسندیدہ و صف ورین دہر عمدہ تصانیف او غم رحلتش از پے خاص و عام</p> | <p>بہند آنکہ استاد نامی شدہ مثال نظامی و حامی شدہ ہمیشہ مدوکار و حامی شدہ سخن بشیرین کلامی شدہ قراہم بذاتش تمامی شدہ زہد یادگار و حامی شدہ بسے باعث تلکامی شدہ</p> |
|--|--|

بسان عبادل فغان می کنیم به باغ عدم چون مقامی شده

بگو مصرع سال ای پادشاہ
وفات امیر گرامی شده

ایضا

سبحان دهر فاضل ذی کمالت امیر
نخستین نیک نفس قاور الکلام
آن جامع الکمال روان شد ہزار حرف
معجز بیان ادیب زمان فصیح اللسان
گنج علوم فخر زمان وزمانیان
زین بوستان دہر سحرے ملک جادوان

تاریخ عیسوی پئے فوتش چو خواستم
گفتادم - برقت امیر سنجہ ران

قطعه تاریخ وفات جناب مولوی حاجی واعظ شاہ عبدالعزیز صاحب قادری ساکن محلہ قلعہ و انبٹاری

کرد انتقال عالم دین واعظ شہیر
از ہر سال ہاتف غیبی بہ پادشاہ
ہر کس در سر شک بہ تارخہ بسفت
رفتہ ازین چہان نیہ عبدالعزیز گفت

قطعه تاریخ وفات جناب حاجی مولوی خضر محمود صاحب متوطن و انبٹاری عم زاد براور والد مصنف

فاضل دہر عم ذی شانم
حاجی و مولوی خضر محمود
سینہ اش بود گنج علم و کمال
منظر حلم و منبع اخلاق
بود در ہر ذوات والایش
طرفہ تر اینکه در تجارت ہم
وادرینا ز شکوہ ہیضہ
کرد ناگاہ جان بحق تسلیم
رہنمائے شریعت عزرا
بود آسمش عیان چو شمس ضحی
ذہن او پر ضیاء فہم رسا
فرد کامل بزد و ورع و تقا
جمع بے شمار خو بہا
بایقین داشتہ بدھوئی
بتلاشد طبعیت والا
داد داغ مفارقت مارا

| | |
|---|---|
| <p>ہر دے گشت محو رنج و الم حیف بنیم کجا لقائے او کن پذیر از بہر مغفالتش نزد خاصان تو بجلد برین</p> | <p>ہر کسے گفت حسرتا درد او من کجا فیض و لطف دوست کجا می کنم التجا خدا و ندا یا اہل مقام او بادا</p> |
| <p>بگو ای بادشاہ سال وفات ز جہان رفت عالم یکتا</p> | |
| <p>قطعه تاریخ انتقال خستہ مصنف نسخہ ہذا موسوم بہ خدیجہ بی بی غفر اللہ لہا</p> | |
| <p>زین جلوہ گز دنیا در عین شباب انوس صد پارہ دل و جگر مازدرد و غمت گشتہ اخلاق نکوئے تو ظاہر چہ کنم اکنون ماند گل لالہ این داغ و فراق تو روح تو جدا از تن با کلمہ طیب شد ہموارہ بروح تو افضال خدا بادا</p> | <p>عازم سوئے عقبی شد ناگاہ خدیجہ بی بے تابم و بے صبرم واللہ خدیجہ بی ہر کس بہ صفات شد آگاہ خدیجہ بی تا مرگ دلم دارد ہمراہ خدیجہ بی خلدست مقام تو دلخواہ خدیجہ بی ہر روز و ہر ساعت ہر ماہ خدیجہ بی</p> |
| <p>ای بادشاہ خستہ از بہر سن رحلت بے ساختہ دل گشتا۔ رفت آہ خدیجہ بی</p> | |
| <p>قطعه تاریخ وفات ملکہ و کٹوریہ فرمانروائے ہند و انگلند مطبوعہ اخبار منجر کن مورخہ ۱۳ فروردی ۱۳۰۶</p> | |
| <p>ملکہ ذی عز و شان امپرس و کٹوریہ ملک برطانیہ والی کل انڈیا مثل تو عمدہ صفات داشتہ طول حیات رفتہ سوئے عدم دادہ صد رنج و غم ہند و ہمہ اہل ہند از غم تو گشتہ اند</p> | <p>فخر شہان زمان امپرس و کٹوریہ حشمت و شوکت نشان امپرس و کٹوریہ شدنہ کسے حکمران امپرس و کٹوریہ کردہ دہا طپان امپرس و کٹوریہ نوحہ گر و نوحہ خوان امپرس و کٹوریہ</p> |

| | |
|--|--|
| <p>عہد تو شصت و چار سال درین روزگار ای زہے عہد سعید گاہ تنزل نہ دید زندہ ماندی و یک زندہ بود نام نیک</p> | <p>بود چه راحت رسان امپرس و کٹورہ داشت نہ دیگر چنان امپرس و کٹورہ شام و سحر ہر زمان امپرس و کٹورہ</p> |
| <p>سال برآمد چہین از قلم بادشاہ رفت ز در جہان امپرس و کٹورہ</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب نواب ضیاع الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن بطبوعہ اخبار شیرآصفی مدنی</p> | |
| <p>حضرت داغ عالی جاہ بزم سخن را داد فروغ بے سرفظ آسائش</p> | <p>حیف ز دنیا پائے فشرد گوئے فصاحت از ہمہ برد خاطر من چون سال شمرد</p> |
| <p>ناگہ گفتا ہاتھ غیب ہائے جناب داغ ہر مرد</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طباطبائی شہداء و جعل الحجۃ شواہ</p> | |
| <p>شد چون وفات والد بودم بہ مکہ این خبر وامان صبرم چاک شد چشم بے نمناک شد غجو از فرزندان چنان کس را ندیدم در جہان وراہل دانش محترم در راہ دین ثابت قدم ز بہار نتواند کسے و را مر خالق دم زدن کردم دعائے مغفرت در جملہ افضل تر مقام</p> | <p>ناگاہ ابواب الم صدنا بجان من کشود بتناہیم ہر بار چو نیاب سبقت می ربو د در والدان این زمان او نادر و ہمیشہ بود عالی ہم نیکو شیم یکتا بہ لطف و بذل وجود صبر و تحمل کن ولا زین اضطرابیہا چہ سود جایش عطا کن در جہان ای حضرت رب دود</p> |
| <p>مرقوم کردم بے سر آرام سائش بادشاہ حاجی محمد قاسم از در جہان رحلت نمود</p> | |
| <p>ایضا</p> | |

| | |
|--|---|
| <p>پدر ذی وقار من جان افتخار من در تلاش سال چون طبع بادشاہ بود</p> | <p>سوئے عالم بقا کرد از جهان سفر آمد از فلک ندا - وائے این غم پدر ۲۴ ۱۳۱۳</p> |
| <p>قطعه تاریخ وفات حضرت سید شاہ محمد امین الدین صاحب سینی چشتی القادری المعروف بہ صاحب جوصا قبلہ مرحوم ساکن دم پٹی ترپاتور</p> | |
| <p>مرشد من ہادی من قبلہ و ماوئے من زبدہ آل پمیر قدوۃ اہل سلوک جامع شرع و حقیقت شل او بینم کجا از کہ گویم از کہ شنوم این غم و اندوہ دل از فیوض بہرہ وافی مرا حاصل نشد تیرہ و تارہست در چشم مریدانش جهان</p> | <p>ناگہان زین دار فانی جانب عبقی برفت مرجع فن تصوف صوفی کیتا برفت صد ہزاران حیف از ما رہنمائے ما برفت او برفت اما زدستم نعمت عظمی برفت عمر من ہیہات از سستی و استغنا برفت راحت از جہانہا برفت و صبر از دہا برفت</p> |
| <p>مہم جنبی پئے سال وصالش بادشاہ گفت - پیسیدہ امین الدین از دنیا برفت</p> | |
| <p>۳۰ بکرم خالق عالم زین عالم و ہم جادی احسری روز شنبہ بود ابر لب اہل حاجت جاری این سخن است</p> | <p>قطعه تاریخ وفات جناب ملنگ حاجی عبدالرحمن صاحب غفرلہ متوطن و انبہاری تاجر کیتا باذل ذیشان فوت شدہ ساعت شش در صبح نمایان فوت شدہ از دل مایان بجد ارمان فوت شدہ</p> |
| <p>سال رقم کن بادشاہ اخلاص منش ملنگ حاجی عبدالرحمن فوت شدہ</p> | |
| <p>فلک می دہد ہر زمان داغ حسرت مذاہیم ہیہات چون مرگ خود را</p> | <p>قطعه تاریخ وفات جناب یے - بی - محمد سلیمان صاحب ساکن و انبہاری برین زندگانی انسان حیف است بدنیا برین ساز و سامان حیف است</p> |

| | |
|--|--|
| <p>محمد سلیمان از رحلت تو تو بودی سرا پا لیلیق و مکرم</p> | <p>بہر دل تاسف بہر جان حیف است بصد حسرت و رنج و ارمٰن حیف است</p> |
| <p>چنین از لب بادشاہ گشت سالت و فاتی محمد سلیمان حیف است</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب ابوسعید محمد عبدالرحمن صاحب مہرور منشی فارسی مدرسہ اعظم مدرس والاجناب عبدالرحمن ذی لیاقت در فارسی وارد و اعلیٰ مہارتے داشت بودہ تخلص او مہرور و رز مابہ صد حیف از بلائے ہیفنہ وفات او شد</p> | <p>بے مثل استادے در فن شعر یکتا ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ مہرور فی الحقیقت مہرور بود حقاً کردند در مقام مدائنات دفن اورا</p> |
| <p>ای بادشاہ از من ناگاہ ہاتف غیب مہرور و ای رحلت کردہ - سنش بگفتا</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ وفات حاجی عبداللطیف صاحب غفر اللہ لہ برادر معظم جناب مولانا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب متوطن و انباری و طیفہ خوارسکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ</p> | |
| <p>بوداخی اعظم ترا ای عبدالہادی مولوی بادشاہ این مصرع سال وفات او بگو</p> | <p>ناگہان رقتہ ازین دارالحن سوئے الہ کرد رحلت حاجی عبداللطیف افسوس آہ</p> |
| <p>تاریخات متفرقہ واقعات</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ فتح یونان بطوعہ شمس الاخبار رمد راس مورثہ ۷ جون ۱۸۹۷ء</p> | |
| <p>اے امیر المسلمین عبدالحمید یک جہان را از تو لطف زندگی نہاں است راجب گسترہ حیف در باغ جہان حساورا</p> | <p>ہست ذات نازش شاہان روم روم مثل قالب و تو جان روم ہر دل مومن شدہ مہمان روم می خلد چون خار عروشان روم</p> |

| | |
|--|---|
| <p>شاه یونان بود یک رو باه و ش لشکرش هر جا شکست یافته ژو یک آف سپارٹا پسرش گر بخت خود سپاه او سپاه خویش را آنکه می گفتند سلطان را مریض هست این عجب که می بینم کنون فکر تا رخیش بکن ای پادشاه</p> | <p>کرد عزم رزم از شیران روم شد فدا از تیغ خون افشان روم شد چو طاری خوف بے پایان روم کشته اند از هیبت مردان روم بهر او شان خوب شد درمان روم دشمنان را هم شناگو یان روم اگر تو هستی از بهی خواهان روم</p> |
| <p>از لب سلام طبعم زبند فتح شد یونان از سلطان روم</p> | |
| <p>ایضا مطبوعه اخبار و گیل امرتسر مورخه ۲۱ جون ۱۹۰۶ء</p> | |
| <p>شده سخر چو ملک یونان ز شیر مردان فوج سلطان سپاه یونان هلاک گشته هزارها زیر خاک پنهان چنین مذلت چنین شکست ندید یونان هیچ وقت بین تو از دره پلونا به تا دموی کو ز گو نه</p> | <p>زمین بعد جوش مرجا گفت بارک الله آسمان گفت ز تیغ بران فوج رومی نه هیچ کس غیر الامان گفت سزا هست او را لقب بدیورپ اگر کشته شد لاگفت بلاد و قصبات و قلعه تایش شد مذمتی یک جا گفت</p> |
| <p>چو هست این فضل رب چون نه چون کنم فکر سال کنون چه خوب ای پادشاه دل من فتح علی محمد خان گفت</p> | |
| <p>قطعه تاریخ درود مرض طاعون در شهر بنگلور</p> | |
| <p>از دست طاعون سر بر بنگلور شد زیر و زبر در فکر سال عیسوی بودم چو بار بخت دلی</p> | <p>صد گونه آفات و بلا بهر تباهی آمده زد با تف غیبی ندا - غضب الهی آمده</p> |
| <p>قطعه تاریخ جشن تاج پوشی شهنشاه یزد و در هفتم فرامز و است هند و انگلند مطبوعه اخبار بخیر دکن مدراس مورخه ۲۰ آگست ۱۹۰۲ء</p> | |

| | |
|--|---|
| <p>ای شہ یزدور دہختم واد واد نغمہ خوان بر شاخ گل ہر عنایب چشم نرگس قوف نظارہ شدہ باہر ازل کرد فر تاج شہی وجہ اعزازت ندانم تاج را اکثر اہل تاج محتاج تو اند خوب شد فرحت ز بہر دوستان بست و ششم جون آمدہ چہ خوب سر شد نہ لتواپ در ہر یک مقام</p> | <p>نیرنجت تو روشن خوب شد گل ہر یک خندان بگلشن خوب شد محو مدح شاہ سوسن خوب شد بر سر تو جلوہ انگن خوب شد بلکہ تاج از تو مزین خوب شد خلق را ذات تو مہن خوب شد از حد پامال دشمن خوب شد شہرہ اش در ہند و لندن خوب شد سو بسوا و از دن دن خوب شد</p> |
|--|---|

بادشہ پرید از ناف کشش
گفت - جشن کارونیش چہ خوب شد

قطعہ تاریخ طغیانی پالار پے و انیمباڑی

| | |
|---|--|
| <p>شده از شماست اعمال مایان نذیرہ و انیمباڑی ز طفلی چہ می دانی جفاے پیر گردون سکا نہا منہدم بر باد اموال جد اگشتند با حرمان ز قالب گلستانہا چو خارستان بدیدم فراہم تودہ تودہ بر مزارع کسے در فاقہ بے جامہ کسے را نصیب ہر بشر شد گونہ گونہ</p> | <p>ظہور قہر یزدانی ز پالار چنین سیلاب لاثانی ز پالار بیاموز این ستم رانی ز پالار عجب شد خانہ ویرانی ز پالار بسے جانہائے انسانی ز پالار مزارع ہم ہمہ فانی ز پالار ہمہ ریگ بیابانی ز پالار میتگرشت عریانی ز پالار پریشانی و حیرانی ز پالار</p> |
|---|--|

| | | | |
|--|--|--|--|
| | زیان مالی و جانی زپالار | برون از حد تحریر است ہیہات | |
| | چرا ای پادشہ خاموش ہستی گہو تارنج - طغیانی ز پالار | | |
| | سراسر مورد فضل الہی است چہ زیبا جلسہ دستار بندی است | قطعہ تاریخ حبسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات و یلور تعالی اللہ این بزم ہمایون ز روئے وجد گفتم مصرع سال | |
| | فہم تو رسا آمد بخت تو خوشا آمد ہنگام طرب افزا از فضل خدا آمد دل مع سر آمد لب محو دعا آمد مقصود مراد ما آمد چہ بجا آمد | ای نیک محب من ذیجاہ شفیق من ممتاز شدی اکنون از عہدہ دیوانی در دور فلک بنگر آن گیت کہ شادانت شایان چنین عزت لاریب وجود بود | قطعہ تاریخ عہدہ دیوانی جناب خواجہ اکبر حسین صاحب بہادر ریاست بیگن پٹی |
| | ز پادشہ تاریخش از قطعہ سر آمد این منصب دیوانی فرخندہ ترا آمد | | |
| | تمغہ وہم خطاب سی۔ لیس۔ ای عمدہ تر انتخاب سی۔ لیس۔ ای در ہمہ شیخ و شاب سی۔ لیس۔ ای گشت این لاجواب سی۔ لیس۔ ای صورت آفتاب سی۔ لیس۔ ای خوب با آب و تاب سی۔ لیس۔ ای | داد احمد حسین راقیصر از معزز خطابہا کردہ کرد پیدامسترت بے حد موجب اتحاد سرکاری و ادشہرت ترا بہ کشور ہند ای برادر بنام تو زیبد | قطعہ تاریخ عطائے خطاب سی۔ لیس۔ ای۔ بہ جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ لے۔ بی۔ یل۔ مستمشہی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ بمقام دربار دہلی ۱۱۹۱ھ |

ز درستم بادشہ سن ہجری

ہست نامی خطاب سی۔ سی۔ سی۔

قطعه تاریخ صحت مصنف نسخہ ہذا از مرض دہل

عجیب کرد جفا تے ولے بخیر گزشت
گرفتہ بود چہ جائے ولے بخیر گزشت
بنو بیچ دوائے ولے بخیر گزشت
خدا بداد سزائے ولے بخیر گزشت

فلک بحال من بادشاہ خستہ عکبر
نمودہ گشت بدو شتم ستم رسان دہل
بنزد اکثران جز علاج قطع برید
مرطفیل گناہان ناسزا شاید

سرحد چو بریدم بی فتم تاریخ

رسیدہ بود دہل تے ولے بخیر گزشت

قطعه تاریخ وعظ جناب سلطان الاولیٰ عظیم مولانا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب
قادری حشتی پھلوا ری کہ در ثون ہال مدرسہ تاریخ ۲۷ نومبر ۱۹۱۲ء منعقد شدہ و بصورت کتاب
بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود

گفت و عطفے خوش بقصر تون ہال
شد فزون خوف خدائے ذوالجلال
در بیان وعظ او بے قیل و قال

چون سلیمان واعظ شیرین مقال
نرم شد و لہائے مومن ہچو موم
حق تعالیٰ داد تا شیر عجیب

سال تاریخ سن ہجری بادشاہ

وعظ دلکش حکم من نوشت سال

قطعه تاریخ خطاب خان بہادری عطاے سرکار انگیزی بجناب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بیگن پٹی

مسترت دل جاب روز افزون شد
خطاب خان بہادری ہے ہمایون شد

خطاب یافت ز سرکار ڈاکٹر خواجہ
بگفت بادشہ خیر خواہ مصرع سا

تاریخات کتب

قطعه تاریخ زواج منظوم مصنفہ جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن بیارم شیعہ ضلع کی اسکا

| | |
|-------------------------------|----------------------------|
| جناب منشی والا گہر عظیم الدین | بسک نظم و رستمہ زواج سفت |
| دلہ زہر سن طبع از لب ایما ن | زہر زواج منظوم لاجواب یگفت |

قطعه تاریخ طبع دیوان گوہر مستمئی بہ گوہر آبدار تصنیف جناب محمد منور خان صاحب گوہر مدراسی

| | |
|---------------------------|--------------------------------|
| خوشاد دیوان گوہر طبع گشتہ | کہ ہر ہر لفظ او مرغوب دلہا است |
| بنار و لفظ بر حسن معانی | معانی بر کمال لفظ شیدا است |
| درخشان است مضمون مثل گوہر | روان طبع مصنف ہمو دریا است |
| صدائے آفرین آید زہر سو | لوائے شہر شہرست برپا است |

| | |
|----------------------------|--|
| رقم ز بادشہ این مصرع سال | |
| کلام گوہر نامی چہ یکتا است | |

ایضاً

| | |
|-------------------------|-------------------------|
| کرد رقم نسخہ دیوان عجیب | شاعر ما گوہر عالی و قار |
| گفت سن طبع ہمین بادشاہ | گوہر شہار چہ شد آبدار |

قطعه تاریخ شغوی نعمتہ توحید مصنفہ جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجرم علوم شغوی

| | |
|--------------------------|--------------------------|
| چنان ز نعمتہ توحید تسلیم | شدہ بجز دل اہل زمانہ |
| طبع بادشاہ ہم کرد تاثیر | بگفتم سال - برجستہ ترانہ |

قطعه تاریخ شغوی چندر بدن مہیار مصنفہ جناب حاجی محمد عبدالقادر صاحب شاکر متوطن و انباضی

| | |
|----------------------------|------------------------|
| رقم ز و کنون شاکر خوش بیان | چہ منظور اہل نظر شغوی |
| برآمد ز دریائے طبعش عجیب | درخشہ مثل گہر شغوی |
| زحالات چندر بدن مہیار | شدہ دلکش و پراثر شغوی |
| سن طبع او از لب آفرین | گو بادشاہ عہدہ تر شغوی |

نظم اور قطعات تاریخ جو متفرق واقعات میں لکھی گئیں

یہ نظم اثنائے سفر حرمین شریفین میں لکھی گئی اور عدل سے بذریعہ ڈاک اخبار مجلہ دکن مدرس میں روانہ کئے گئے

| | |
|---|---|
| سوائے کعبہ اندون جاتے ہیں ہم ہم کہان یہ نعمت عظمیٰ کہان ہو نہیں سکتا ہے لفظوں میں ادا شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے عمر سب ہے بے گناہوں میں کٹی نام نیکی کا نہیں اعمال میں اپنے مہانوں پہ کر لطف و کرم انکساری عذر خواہی بے بسی اپنی آہیں بادزن سے کم نہیں دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی | حق کے فرمان کو بجا لاتے ہیں ہم اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہیں ہم اس سفر میں جو مزا پاتے ہیں ہم دیکھتے کس کس کو لیجاتے ہیں ہم کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہیں ہم ہاتھ اب مل مل کے چپاتے ہیں ہم سخت شرماتے ہیں شرماتے ہیں ہم یا الہی تیرے گھر آتے ہیں ہم نذریہ در پر ترے لاتے ہیں ہم عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہیں ہم دل کو یوں کہہ کہہ کے سمجھاتے ہیں ہم |
|---|---|

رنگ تیرے شاعری کا بادشاہ

اندون کچھ اور ہی پاتے ہیں ہم

یہ نظم بعد مشرف ہونے زیارت مکہ معظمہ موزوں کئے گئی اور اخبار مجلہ دکن مدرس میں شائع ہوئی

| | |
|--|--|
| ہزاران شکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے الہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری تسے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تھا | الہی یہ ترے ناچیز بندے تیرے گھر پہنچے کہان تھے کس جگہ تھے یکایک ہم اب کدھر پہنچے ہزاروں میل سے طی کر کے راہ بحر و بر پہنچے |
|--|--|

| | |
|---|---|
| زبان پر کلمہ بسیک تن پر جامہ اسرم الہی بخشدے سبکو الہی بخشدے ہم کو مقابل اس خوشی کے ہونہیں سکتی خوشی کوئی جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں پھر یوں چنا گیا ہے | حق و عا جبر و ناچار ہم خستہ جگر پہنچے ترے در پر ترے رحم و کرم کے منظر پہنچے نہ ہرگز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے تری مقبولیت کا بھی شرف اسکو اگر پہنچے |
|---|---|

| |
|---|
| نہ پوچھو یاد شدہ اہل وطن کے جوش فرحت کو پہنچنے کی ہماری جب وہاں انکو خبر پہنچے |
|---|

| |
|---|
| یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی |
|---|

| | |
|---|--|
| رنگیا بس زبان پہ نام سفر شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے یاد آتا ہے صبح و شام ہمیں وہ تمنا کہاں وہ جوش کہاں کہاں وہ دن مدینہ و مکہ جلد کیجئے سفر اے شتا قو | حیف ہے آج اختتام سفر ہم ہوئے فائز المرام سفر آہ وہ لطف صبح و شام سفر اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر تہہ ہمارے لئے مقام سفر ہے اگر دل میں اہتمام سفر |
|---|--|

| |
|--|
| بادشاہ ہے دعا یہی حق سے پھر دوبارہ ہوا نظام سفر |
|--|

| |
|--|
| یہ نظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع مورپولین پولیس پارک مدراس منعقدہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی اور پڑھی گئی |
|--|

| | |
|--|--|
| کیا نشان حق ہے روم کی کایا پلٹ گئی فابض ہوئے مین ترک اور نہ کے شہر پر جلسہ اسی خوشی میں ہوا ہے یہ منعقد بلقا یونکی ہو گئی آپس میں جنگ خوب | اب کے شہنوں کی جو قسمت پلٹ گئی بلغاری فوج سہیں جو تہی نشاہت گئی دل سے ہمارے فکر تنزل کی گہٹ گئی ضرب المثل ہے جو تیوں میں دال بٹ گئی |
|--|--|

| | |
|---|---|
| <p>کہتا ہے دل کہ مجھے سرت چٹ گئی بلغاری فوج مارے مذہت کے کٹ گئی فوج اسکی جیسا پھیلی تھی یون ہیٹ گئی دیکھو ہوا اودہر کی ادھر اب پلٹ گئی</p> | <p>کہتا ہے ہم آج من بالبرہ ہو گیا حاجت نہ اسکو کتنے کی تھی تیغ ترکے حیران ہے دل گرفتہ ہے شاہِ فردوسی بند ہر جا پہ "حق" رسید بحق دار کا ہے غل</p> |
| <p>اے بادشاہِ نظم کو تم کیجے مختصر کوئی نہ کہہ اوشے کہ طبیعت اوجٹ گئی</p> | |
| <p>ایضاً</p> | |
| <p>نہیں تہتا ہے اب جوشِ طبیعت اڈریا نوپل ہوی دہ چند پھر ترکوں کی عظمت اڈریا نوپل فقط اللہ کی ہے یہ عنایت اڈریا نوپل ستار کبھی تھی کیا کیا تیری فرقت اڈریا نوپل ہمارے لب پہ ہے ہر ایک ساعت اڈریا نوپل ہمارے جذبِ دل کی دیکھ حالت اڈریا نوپل بہلا دی تو نے کیا دو دن میں اہفت اڈریا نوپل تجھ اغیار سے ہے سخت نفرت اڈریا نوپل</p> | <p>عجب ہے فتح سے تیرے سرت اڈریا نوپل بڑھادی تو نے پھر دینی محبت اڈریا نوپل کسے امید تھی پھر آئے تو ترکوں کے قبضے میں کروڑوں دل مسلمانوں کے تیرے عاشق و شیدا زبان پر یوں نہ بخنوں کے بھی ہو گا نام لیلیٰ کا نکلتا ہی پڑا بلغاریہ کو تیرے پہلو سے ہے چھ سو برس سے ہم جو تیرے مالک و مختار غلط ہے یہ گمان ہرگز نہیں ہے تجہ سے یہ امید</p> |
| <p>دعا ہے بادشاہ کی یا اہلی کیجئے مقبول نہ چھوٹے ترک سے پھر تا قیامت اڈریا نوپل</p> | |
| <p>نیکم ساحلِ مدلس پر جڑی کر دڑیڈن کی حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء عیسوی</p> | |
| <p>کیا ستم ہم پہ ڈھایا لے یڈن خوب گولے چلا یا لے یڈن خوب چرکا لگا یا لے یڈن</p> | <p>تو جو مدر اس آیا لے یڈن آدمی بیس کرتے مجروح جل اٹھے تیل کے خزانے دو</p> |

| | |
|--|---|
| <p>شہر سے ہے بھگایا اے یڈن ایسا طوفان اوٹھایا اے یڈن تو نے ہکو جگا یا اے یڈن بارشانی جو آ یا اے یڈن انگلیوں پر نچا یا اے یڈن رحم کچھ بھی نہ لا یا اے یڈن سب کو تو نے بچا یا اے یڈن سیکے دل کو لبھایا اے یڈن تجھ کو کیتا جو پایا اے یڈن کرتے ہیں اب رعایا اے یڈن تیرا منحوس سایا اے یڈن</p> | <p>تو نے مدراسیوں کو دہشت سے پھر رہا آجتا ہے آنکھوں میں خواب غفلت میں سو رہے تھے ہم اب نہیں خیر تیری ساحل پر کیسے کیسے جہاز کو تو نے جگہ سے غرقاب دس جہاز ہوئے دی نہ اہل جہاز کو ایڈا لطف اخلاق سے تو اضع سے مدح اور دم کے دونوں پہلو میں کوئی نفرین آفرین کوئی میں کہو نگا نہ پھر کسی پہ پڑے</p> |
|--|---|

بادشاہ نے یہ واقعہ سچا
آج تجھ کو سنایا اے یڈن

ایضاً

تجھ پہ لے چلیج سب گمراہ
جانتا خوب تو ہے یہ یڈن
اس سے دودن کی تیری چاہیے
دوستی پر تو اسکے بھول گیا
ذات میں تیری گروفا ہوتی
بگڑے یڈن کی ایک دن حالت
ہوگا برش کا اس پہ یکدن فیر
کیون نہ یڈن کو غرق کر ڈالا
سلطنت کا ہماری ہے دشمن
مدتوں سے ہماری الفت ہے
دوستان قدیم بھول گیا
تیری یڈن پہ کچھ جفا ہوتی
یا گرفتار ہوگا یا غارت
بکرے کی مان منائیگی کیا خیر

نام پٹن جو سب کے لب پر ہے
ایک چوٹا سا وہ کر دزر ہے

قطعہ تاریخ دربار دہلی جو اخبار وطن امرتسر میں شائع ہوا تھا

صریر کلک میں بھی میسر آواز ترنم ہے
کوئی مصروف خندہ ہے کوئی محو تبسم ہے
خوشی میں بھی سوسن کے اب انداز تکلم ہے
الم کا نام جب مانند عنقا دہر سے گم ہے
وہ ساقی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے
فزون برج کا شہرہ از زمین تا چرخ چارم ہے
شجاعت ہے عدالت عنایت ہے رحم ہے
بے مثل آسمان دہلی یہ خلقت نکل انجسم ہے
کہ ہر یک جشن پر اس جشن کو حاصل تقدیم ہے
لیاقت ہے ذہنت ہے تدبیر ہے فقہم ہے
تکلف اور آرائش کا ہر جا پر تلاطم ہے
دل بدخواہ پر حیرت گویا نیش گزردم ہے

یکس جشن طرب کا واقعہ اب پیش مردم ہے
چمن میں غنچہ گل نے جمایا رنگ عشرت کا
اودائے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل
سبد کیوں نہ ہر رحمت ہو اپنی فرح و بخت سے
تعلق جوش و خروش کا ہر یک دل سے ہے یون گویا
کہ یعنی جشن اسکے تاج پوشی کا ہے انروزون
وہ شاہ ہندو انگلستان کہ جسکی ذہن بحید
شریک جشن لاکھوں میہان میں شہر دہلی میں
یہ جن انتظام لارڈ کرزن کا نتیجہ ہے
نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع میں اسکے
لکھن گرا ب زر سے وقفہ یہ کچھ نہیں عجیب
بھی خواہاں دولت سب سرت سے ہیں لال مال

لکھوے باؤ شہ تاریخ اس دربار دہلی کی
ہمایون تاج پوشی شہید چورڈ ہفتم ہے

قطعہ تاریخ و رد سردار عنایت اللہ خان جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا تھا

رونق فزائے شہر کلکتہ ہے بصد جاہ
ہمایون میں ہے یون تارون میں جسطح ماہ
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

خلف امیر قابل سردار ذی وجاہت
ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن
باقی رہا نہ کوئی تعظیم کا دقیقہ

| | |
|--|--|
| وہ شاہی مہمانی وہ الفت اور وہ چاہ وہ خسروانہ ساز و سامان واہ صد واہ یک جانشین کا بل یک نائب شہنشاہ اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ پیدا ہوئی دلون میں کیا اتحاد کی راہ | توپوں کی وہ سلامی وہ احترام فوجی وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف کیا لاجواب و دونوں مہمان و میزبان ہیں مہمان و میزبان میں تھی گفتگو جو باہم تھے او دہر سے آئے وہ چندا دہر سے پہنچے |
|--|--|

تاریخ خیر مقدم اے کلک پاؤ شہاب
لکھہ جلوۂ در و درویشہ دار عنایت اللہ

قطعہ تاریخ۔ روسی بیڑہ بالٹک کی نکست اور شاہ جاپان کی تختیابی پر جو اخبار بخبر کن مد اس مطبوعہ
۱۳ جون ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا تھا

| | |
|---|---|
| جسم نکلا ہے بالٹک کا بیڑہ محتاج فنا ہے بالٹک کا بیڑہ خوان بختا ہے بالٹک کا بیڑہ کیا صید کیا ہے بالٹک کا بیڑہ جو کچھ پایا ہے بالٹک کا بیڑہ مصدق اکا ہے بالٹک کا بیڑہ یک لخت شاہ ہے بالٹک کا بیڑہ کیا رنگ لیا ہے بالٹک کا بیڑہ | تہا روسیوں میں عجیب جوش فرحت معلوم یہ کس کو تھا کہ وہی دن میں کہتا تھا خوشی سے ہر سپاہ جاپان صد آفرین تو گوگی ہے صیادی پر بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان پیشہ سے ہوئی ہلاک فوج نرود کیا حرف غلط تھا صفحہ ہستی میں ضائع ہوا معصور ہوا غرق ہوا |
|---|---|

لکھنؤ بادشاہ سال ہجری
تاریخ ہوا ہے بالٹک کا بیڑہ

ایضاً

جنگ بحری میں تری یہ فتح و نصرت دیکھ کر
ای شہ جاپان ہماری عقل اب حیران ہے

| | |
|---|---|
| غیب سے آنی نذر فتح عظیم الشان ہے | بادشاہ کو جوتہی عیسوی تاریخ کی |
| قطعہ تاریخ سیخ پورٹ آر تھر جکی اشاعت اخبار مجر دکن مدراس مطبوعہ ۱۹ جوری ۱۹۰۵ء میں ہوئی تھی | |
| <p>چمکتا ہے تیسرے قسمت کا اختر کیا ہے پورٹ آر تھر کو سخن تو نازان تجہ بین نازان ہوں تجہیر کہا بہت نے بڑ بکر میں ہوں یا ور جگہ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر ہوا ہے رشک کے یو رپ مکدر شکست فاش ہے اسکو میسر پئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر</p> | <p>خدا کی شان ہے اسی شاہ جاپان ترے لشکر نے با صد جانف شانی شجاعت کہتی ہے لشکر سے تیسرے اگر کچھ یاس نے صورت دکھائی طفیل اس جنگ کے جاپانیوں نے صفائی تیغ جاپان کی جو دیکھی نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت ہنیں زیبا خموشی شاعروں کو</p> |
| <p>لب جاپان سے طبع بادشاہ نے کہی تاریخ - فتح پورٹ آر تھر</p> | |
| قطعہ تاریخ فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا | |
| <p>لطف حق اس پہ سایہ افکن ہے شاہ جاپان کا جیب و دامن ہے کہہ رہا سارا ہندو لندن ہے ایک عالم پہ آج روشن ہے حق نے اسکی جھکاٹی گردن ہے روسیوں میں الم ہے شیون ہے آج مکڈن بھی رشک کشن ہے بس وہی یک تمہارا مامن ہے</p> | <p>کیون نہ جاپان میں ہو خوشی کی دھوم اگل مقصد سے سرسبز معمور آفرین اسکو اسکے لشکر کو حالت فتحیابی مکڈن کبر و نخوت میں سر بلند جو تھا نغمہ ہائے طرب ہیں جاپان میں حیف نگین ہے خون انسان سے روسیو! جاؤ سوئے پھر سرگ</p> |

| | | | |
|---|--|--|--|
| | لطف اب جنگ میں نہیں زہار سال ہجری کی ہے ضرورت کیا | | لے مزا سارا حیلہ و فن ہے یہاں مطلوب عیسوی سن ہے |
| | بادشاہ روستے انبساط سے تم کہدو۔ تسخیر شہر پکڑن ہے | | قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدراس بت ستمبر ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔ |
| جنگ و جلال سے ہے سکوبہلا خوشی آج باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج تو نے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج یوں جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج گردن ہریک کی باز منت سے ہے جھکی آج شاہوں میں قدر تیری کس درجہ بڑ گئی آج ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج انکے ہریک مکان میں ہے عید واقعی آج جاپان نے دکھائی کیا عالمی اہمیت آج کہتے ہیں جنگ کسکو ہے کیسی دشمنی آج | صلح و امان کی کس کو خوشی نہیں جہان میں مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس میں جنگ صد آفرین ہے تجھ پرے امریکہ کے والی اگر بزم صلح کی تو کرتا نہ سر پرستی کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری منون گتے ہیں تہنیت کے تارین تجھے لگاتار ہر گوشہ جہان میں اس صلح کا ہے چہر چا مسرور و شادمان ہیں سب اہل روس و جاپان تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر ملجاؤ تم گلے لے وکلائی صلح باہم | ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح مکھدو خونریزی خلائی موقوف ہو چکی آج | قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسالین امیر المومنین حضرت عبدالحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صمدہ ڈینامیٹ سے بال بال بچ جانکی اظہار خوشی میں لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳۰ اگست ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا |
| بفضل خدا ای شہنشاہ روم | مصیبت ترے سر سے کیا مل گئی | | |

| | |
|--|---|
| <p>کیا ہم کے گولے کا دشمن نے وار نہ بیچا گھن کا یہ صدمہ تجھ بچا یا ہے خالق نے گلزار کو خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ ملا مصرع سال حدم مجھے</p> | <p>ہے صد شکر اسکی جفا ٹل گئی نہ اے مہر تیری غنیا ٹل گئی خزان کی جو آئی ہوا ٹل گئی غم و درد کی اب صدا ٹل گئی مری فکر طبع رسا ٹل گئی</p> |
| <p>اؤڈا کر سر جو رکھ پاؤ شاہ ستہ روم پر ہے بلا ٹل گئی</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ جو زوجہ پیر صاحب اپنا مکان محلہ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا</p> | |
| <p>نہ کیوں پائے جزائے نیک حق سے لکھی تاریخ اسکی بادشاہ نے</p> | <p>مکان یہ وقف ہے جسے کیا آج مبارک ہو یہ خیر جا یہ آج</p> |
| <p>قطعہ تاریخ رفع فساد مقدونیم</p> | |
| <p>یہ قطعہ جلسہ عام اہل اس میں پڑھا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خلد اللہ علیہ السلام ادب شہنشاہ یزدورڈ ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تھی۔</p> | |
| <p>کیون ہر ایک کے لب پہ ہے شکر خدا کسلے اوٹھتے ہیں یوں دست دعا ہو گیا مفقود تھا وہ رنج کیا ہے سرت عام اسکی وجہ کیا خادم الحرمین ذی مجد و علا سب پہ قابض اسکو خالق نے کہا بالیقین ہے مذہبی فرمانروا اسکی ذلت دین ہے بجا</p> | <p>کس خوشی کا جوش ہے اب جا بجا وجہ کیا یوں مطمئن میں خاص و عام شادمان دل ہے ہر ایک کا آج کیون کسلے جلسہ ہوا یہ منعقد حضرت سلطان امیر المومنین مذہبی جتنے ہیں اعلیٰ تر مقام سارے دنیا کے مسلمانوں کا وہ اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین</p> |

آفتاب آمد دسیل آفتاب
 کس طرح مائینگے دعویٰ اوسکا ہم
 اسکی ہمت اسکی عمدہ پالسی
 آج تک پایا ہے کس سلطان نے
 ج طرح سے حاکم دینی ہے وہ
 دین و دنیا دونوں ہمکو چاہئے
 استفادہ ہمکو دونوں سے ضرور
 لے رہے قسمت شہید و رڈ بھی
 اندون جب ملک پر سلطان کے
 جنگ کے آثار تھے بالکل عیاں
 مضطرب رہے مسلمان ہو گئے
 دل ہر ایک کا آشنا تہا رنج سے
 ہم نے خدمت میں شہید و رڈ کے
 آپ شاہانہ عنایت سے کرین
 ہم رعایا کی ضروری عرض کو
 ہو گیا ہر طرح اب صلح و امان
 معترف احسان کے گر ہم نہ ہونا
 ای شہید و رڈ ہفتم ذی وقار
 آج یہ جلسہ بصد جوش طرب
 اور کرتا ہے ادائے تہنیت
 منحصر سے جنگ کے از فضل حق

وصف خود شاہ ہے اسکے وصف کا
 جو نہیں اسکو خلیفہ مانتا
 اسکا استقلال اور فہم رسا
 مدح خوان دشمن بھی مین بے ساختہ
 حاکم دنیا شہ برطانیہ
 ہمکو دونوں سے تعلق ہے لگا
 ترک کر سکتے ہیں ہم کسکو بہلا
 بادشاہ مہربان ہم کو ملا
 بحری بیڑہ دول یورپ کا گیا
 پیش تھا مقدونیہ کا مسئلہ
 قہا پریشانی مین ہر ایک مبتلا
 کون تھا جو اس سے متاثر نہ تھا
 تار سے یہ مدعا ظاہر کیا
 دول اور سلطان مین باہم تصفیہ
 شاہ نے منظور فوراً کر لیا
 بیڑہ جو آیا تھا واپس ہو گیا
 اس سے بڑ بکر اور کیا ہوگی خطا
 ای ہمارے امپیر آف انڈیا
 کر رہا ہے شکریہ تیرا ادا
 خدمت سلطان مین باشوق و لا
 رہ گیا محفوظ جو ملک آپ کا

| | | |
|---|--|--|
| <p>اس خوشی میں سب نے حصہ لیا ملک سلطان کو تو رکہہ یوں ہی بچا ہر زمان ہر وقت تار و زحیرا فتح و فیروزی ہو اس کو جا بجا منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑھا روس یہ ہو جنگ کا صبح و ساء اندون دربارہ مقدونہ یہ خبر ہے اسکی وہ ہے مبتدا وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے فرا در در کہتے اسے یہ ہے دوا باوشہ طحل سخن ہوتا کجا اگر لکھوں تاریخ تو جیسا ہے کیا</p> | <p>ہم تو کیا روئے زمین کے دیندار التجا ہے ای الہ العالمین شوکت و اقبال سلطان ہو فزون اسکے اعدا کو شکست فاش ہو ترک و برٹش میں ہو باہم اتحاد یہ رہن بایکدگر شیر و شکر ساری دنیا میں رہے صلح و امان یہ جو دو جلسے ہوئے مدراس میں متحد دونوں کے بین اغراض سب وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر ریج گر کہتے اسے رحمت ہے یہ ای قلم کردستان کو مختصر چونکہ ہے یہ واقعہ بھی یادگار</p> | |
| | <p>لو سنو یہ مصرع تاریخ سب آج خوب جنگ ہے دل سے بٹا</p> | |
| | <p>قطعہ تاریخ و رودعای جناب پرنس آف ویلز مع بیکم</p> | |
| <p>جسوقت مدراس میں حضور مدوح کی تشریف آوری ہوئی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور مدوح نے اپنے مراحم ضرورانہ سے اسکی قبولیت و تشکر یہ کا خط روانہ کیا بعد وصول خط شکر یہ حضور مدوح تام حکام والا مقام اور ریسیان ذی احتشام کی خدمات میں بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئے گئے سب کے پاس سے تشکر یہ کے خطوط آکر باعث افتخار و اعزاز منصف ہوئے وہو ہنہ</p> | | |
| <p>آمد آمد کی تھی جبکہ ایک مدت سے خبر</p> | <p>ایک جہان کی آنکھ جبکہ دید کی تھی غلط</p> | |

جسکے استقبال کی تھی دہوم سارے ہند میں
 جسکے خاطر ہو رہی تھیں جا بجا آرائشیں
 جسکے ہاتھوں سے بنا ہر کام کی ہے خال نیک
 تخت انگلستان کا کہتے ہیں جسکو جانشین
 ایک دن چکیگا جسکے سر پہ تاج کوہ نور
 بلکہ مدراس میں وہ آج ہے رونق منرا
 یہ وہ بیگم ہیں کہ پہلے ہند میں آئیں یہی
 کیا مبارک تو ہے اسی بہت و چہارم جنوری
 جسقدر ہونا زانی مدراس تکھو ہے بجا
 ہر زمان لازم ہے تجھ پر اسکی آمد کی خوشی
 ہم نے مانا اسی فلک پر جہاں زندہ ہے تو
 سچ بتا تو نے کہی دیکھا ہے اپنی عمر میں
 صفحہ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح

جسکے مہمانی کی تھیں تیاریاں شام و سحر
 جسکے خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر
 افتتاحی سیکڑوں زمین تھیں جس پر منحصر
 ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جانشین
 ایک دن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپیر
 اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گھر
 کس نے خاتونان شاہی میں کیا ایسا سفر
 رشک کرتے ہیں تری قیمت پہ ایام دگر
 دیکھنے آیا مع بیگم ترے شہ کا پیر
 اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجھ کو خوب تر
 بے سبب ہرگز نہیں خم ہیں ترے پشت و کمر
 یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کروiser
 خوشنما اوقات یہ نظارہ ہائے پر اثر

تحفہ تاریخ تم یہ پیش کرد و بادشاہ
 ہند میں آیا شہ انگلنڈ کا لپٹ جگر

قطعہ تاریخ مرحبت لارڈ کرزن و سیرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعہ اخبار مجر و کن مدراس مورخہ

۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء عیسوی

دورنگی اسکی ہے عالم پر روشن
 عجب فہم و فراست کی تھی معدن
 چلا ہے وہ بسوئے شہر لندن
 بعد شوکت ہوا ہے جلوہ انگن

نہیں یک حال پر حال زمانہ
 جناب و سیرائے ہند کی ذات
 حکومت ہند میں کی جسے چہ سال
 اسی کے عہد میں دربار روپنی

| | |
|---|--|
| <p>پرس آف ولیز ابن شاہ لندن مشن بھیجا ہے بروقت معین جھکالی والی تبت نے گردن اسی نے منعقد کی ہے کمیشن اجارہ پر ملا فرحت کا مسکن محبت کا عجب پہیلا کے دامن مچا یا بے نہایت شور و شیون ادھر بنگال کا تھا پارٹیشن بنایا خوب ہریک دل میں مسکن دل میں ڈانڈو دانڈ دل میں</p> | <p>اسی کے عہد میں تشریف لا یا بسوئے کابل و ایران اس نے سفارت جب گئی ہے سو تبت پئے اصلاح تعلیمت و پولس بڑاڑا کے ہی زور پالسی سے عرب کے بھی سوا حسل پر گیا وہ اسی کے عہد میں بنگالیوں نے اودھر تھا جوش تحریک سدیشی غرض طرز عمل اس حکمران کا ہے اسکے وصف میں یون ہند گویا</p> |
|---|--|

لکھوے بادشاہ تاریخ رخصت
ہوا رخصت وطن کو لاہور ۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ جشن جوہلی حضور نظام دکن دام اقبالہ جو اخبار مخبر دکن مدرس مطبوعہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا

| | |
|---|--|
| <p>رنگت کچھ آج اور ہی صحن چمن کی ہے کیا وہوم ای صبا ترے دلکش چمن کی ہے سوسن سی بے زبان کو تمنا سخن کی ہے سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے ناز و اداس گلشن سراسر دہن کی ہے سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے رغبت اسے بھی اندنوں انگلش فشن کی ہے فرحت عجیب آج ہریک مرد و زن کی ہے</p> | <p>کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار ہریک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغ باغ نرگس کی کور آنکھ بھی بنیا ہے اندنوں گل میں کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے دولہ ہے عندلیب براتی میں سب شجر غیچون کی بوسے کرتی ہے ان روزوں ہمیری پوڈر لگا یا گل نے زر گل کا رخ پہ آج یعنی شہ دکن کے ہے یہ جوہلی کا دن</p> |
|---|--|

| | |
|---|--|
| ہر ایک خوشی بجا ہے ای اہل دکن تمہیں نظارہ ایسے جشن کا ہمو عطا ہوا نازان رعایا شاہ پہ شہ ان پہ شادمان کس طرح تجھے حضرت آصف کا وصف ہو اشدرے خوشی شہ آصف کے عہد کی اس عہد شہ میں جہل ہے بقدر کس قدر اقبال وجاہ شہ کا فزون تر ہو و مدیم | قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے منت یہ کیسی بارگہ ذوالمن کی ہے نسبت یہ گویا دونوں میں اب روح و تن کی ہے طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے باقی نہ ایک شکل بھی رنج و محن کی ہے جو کچھ یہاں ہے قدر فقط علم و فن کی ہے جب تک بقا الہی زمین و زمن کی ہے |
|---|--|

تاریخ جشن تم یہ سنا دو ای بادشاہ
اب جو بلی جہان میں نظام دکن کی ہے

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات و پلور کیلئے لکھا گیا

| | |
|---|--|
| خوب ہے مجمع مسرت خوب ہے سال اس جلسہ کا لکھو بادشاہ | علم کا ہے آج عز و جاہ خوب جلسہ تعلیم طلبہ واہ خوب |
|---|--|

قطعہ تاریخ جو حیدر آباد دکن میں لارڈ منٹو و سیرے ہند کی تشریف آوری پر لکھا گیا

| | |
|---|---|
| ہوے ہن رونق افزا و سیرے ہند بلد ہن ہوا آراستہ پیر استہ یوں ہر گلی کو چہر نہ کیوں مسرور ہو مخطوط ہو ہر دم دل مہان عجب انش فزائین میزبان مہان کی تقریر | نہ تھی کس کو تناسل مسرت خیز تابو کی بنی ہے آج شکل شہر یک معشوق دلجو کی نچی ہے دہوم ہر جا میزبان کے خلق نیکو کی ہے انکے آگے کیا وقعت فلاطون کی ارسطو کی |
|---|---|

لب بھبت سے سال عیسوی اے بادشہ فوراً
کہو۔ اب ہے خوشا آمد دکن میں لارڈ منٹو کی

قطعہ تاریخ جو آنریبل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ ججی ہائی کورٹ مدراس پر مامور ہوئے
متعلق لکھا گیا

رکھتا ہے سب میں لیکن شانِ عظیم جس
ذی جاہ یکے سلطانِ مردِ سلیم جس
ہمدرد قوم آئے کیسے نہیں جس

سرکار میں معزز عہدے تو یوں بہت ہیں
صد شکر اندون ہیں رونق فراغے ہی کوثر
مدرسہ تھاری قسمت کی یاوری ہے

تاریخ عیسوی یہ اسے بادشاہ لکھو
فرخ نہاد ہیں یہ عبدالرحیم جس

قطعہ تاریخ جو افق حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبارِ مجر دکن مدراس مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا

زبان پر کیوں ہر ایک کے آج شکر باری ہے
بہر ہے جوش کیوں دل میں یہ فرحت آج کیسی ہے
سبب کیا جا بجا یہ اتفاق و حب قومی ہے
بصد شوکت وہاں اب ہر کا جشنِ افتتاحی ہے
ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے
مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے
تم اچھے ہو تمہاری اندون تقدیر اچھی ہے
زیادہ کچھ نہیں عرصہ جو مدت ہے وہ تھوڑی ہے
وہی یعنی امیر المومنین سلطانِ غازی ہے
ادب سے سارا یورپ کو کہتا ہر محبشی ہے
یہ وہ سلطان کہ جو شرع بنی کا دل سے حامی ہے
یہ وہ سلطان کہ جبرِ سلطنت خود ناز کرتی ہے
شرف سے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے
بھلا تاریخ میں تبار و ہوسر اس کا کوئی ہے
زمانہ نگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

مچی ہے کس نوید جانفر کی دہوم عالم میں
نظر آتا ہے یہ کس شاہِ مقصود کا جلوہ
سبب کیا ہر طرف آثارِ عشرت یوں ہویدا ہیں
سنو یہ وجہ اسکی ریل آہنچی مدینہ کو
خوشی ہم بھی منائیں گریہاں ہر گز نہیں بجا
مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک
سہولت اب سفر کی حاجیو تم کو مبارک ہو
وہ دن بھی آئیگا سنلو گے پہنچی ریل مکہ کو
یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی
ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان
یہ سلطان ہے جسکو خادمِ الحرمین کہتے ہیں
یہ وہ سلطانِ خلافت کا ہے جسکے یک جہا قائل
یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمان دنیا کو
تدبر میں تحمل میں فرست میں لیاقت میں
محبت اسکی مثلی ہمارا دل ہے پیما نہ

| | |
|--|--|
| یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے التجا حق سے شہ نڈر و ہفتم کا بھی ہم پر شکریہ لازم تعلق ہو و نون شاہ سے ہے فرق ہے اتنا | جہان میں وہ رہے باقی جہان جب تک باقی ہو کہ جس نے مذہبی کاموں میں آزادی نہیں دی ہے وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے یہی ہے |
|--|--|

تلاش ہے بادشاہ تہی بہر سال افتتاح ریل
کہا ہاتھ نے شہر کو مبارک ریل پہنچی ہے

قطعہ تاریخ جو طغیانِ موسیٰ ندی واقع حیدر آباد دکن کے متعلق لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ
نومبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا

| | |
|--|---|
| حادثہ شکر ترا ای حیدر آباد دکن موسیٰ ندی کا ہے یوں سیلاب آیا ناگہان کوئی تو دب کر مڑا کوئی ہوا ہے غرق آب کر دیا ہے استقامت اسکو بھی سیلاب نے گر گئے صد ہا مکان بچہ ہوا نقصان مال لالہ و گل تھے جہان اب ہے وہاں سب خوں بچکے صدمہ سے جو اونکی تھی کیا حالت زبون آفرین صد آفرین ہے تو نے اے شاہ دکن کھانا بھوکوں کو کھلایا کپڑے ننگوں کو ڈے اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری تجھ سا حاکم آج ناک تخت دکن پر کب ہوا کیون نہ تار کی شب غم کی دکن سے دور ہو | آہ ادل کس کا نہیں ہے خنجر غم سے دو نیم • ج طرح کرتی ہے دہا و ملک پر فوج غنیم کہلگئی تھی خلق پر کیا راہ عین و دال و مسیم تہاں تعمیر جس پل کا صراطِ مستقیم سیکڑوں بیوہ ہوئیں عورت اور بچے یتیم ہے روان بادخزان جس جا پہ چلتی تھی نسیم ہائے انکی بے بسی وہ رنج و غم وہ خوف و بیم کس قدر ان خستہ حالوں پر کیا لطف عیم اور اپنے خاص ایوان میں کیا انکو مقیم حشر میں دیگا جزا کیا کیا تجھے رب کریم واقعی ہے ذات تیری غر شاہان و تدیم ماہ تابان تو ہے اور انجم ہیں سب تیرے ندیم |
|--|---|

ہاتھ غیبی نے بہر سال مجھ سے بادشاہ
کہ دیا - آیا دکن میں دائرے سیلاب عظیم

قطعہ تاریخ جو سند نشینی بہرائش نواب غلام علیخان بہادر والی ریاست بگن پٹی کے متعلق لکھا گیا۔

| | |
|--|---|
| ہوی آج یہ کسی سند نشینی دوستان ہے تقدیر بگن پٹی کی نہیں کچھ یہ سب اگر آب زر سے عجب چشمہ فیض ہے یہ ریاست | ریاست کا گلشن ہے سرسبز و شاداب کشادہ مین کیا کیا مسرت کے ابواب لکھن تذکرہ اسکا ذی فہم اصحاب شب و روز خلق خدا جس سے سیراب |
|--|---|

لکھو بادشاہ تم یہ سال سیحی
غلام علیخان ہو آج نواب

قطعہ تاریخ جو لارڈ مٹو بہادر و سیرے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس
مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا

| | |
|---|--|
| کیا مبارک ہے تو اے ماہِ دسمبر کی نہم گلشن مدراس میں کیا لاتی ہے تو نے بہار نائبِ پُرد و ہفتم رونق افزا ہین یہ سان چل رہا ہے دور انکے بادۂ دیدار کا خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی بلدۂ مدراس ہے آراستہ پیراستہ آپ لاثانی فرست میں ہو یکتا فہم میں آپ کی کوشش کا ثمرہ ہے یہ اسکیم جدید | تیرا آنا گویا ہکو فال نی کو ہے یہ آج جانفزا ہریک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج شادمانی و طرب کی دہوم ہر سو ہے یہ آج ساغرِ چشمِ خلائق خوب مملو ہے یہ آج ہکو اظہار و فاداری کا قابو ہے یہ آج ہر گلی دلکش ہے ہریک راہ دلجو ہے یہ آج کون مانند آپ کے خوش خلق خوش ہے یہ آج آپ کے احسان کا انکار کس کو ہے یہ آج |
|---|--|

جستجو ہے گرجے تاریخ کی ای بادشاہ
لکھ۔ خوشا زینبا و دلا رڈ مٹو ہے یہ آج

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لیجلیٹو کونسل مدراس کی ممبری پر لکھا گیا

| | |
|----------------------|-------------------------|
| تاجروالا ہم نیکو شیم | عبدین قدوس کے عالی جناب |
|----------------------|-------------------------|

| | |
|--|---|
| مجمع اوصاف جنکی ذات ہے ذی وجاہت ذی فراست ذی کمال جنکے گھر سے فیض یک عالم کو ہے کونسل کے آج وہ ممبر ہوے دل ہر یک کا ہے خوشی سے باغ باغ دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی سرخ رویا رب رہیں یہ قوم میں | جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب مع نواں جنکے ہیں سارے شیخ و ثاب قوم ہے ممنون جن سے بے حساب کر دیا انکو خدائے کامیاب واقعی ہے یہ سترت لاجواب ذکر ہے ہر جایا ہی با آب و تاب قوم ہوائے ہمیشہ بہرہ یاب |
|--|---|

مین نے سال کامیابی بادشاہ
لکھ دیا۔ اچھا مبارک انتخاب

قطعہ تاریخ جوہر مجبئی کنگ جاجی نجیم شاہ انگلند و قیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکھا گیا

| | |
|---|--|
| ہے اب رونق فراے تخت انگلند مبارک باد کی ہر سو صدا ہے رعایا پرور و عادل و باذل ترے ہی خرم فیض و کرم کی پھر دولت و اقبال کا تو سراسر مورد فضل الہی چلیگا باپ کے نقش قدم پر سنادین مصرع سال جلوس آج | ہزاران آفرین ہے جاجی پنجم خوشی اب بہرین ہے جاجی پنجم کوئی تجھ سا نہیں ہے جاجی پنجم رعایا خوشہ چین ہے جاجی پنجم عجب ماہ سہین ہے جاجی پنجم ترا تاج و نگین ہے جاجی پنجم یہی ہمکو یقین ہے جاجی پنجم تمنا یہ ہمیں ہے جاجی پنجم |
|---|--|

سرا اعدا کو کرد و دور سنلو

خوشا اور نگ نشین ہے جاجی پنجم

قطعہ تاریخ جو صحت یابی شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر متخلص بہ ولہ ساکن حیدر آباد دکن

| | |
|--|---|
| لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳۰ مئی ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا | <p>عزیز جنگ بہادر و آلائے والا شان وجود تیرا جہانیں بسا غنیمت ہے ترے فیوض سے آبِ سفید کون نہیں خبر جو تیری علالت کی اندون پھیلی ہر ایک زبان پہ تیری سلامتی کی دعا پئے علاج اطبا اودہر ہوئے مصروف ہزار شکر ملی تجھ کو دولتِ صحت</p> <p>شہیر خلق ہے تو باہزار زینیاں تھے ہی دم سے ہے ہر فن کی قدر تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدا تو دوستوں کی طبیعت بہت ہی گہرائی ہر ایک دل تری صحت کا تہا متانی ادھر عنایتِ خلاق جوش پر آئی ہزار شکر خدا نے امید بر لائی</p> |
| سنائی ہم نے لبِ بادشاہ سے تاریخ عزیز جنگ نے نامِ خدا شفیق پائی | قطعہ تاریخ جو جلسہ ابتدائے رسالہ المضمون مدراس کے لئے لکھا گیا |
| <p>شکر صد شکر منعقد ہے آج بادشاہ اسکی تم لکھو تاریخ</p> <p>جلسہ ابتدائے المضمون طرب افزا بنائے المضمون</p> | قطعہ تاریخ جو جلوس ہزماٹس میر عثمان علیخان بہادر جی سی۔ ایس۔ ای۔ نظام ہفتم حیدر آباد دکن خلد شہر ملکہ و سلطنت پر لکھا گیا |
| <p>ہو گیا تخت دکن پر جلوہ گر بادشاہ نے لکھ دیا سالِ جلوس</p> <p>میر عثمان علی والا مقام اب ہوا شاہ دکن ہفتم نظام</p> | قطعہ تاریخ جو دول یورپ میں جنگ عظیم چہر جانیکے متعلق لکھا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۱۲ اگست ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا |
| <p>یورپ کی دولتوں میں کیا جنگ چہر گئی ہے سال اسکا بادشاہ سے پوچھتے ہو سنو</p> <p>کس نے نظیر اسکی تاریخ میں ہے جنگ عظیم یورپ ہے اسکا سال بھری</p> | |

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد متا شملوی زاد مجسده جو مسجد بینان کوچہ آندرسن مدرسہ
میں پڑھا گیا

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| سیمنو! آپ کی مسجد میں آج | شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے |
| وہی پائیگا جسز اخالق سے | دین کی باتوں کا جوشیدا ہے |
| دین کے واسطے ہے یہ دنیا | اگر نہو دین تو دنیا کیا ہے |
| مولوی شملوی صاحب کابیان | پوچھنا کیا ہے بہت عمدہ ہے |
| ایسے واعظ کی اگر قدر نہو | قدر کا لفظ ہی پھر بجا ہے |
| ہن یہی ندوة العلماء کے کیل | ہند میں انکا بڑا شہر ہے |

بادشاہ وعظ کی تاریخ لکھو
واعظ سیمو سحر بیان اچھا ہے

تاریخات مساجد وعید گاہ

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگندہ واقع ضلع انت پور کیلئے حسب فرمائش اہل پنگندہ لکھا گیا

| | |
|------------------------|---------------------------|
| خوب تیار یہ ہوئی مسجد | دل ہوا مومنوں کا فرحت ناک |
| کہدیا سال اسکا ہاتھ نے | کہ زبہ خانہ خدا سے پاک |

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع چتور کیلئے حسب فرمائش اہل پنگنور لکھا گیا

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| فضل سے اللہ کے پنگنور میں | ہو گئی تعمیر مسجد با صفا |
| کہدیا ہاتھ نے سال اختتام | مومنین کا مسجد گاہ بیت خدا |

قطعہ تاریخ جو تعمیر عید گاہ آمبور کیلئے حسب فرمائش مالگی قادریا بادشاہ صاحب اپنی لکھا گیا

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| شکر ہے یہ عید کہ طاعت حق کیلئے | ہو گیا تیار از فضل خدا سے جہان |
| فکر تہی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ | لکھو وہ ہے یہ خوشنیا عید کہ مومنان |

تاریخات شادی

قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب نطہر شمس الدین حسنا ساکن و انباری جو محل نکاح میں پڑھا گیا اور دوسرے شعر کی تاریخوں کے ہمراہ طبع کر کے تقسیم کیا گیا۔

گلشن میں فصل گل کی کیا دہوم ہے مچی آج
ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو
سبزہ کی سبز بختی ہے تابل نظار
غنچوں کا مسکرانا پہولوں کا پہول جانا
بے انتہا زر گل تقسیم کر رہا ہے
مصروف ناز ہے گل جو نیا زلبیل
ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب میں یکجا
دل ہے کہیں لبہاتی آنکھیں کہیں چسپاتی
رنگ چمن سے ای دل حیران کیوں ہوا ہے
نطہر شمس دین کا فرزند نیک طینت
چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر
علماء و عہدگان سب ہیں جمع باجماع
کس کس کا نام لون میں کی صفت لکھوں میں
یارب عروس و نوشہ ہر دم ہیں سلامت
یہ لطف زندگی بس قائم رہے ہمیشہ

نغمہ سر ہے بلبل ہر ایک بصد خوشی آج
ہر نخل تازہ تر ہے ہر شاخ ہے ہری آج
گو یا بچہا ہے ہر جافر ش زمر دی آج
دکھلا رہا ہے کیا کیا انداز غری آج
دیکھو تو باغبان بھی کس درجہ ہے سخی آج
دونوں کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج
سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے رتی آج
زر گس کی نٹو خان ہیں واللہ دیدنی آج
کیا یہ نوید فرحت تو نے نہیں سنی آج
پایا ہے بارک اللہ اعزاز نوشہی آج
جو طرب ہیں یکسر کیا پیر کیا صبی آج
اس جشن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج
عاجز قلم ہوا ہے قاصر زبان ہوئی آج
باصدق دل یہی میں ہوں تجھ سے ملتی آج
جو طرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج

تاریخ کا یہ صریح سن لیجے بادشاہ سے
ہے بزم تختہ اتی احمد حسین کی آج

قطعہ تاریخ تختہ اتی جناب عبدالوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن
ویلور کی لڑکی سے کی گئی

| | | |
|--|--|--|
| <p>تو ہے کیا جلوہ نما با آب و تاب تیرے آنیسے ہوئے ہم کامیاب تجھ کو زیبا ہے ہر یک زیبا خطای تجھ سے اب مقصد کا چمکا آفتاب دوست یک میرا لیاقت انتساب ہر صفت میں ہے وہ فرد لا جواب خرمٰی بھیر ہے فرحت بے حساب تازہ تر گلشن میں ہو جیسے گلاب فکر میری ہو گئی وقف حساب</p> | <p>مر جا اے تیسویں ماہ رجب تیرے آنیسے ہوئے سرور ہم نیک ہے معود ہے محمود ہے قونے دکھلائی ہمیں صبح ہسید یعنی فضل حق سے اب نوشہ ہوا ذی مروت مظہر خلق و کرم وہوم ہے ہر جا مبارکباد کی یون شگفتہ ہے دل پیر و جوان واسطے تاریخ کے اسی بادشاہ</p> | |
| | <p>یکایک ہاتھ سے یون آئی ندا بے یہ فرخ شادی عبد و باب</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ تختہ لانی جناب عبدالقادر صاحب برادر جناب شیخ احمد صاحب دیلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب نوم ستوطن دیلور کی لڑکی سے لگی تھی۔</p> | | |
| <p>ہر طرف جوش طرب ہے ظاہر طبع کہتی ہے کہ میں ہوں حاضر مثل گل کوئی شگفتہ خاطر کوئی رنگس سا ہمہ تن ناظر جیسے گلشن میں صبا ہے سائر صاحب خلق میں ذی شان تاجر اسلئے ہے یہ مسرت وافر طرہ ہے اسپ لباس فاحشر</p> | <p>بارگ لشد یہ کیا فضل ہے شوق کہتا ہے کہ کچھ لکھ مضمون شکل غنچہ ہے کوئی تبسم مدح خوان صورت بلبلی کوئی جا بجا یون ہے اثر فرحت کما میرے یک دست ہیں شیخ احمد نام ہوا اب انکے برادر کا نکاح ذی وجاہت ہے سر اسر نوشاہ</p> | |

| | |
|--|--|
| <p>جمع کیا کیا بین یہاں اہل کمال رونق اس بزم کی کچھ اور ہی ہے سب کے لب پر ہے مبارکبادی چونکہ بے لطف ہے اب طول کلام شاد و خرم رہیں دولہ و لہن بادشاہ داد سخن کی دینگے</p> | <p>عالم و فاضل و شعی شاعر اہتمام اسکا ہے بالکل نادر کون ہے کسی زبان ہے قاصر بس یہی میری دعا ہے آخر فضل حق اسکا ہو ہر دم ناصر وہ جو ہیں فن سخن کے ماہر</p> |
| <p>لب ارمان سے سنا دو تاریخ خوب ہے شادی عبد تار</p> | <p>لب ارمان سے سنا دو تاریخ خوب ہے شادی عبد تار</p> |
| <p>مادہ تاریخ نکاح خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف نکاح خطیب عبدالرشید</p> | <p>مادہ تاریخ نکاح خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف نکاح خطیب عبدالرشید</p> |
| <p>شکر اللہ آج ہے گلشن میں کیا فصل بہار نغمہ بیل ہے پیش شاہد گل اس طرح شاخہائے گل ہم کرتے ہیں یوں سرگوشیاں طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو لبسم اللہ سے ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر بنگیا سر بسر حیران کہیں گلچیں کہیں صیاد ہے یعنی یک میرے مکرم دوست ذی لطف و کرم انکا نور لعین ہے جو صاحب علم و کمال شاد ہے مشرور ہے خرسد ہے ہر یک بشر علم و اخلاق و تواضع نیکوئی خوشدلی</p> | <p>خندہ زن گل بہن شگفتہ طبع سارے عنذلیب جس طرح دربار شاہی میں ہو آواز نقیب راز دل جیسا کسی سے کوئی کہتا ہے جیب آئی ہے بادِ سحر اب بکے استاد و ادیب کون ہے اہل چین میں آج محتاج و غریب ناز ہے بیل و گل کو ہے کون اپنا رقیب جنگا ہے ہم گرامی عبد الرحمن خطیب آج وہ نوشہ ہوا از فضل خلاق مجیب آج آتی ہے نظر بچہ کو خوشی ہی خوش نصیب ذات نوشہ میں یہ سب ہیں جمع با نشان عجیب</p> |

| | |
|---|---|
| <p>بزم میل فلک ہے شکلِ تبسم جمع ہیں مولوی حاجی خضر محمود جن کا نام تھا گوہن زنده ہیں زنده مگر ہے انکا نام دولہ و دلہن کو یارب شاد رکھہ آباد رکھہ</p> | <p>عقدگانِ شہر سارے اور علمائے لبیب عقد نوشہ میں جو آئی انکی ہے دختِ نجیب رہبر دینِ پیمبر تھے وہ روحانی طبیب تیرے افضال و کرم ہر دم میں انکے قریب</p> |
| <p>مصرع تاریخ یوں لکھا ہے میں نے بادشاہ ہے مبارک عقد نیکوئے عبید اللہ خطیب</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ کتختانی حکیم محمد عبدالواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدراس</p> | |
| <p>عبدالواحد کا ہوا بسا ہوا آج بادشاہ شہ تم یہ سنا دو تاریخ</p> | <p>دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاید شادی سرخ عبدالواحد</p> |
| <p>قطعہ تاریخ کتختانی دختر نیک اختر جناب واداعنی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری محمدن ایجوکیشن سوسٹی انڈیا</p> | |
| <p>کس زبان سے ہو تراشکر و سپاس شاہد مقصود کو تو نے کیا جیسے گلشنِ مین روان باد نسیم دل سے ہر یک کے یہ کہتی ہے خوشی کون ہے ایسا جو باغ و ہر مین یعنے یک میرے کرم دوست نے واہ کیا محفل ہے جس پر ہے فدا اہل محفل صورت پروانہ ہیں ہر دہن وقف مبارک باد ہے دل میں بہانوں کے مدت تک رہے مصرع تاریخ کی تھی جستجو</p> | <p>فضل کیا ہم پر ہے اے اللہ آج جلوہ گر مانند ہر و ماہ آج یوں خوشی کی ہے دلوں میں راہ آج خادمہ تیری ہوں بے تنخواہ آج اس مسرت سے نہیں آگاہ آج عقد دختر کا کیا دلخواہ آج شان و شوکت اور عز و جاہ آج اور شمع بزم ہے نوشاہ آج ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج میزبان تیری لطف و چاہ آج آئی ہاتھ سے ندا ناگاہ آج</p> |

کہد و از روئے بشاشت بادشاہ

دخت ابراہیم کا ہے بیاہ آج

قطعہ تاریخ شادی دختر مولوی احمدین صاحب یم۔ بی۔ بی۔ بل محمد پیشی حضور نظام دکن جو برادر موصوف
کے مکان میں دوپہر حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ پڑھا گیا

محفل ہے عقد کی یہ کیا خوب بارک اللہ
اے ملک بادشاہ تو کدے یہ سال بھری

سب دوستوں کے دل کو فرحت ہے چین آج
نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ہے آج

قطعہ تاریخ تختدانی ملیا لم عبدالرحیم صاحب فرزند جناب ملیا لم امین الدین صاحب ساکن و انباری

شکر تیرا کیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم
تیری صنعت کے ہیں شیدا جملہ عقلائے زمان
شان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی
سب اعلیٰ سب برتر تیرا احسان ہے یہی
تو نے وہ بزم مسرت بہکو دکھلائی ہے آج
یعنے ملیا لم امین الدین صاحب ذی وقار
آج نور العین کا انکے ہوا عتد سنجاح
پورا پورا اگر لکھوں اس بزم کا میں کرو فر
اس مسرت کی خبر پھیلی ہے ہر سو شہر میں
واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج
وصف کے قابل ہے نوشہ نیکو نیکو نیکو نیکو
فارسی اردو و انگلش کا نہیں ماہر فقط
اب دعا کرتا ہوں حق سے بہر نوشاہ و عروس
سارے آفات و حوادث سے انھیں محفوظ رکھ

ہم ہیں بندے تو ہے مالک ہم ہیں حادث توقیم
تری حکمت سے ہیں حیران سارے دنیا کے حکیم
تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم
تو نے رکھا دین احمد پر جو بہکو مستقیم
سایہ افگن جیسے ہے ہر دم ترا فضل عظیم
منظر لطف و غایت دوست ہیں میرے صمیم
فرحت و بھجت ہیں کیا کیا دین ہر ایک کے مقیم
صفحہ کا غذیہ میرے ہوں فدا اور اراق سیم
جطرح گلشن کے اندر ہو رواں باد نسیم
جمع ہیں تجار کیسے کیسے علمائے فخم
ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم
بلکہ عربی قابلیت بھی ہے اسکی مستقیم
خوش رہن خرم رہن یہ دہرین بے خوف و بیم
کر کم ان پر اپنی نام ہے تیرا کریم

فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا ای بادشاہ

لکھ کہ - زیبا خوشی اب شادی عبد الرحیم

قطعه تاریخ کھڑائی بادشاہ صاحب سید صاحب متوطن گوند پور واقع و انباری جو صاحب
درائش اراکین انجمن خیر خواہ عام گوند پور و انباری لکھا گیا

شکریہ کیا کہین اسی خالق حیل و عدا
یوں کیا خدایان و لوگو آج تیرے فضل نے
یعنے یک نخلص ہمارے ذی یاقوت ذی کمال
نام احمد بادشاہ ہے عرف ہے بشامیان
کسکے چہرے پہ نہیں آثار فرحت کے خیال
ہے ہماری انجمن جو خیر خواہ عام نام
انجمن اپنی طرف سے آج با صد ذوق و شوق
ازرہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول
التجاہم سب کی ہے یارب کہ نوشاہ و عروس
الفت و اخلاص ان میں دمدم ہو از دیا د

آج تو نے کیا خوشی کا دل بہن دکھلا دیا
جیسے غنچوں کو شگفتہ کرتی ہے باد صبا
معدن اخلاق خوش خوش صاحب فہم رسا
بارک اللہ اب مبارک عقد اسکا ہو گیا
کسکے لبے اب نہیں آتی صدائے مرجا
ہیں یہ نوشہ اسکے یک پر جوش ممبر با صفا
پیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کا
ہے یہی مقصد یہی ارمان یہی ہے مدعا
خوش بہن خرم رہیں دنیا میں ہر صبح و صا
یا الہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

آگیا ای بادشاہ تاریخ کا مجھ کو خیال

شادی دلخواہ احمد بادشاہ - دل نے کہا

قطعه تاریخ کھڑائی جناب محمد سخی سیٹھ برادر جناب محمد اسماعیل سیٹھ المتخلص منہوم ساکن مدراس

ہنگام شادمانی عالم میں جلوہ گر ہے
یک دوست نیک طینت اسحق سیٹھ نامی
منہوم سیٹھ انکے ہیں محترم برادر
ہیں دونوں یہ برادر سب خوبونکے جامع

اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ
باشان باجمل اب بنگتے ہیں نوشاہ
خوش خلق خوش طبیعت شاعر و قافی آگاہ
اوج کرم کے گویا یک مہر ہیں تو یک ماہ

| | |
|--|--|
| <p>دل نے سرور پایا آنکھوں نے نور پایا ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی پدر عروس عالی ہمت ہیں سیٹھ تونس کہتے ہیں ہم مبارک طرفین کو مبارک یارب عروس و نوشہ دایم رہیں سلامت</p> | <p>مخل ہے کیا یہ عمدہ جمع ہے کیسا دلخواہ ہر لب پہ مرجا ہے ہر یک زبان پہ ہے واہ ذی فہم ذی فرست ذی قدر اور ذی جاہ یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ تیری عنایتیں ہوں ہر وقت انکے ہمراہ</p> |
| <p>تاریخ بادشاہ تم کھدو ز روئے اخلاص اسحاق سیٹھ کی کیا شادی ہے بارک اللہ</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ عقد ثانی مولوی احمد حسین صاحب یہ بی بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملک مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے اپنا بفضل نیر و نور حضور عالی شد دکن کے ہیں اعلیٰ درجہ کے معتمد وہ یہ وہ ہے تقریب بے تکلف یہ ایسی محفل ہو سادہ یہی ہے پابندی شریعت یہی ہے تعمیل حکم سنت خوشی کی ہے آج دہوم ہر جا ہر یک لب پر خوشی کا چرچا یہ وہ لہ رہیں سلامت فریاد ہو قبائل جاوہر حثمت</p> | <p>برائے ہیں آج دوستوں کے مقاصد و مدعا و ارمان ہر ایک شام و صبح ہے اپنی نوازش خسروی فراوان ہزاروں آرٹھین تصدق ہزاروں زینت ہیں بہت قربا یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خداؤں کا فرمان کسی کا دل جو جوش الفت کوئی ہو شادان کوئی ہو خندان اہلی انہر ہر آن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان</p> |
| <p>تلاش تاریخ ای جمو ہوئی ہے جب طبع بادشاہ کو کہا یہ ناقد نے اپنے منہ سے نکاح احمد حسین ذی شان</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ گھڑائی عبدالواسط میان صاحب فرزند جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کرڑہ جو ساہوکار زید میر حسین صاحب بہادر ساکن چتور کی دختر نیک اختر سے کی گئی</p> | |
| <p>آج فصل بہاری کیا طرب افزا ہے آج چل رہا ہے ہر طرف سے دو صبا نے نشاط لڑکھڑاتا ہے نشہ سے سرور غنا کا قدم</p> | <p>باغ عالم کا عجب عالم نظر آتا ہے آج گل ہر یک ساغر ہے غنچہ صورت میں ہے آج دیدہ نرگس بجا مجھو رو دل افزا ہے آج</p> |

بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج
 صورت حرف غلط داغ دل لالہ ہے آج
 غیرت رکھائے گل تار نظر میرا ہے آج
 سبزہ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج
 ہر لب خنجر صدائے مرجا سے وا ہے آج
 کرو فرسار کسی کے جشن شادی کا ہے آج
 جکے چہرہ سے سعادت کا اثر پیدا ہے آج
 نوشہی اعزاز اس نے واہ کیا پایا ہے آج
 وہ نہیں زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج
 فخر کڑیہ تھا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج
 بعد مدت کے خدا نے دن یہ دکھلایا ہے آج
 نام نامی آپ کا شہر تر ہر جا ہے آج
 وصف کے قابل یہ حسن انتظام نکلا ہے آج
 بلدہ چتوڑ میں کیا جلوہ کٹر پہ ہے آج
 سچ بتا تو نے کبھی دیکھا تھا جو دیکھا ہے آج
 التجا تجھ سے ہی اسی خالق کی بنا ہے آج
 شوق کہتا ہے کروں کیا جوش کہتا ہے آج

بلبلو نغمہ پہ اپنے ناز کیا کرتے ہو تم
 صفحہ رنگش سے گم یوں ہو گیا نام الم
 اللہ اللہ کس قدر رنگ چمن کا ہے اثر
 چینیٹے دے دیکر جگانے کو لگا ابر بہار
 کیوں نہ ہو باد صبا دل سے ہوا خواہ چمن
 بے سبب ہرگز نہیں گلش کی یہ دلچسپیاں
 ذی فراست ذی محبت عبد باسط حکما نام
 فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عقد نکاح
 عبد رزاق گرامی قدر تھا اسکا پدر
 جمع اسکی ذات والا میں یقین کیا کیا خوبیاں
 آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا
 مین خسر نوا شاہ کے عالی ہم حسین
 وید کے لائق نہ کیونکر ہو یہ سارا اہتمام
 خویش اور اجاب سا ہے جمع مین نوا شاہ کے
 اے فلک محفل یہ ایسی ایسا جمع یہ خوشی
 دولہ دلہن کو الہی شاد رکھ آ باد رکھ
 طبع کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن

بادشاہ اس جشن کی تاریخ گر لکھتے ہو تم

لکھتے۔ عقد عبد باسط کیا ہی فرخندہ ہے آج

قطعہ تاریخ تختہ الائی سید عبدالحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب ستون و انجاشی

جوش پر ہے آج کیوں فضل خداوند کریم

آج کیا تقریب ہے کیون شادمان مین خاص عام

یوں شکستہ کس لئے ہے گلشن و یلور آج
 آ رہی ہے کیوں صد لہر سو مبارک باد کی
 یعنی یک سیکر مفر ماہین جو سید عقیل
 آج فرزند سعادتمند کا ان کے سناح
 میں خسر نوا شاہ کے سید حکیم عارف علی
 یوں کہا دل نے مسرت سے نہیں تجھ سارینق
 عمر و دولت دولہ و دلہن کی ہو یارب فرزند

تھنڈی تھنڈی چل رہی ہے کس مسرت نسیم
 جو شکر ایزدی ہے ہر سا فر ہر نسیم
 معدن فن طبابت دوست ہیں سیکر قدیم
 ہو گیا باکر و فر باجہ با شان عظیم
 خلق میں مشہور تر ہیں جنکے اوصاف عسیم
 دل سے کہتی ہے مسرت آپکی ہونین ندیم
 الفت و اخلاص میں باہم رہیں یہ مستقیم

مصرع تاریخ تم سب کو سنا دو بادشاہ
 فرحت افزا ہے یزید یا شادی عبدالحکیم

قطعہ تاریخ لکھنؤی محمد سعاد اللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب الحاج محمد عبد الستار بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدینہ

شعبان کی مبارک فیوین ہے آئی
 آیشین نئی بن زیبائشین نئی ہیں
 ہیں جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت
 پدر عروس عبد القدوس بادشہ ہیں
 عبد السلام با شاتیرا پدر مکرم
 عم بزرگ تیرا عبد العزیز پاشا
 زیب بدن جوتیرے بھولونکے ماہین آج
 یارب عروس و نوشہ دائم رہیں سلامت

مسند پر نوشہ ہی کے جلوہ کنان ہے نوشہ
 ہر کرو فریا ہے اور نو جوان ہے نوشہ
 والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ
 لاریب افتخار کل نوشہاں ہے نوشہ
 مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ
 با صدق دل وہ تجھ پر کیا مہربان ہے نوشہ
 کہتا ہے بلبل دل صد گلستان ہے نوشہ
 یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنا دو

سعد اللہ بادشاہ اب با عز و شان ہے نوشہ

قطعہ تاریخ لکھنؤی حاجی عبد الرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبد الصمد صاحب مرحوم متوطن و انبازی

رنگ طرب خوب ہے جوش دلی خوب ہے
شکر ہے لب پر روان دلمین خوشی خوب ہے
ہمکو بھی محفل پیر و صبی خوب ہے
انکے قدم سے یہاں زیب دہی خوب ہے
نیک ہے ساعت تری شان تری خوب ہے
جسکا بجا اہتمام حسب دلی خوب ہے
جسکی یہ بار و فرج بلوہ گری خوب ہے
نیک خصال سخی ابن سخی خوب ہے
خلق و کرم میں جنہیں ناموری خوب ہے
درگہ حق میں دعا اپنی یہی خوب ہے

عقد کی کسکے یہ آج دہوم مچی خوب ہے
وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم
محفل نجم فلک تجھکو مبارک رہے
جمع ہیں علمائے دین دین کے رکن کین
ای مع شعبان کی نوز دہم مرحبا
تو نے دکھایا ہمیں آج وہ جشن نکاح
نوشہ فرخ نہاد نام ہے عبد الرحیم
منیع لطف و عطا صاحب فہم رسا
والد نوشاہ تھے عبد صمد ذی ہم
شاد ہیں خوش رہیں دولہ دولہن مدام

مصرع تاریخ تم کیجئے رسم بادشاہ
شادی عبد الرحیم آج ہوئی خوب ہے

قطعہ تاریخ تختانی شیخ امام صاحب ساکن تار پتری جو جناب ساہوکار عبدالرزاق میاں صاحب مرحوم
ساکن کڑپہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔

سیرت کی ہے ہر طرف دہوم دہام
شگفتہ ہیں کیا کیا دل خاص و عام
جناب عبدالرزاق والا مقام
ہے داماد نیکو سیر نیک نام
یہ دونوں کافر خندہ ہے انضمام
ادھر اعلیٰ تر ہے ہر یک انتظام
و فور تمنا ادھر لا کلام

یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے
مبارک سلامت کا ہے غلغلہ
تھے جو ساکن کڑپہ یک ساہوکار
ہوا عقد یہ انکی دختر کا آج
او دھر تار پتری ہے کڑپہ ادھر
او دھر عمدہ تر ہے ہر یک کار و بار
او دھر خوش اخلاص و لغت ہے خوب

| | |
|---|---|
| عروس اور نوشہ کو رکھہ ای خدا | بصحت بشوکت بہ رحمت مدد م |
| اگر خواہش سال ہے بادشاہ | |
| سنا دو۔ ہوئی شادی شیخ مرہام | |
| قطعہ تاریخ جو جناب قادری الدین صاحب برادر زاوہ جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کٹرپہ کی لڑکی کے عقد کیلئے لکھا گیا۔ جو عبدالصمد صاحب فرزند جناب عبدالواحد میان صاحب مرحوم ساکن کٹرپہ سے منسوب ہوئی تھی | |
| چلی کس مسرت سے باد صبا نہال آج ہر یک ہوا ہے نہال مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یون کہیں چشم زر گس ہے نظارہ باز کسی جا ہن غنچے تبسم کنان یہ رنگ آج گلزار کا دیکھ کر مرے دوست کیلکہ ہے جلی ذات بلند انکی کٹرپہ ہن ہے عز و شان جو نام انکا مادر ہے اور محی وین ہوا آج دختر کا انکی کناح ہنیں دل ہے کسکا مسرت پذیر ہے نوشاہ کا نام عبدالصمد نہ لکھوں اگر سال تاریخ میں | چمن آج ہے لہلہا تا ہوا ہر یک برگ سے ہے خوشی کا پتا سماتا نہیں پیرہن میں ذرا کہیں لب ہن سوسن کے فرحت وا کسی جا عناد دل ہن نغمہ سرا سبب دل سے پوچھا تو کہنے لگا سرا پا عبت سرا پا عطا بلند انکی بہت بلند حوصلہ ہن بحر کرم کے درجے بہا یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا زبان پر نہیں کس کے ہے حجاب زہے نوجوان خوش ادا خوش لقا مری نظم ہو جائیگی بے مزہ |
| لب وجد سے طبع نے بادشاہ خوشا عقد عبدالصمد۔ کہدیا | |

| | | |
|---|---|--|
| | قطعہ تاریخ تختدانی دختر نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور | |
| مکرم دوست میرے شیخ احمد سراپا منظر حلاص والفت سحاب فیض سے انکے ہمیشہ ہزاروں شکر ہے دختر کا انکی نمایان ہر طرف جوش طرب ہے مبارک باشد و باشد مبارک رہیں آباد یارب دولہ دلہن زمانے کے حوادث سے رہیں دور | محبت میں ہیں جو یکتا تھے افراد ہیں اخلاق و کرم ان میں خدا دل جناب کا گلشن ہے آباد ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد کوئی ہے جو نہیں سرور و دل شاد خدا و خدا بحق نون و الصاد بصحت عافیت بآل و اولاد انہیں محفوظ رکھے اور چشم حساد | |
| | لکھا ہے سال ہجری بادشاہ نے مبارک ہوئے شیخ احمد کو داماد | |
| | ایضاً | |
| جوش پر ہے کس قدر فضل خداوند کریم عقد بنت شیخ احمد صاحب طبع سلیم | آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح مصرع سال سیحی تم سنا دو بادشاہ | |
| قطعہ تاریخ تختدانی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری متوطن مدراس | | |
| کیون نہ ہم لائیں بجا شکر و سپاس ایندوی واہ کیا فرخندہ یہ داماد ہے یوسف علی | ہو گیا عقد نکاح صبیہ عبدالعزیز سال ہجری بادشاہ کہدوز روئے نساٹ | |
| قطعہ تاریخ تختدانی پٹیل احمد حسین صاحب خلیفہ جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن بلیکڈ ضلع شمالی آرسکٹ | | |
| منظر لطف و عطا احمد حسین لکھ میرے عزیز کا تختہ احمد حسین | فضل سے حق کے ہوا نوشتہ آج سال ہجری کیلئے اسی بادشاہ | |

| | |
|--|---|
| قطعہ تاریخ کتخانی جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ساکن ترجیا پٹی | |
| مبارک باد کی آواز ہے ہر سو ہر یک جانب کہا دل نے۔ ہمایوں عقد سید مرتضیٰ صاحب | ہوئی ہے آج میرے یک معزز دوست کی شادی زروئے انبساط ای باد شہ سال سچی اب |
| قطعہ تاریخ کتخانی دختر جناب احمد عبدالرحمن سیٹھ ساکن مدراس | |
| یعنے جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ خوب سرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ | دہوم مبارکبادی کی آج ہر یک سو خوب محی یارب تیرا فضل ہے کیا ملین ہے فرحت گسوا |
| سال کا اسکے تھا جو یان باد شہ خلاص نشان کہا دل نے۔ زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ | |
| قطعہ تاریخ کتخانی سید قادر محی الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوٹور ضلع کڑپہ | |
| شاہدان گل کی نیزگی ہے خوب آج بلبل کی نوا سنجی ہے خوب چشم نرگس میں مسیتی ہے خوب بے زبان سون بھی اب کہتی ہے خوب منعقد محفل شادی ہے خوب ساتھ اسکے جوش لہفت بھی ہے خوب طبع میں جسکے ہر یک خمی ہے خوب صورت و سیرت میں لاثانی ہے خوب نیکی جن میں حق نے دی ہے خوب خوشنما سعت یہ کیا آئی ہے خوب خوشنما سعت یہی کیسی ہے خوب آرزو پیر و جوان نے کی ہے خوب | باغ پدوٹور میں آئی بہار شاخ گل پر کس ادا سے بار بار چل رہا ہے بادہ عشرت کا دور گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیوں آج پدوٹور ہے دارالسرور صرف فرحت ہی نہیں ہر دین آج بگیا نوشاہ قادر محی دین بامروت بامانت نوجوان جسکے ماموں پھولے فخر الدین ہیں یوم ہے ہر جا مبارکباد کی دولہ دہن شادمان یارب رہیں صرع تاریخ سننے کے لئے |

تم سنا دو بادشاہ از روئے واہ
عقد قادرنجی دین نامی ہے خوب

قطعه تاریخ کھڑائی دختر جناب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد خضر الدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدظلہ

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| چشم بد ووریہ کیا محفل ہے | یہ طرب کس لئے پھیلی ہے آج |
| جس طرف دیکھو او دہر عالم میں | بارک اللہ کی منادی ہے آج |
| خلق کیوں جمع ہے مثل انجم | قدر کس ماہ نے پائی ہے آج |
| جا بجا دوری عشرت ہے | کون اس بزم کا ساقی ہے آج |
| کشور دل سے طرب کہتی ہے | خوب تجھ پر مری شاہی ہے آج |
| منگیا حرف غلط بن کے الم | خوشنا صفحہ ہستی ہے آج |
| میرا ممدوح ہے جو آل بنی | مولوی فخری نامی ہے آج |
| صاحب علم ہے اور صاحب فضل | مایہ مخمر و مباہی ہے آج |
| جامع جملہ کمالات ہے وہ | معترف ساری خدائی ہے آج |
| اسکی دستر کا ہوا آج نکاح | فضل حق لا متناہی ہے آج |
| فخر شادی کو ہے جس شادی پر | کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج |
| خوف ہے چاک نہ ہو جامہ تن | تن میں فرحت یہ سمائی ہے آج |
| رخ نوشہ پہ سعادت کی صنیا | مثل خورشید چمکتی ہے آج |
| عقد کا طرزیہ ماٹار اللہ | رہبر سنت بنوی ہے آج |
| گل و بیل کے لوازم سے بہری | خوب یہ نظم انوکھی ہے آج |
| خوش و خرم رہیں دولہ و دلہن | یہ دعا تجھ سے الہی ہے آج |
| ہم کو مقصود ہمیشہ انکی | عمر و دولت کی ترقی ہے آج |

بادشاہ تم یہ سنا دو تا ریخ

شادی صبیحہ فخری ہے آج

ایضاً

کون ہے وہ جو نہیں ہے دلشاد
فخری صاحب کو مبارکباد

بادشہ خوب ہے یہ عقد نکاح
کہدو تاریخ زروئے احلام

جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم
ہے یہ زیبا شادی بنت عبدالمعظم

میرے محبے دختر کا ہے عقد نکاح
سال لکھو ای بادشہ اخلاص نشان

قطعہ تاریخ نکہدانی محمد خلیل الرحمن صاحب خلع جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم

آج برآیا ہے دل کا ارمان
آج ہے رحمت حق کا باران
آج سرور ہیں سب پیرو جوان
آج سب جمع ہیں ذی عزت شان
اور طرب کہتی ہے مین ہون قرآن
عبد الرحمن معارف عنوان
اور ہیں مظہر علم عرفان
وصف انکا نہیں محتاج بیان
سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان
نوشہی نام پہ جسکے نازان
ارجمند کے سب آثار عیان
فاضل دین ہیں بیکتائے زمان
صحت و عافیت و حفظ و امان

بسم اللہ بفضل یزدان
آج شاداب ہے باغ امید
آج بشاش ہیں سارے احباب
آج موجود ہیں سب اہل کمال
زیب و زینت ہے فدا محفل پر
میرے یک دوست جناب تسلیم
مفسد خلق و ادب اہل ذکا
سب کمالات کے جامع ہیں وہ
انکے فرزند کی شادی ہے آج
کیا جوان نخت جوان سال ہے وہ
جسکے چہرے سے ہیں ماشار اللہ
جو خورشید اللہ
دولہ دہن کو اہلی دیجے

| | | |
|--|--|--|
| <p>روز و شب شام و سحر ہر آن جیسے یوسف کے زینچا تھے انیس</p> | <p>ان میں اخلاص و محبت ہو فزون جیسے یوسف کے زینچا تھے انیس</p> | |
| | <p>بادشاہ نے یہی لکھی تار بچ محل عقد خلیل الرحمن</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ تختہ آئی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری مستوطن مدراس</p> | | |
| <p>خوب شاداب ہے صحن گلزار بلبلین کیوں نہوں سوجان سے نثار جیسے میخوار سے باہم میخوار ہمہ تن آج ہے وقف دیدار کرتی ہے آج صبا ہر یک بار منعقد ہے شہ گل کا دربار لال بلبل کی ہوی ہے منقار دل قمری ہے تصدق ہر بار رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار مشک و عجز کو بنادی بیکار باغبان نے یہ کہی وجہ بہار ہے اسی کے یہ خوشی کی بہار نیک بختی کے ہیں عمدہ آثار تاجرون میں تھا معزز زیار بہائی نوشہ کا ہے عظمت آثار جسکا شہرہ ہے ہر یک شہر دیار</p> | <p>آج آئی ہے مسرت کی بہار گل میں خندان تبسم غنچے شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے رنگ زر گس ہے وہ چشم بد دور تختہ نگہت گل کی تقسیم پاسبان کیوں نہوں ہر جا زر گس وصف گل میں ہے یہاں تک مصروف دیکھ کر سرو کی ثابت قدمی وصف گل ایک بھی پورا نہوا نہرن اور نہرین کی مہاک تھا تعجب مرے دل کو ناگاہ عبدتار کا اب عقد ہوا رخ نوشہ سے نمایاں بالکل تھا پدر ساکن کہتہم اسکا نام جسکا ہے محمد جعفر وصف نوشہ کے خسر کا کیا ہو</p> | |

جسکے مالوف صفار اور کبار
منظر خلق ہے ذی عز و وقار
بہائی نوشکے خسر کے بین شمار
دونوں ذی رتبہ ہیں نزد سرکار
اور موجود ہیں سب خویش و تبار
ان سے محفل بھی نہوی زینت دل
ہر دم و لحظہ ہر یک لیل و نہار
رہیں باہم وہ انیس و غنچہ ار
یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار
تا کجا اپنے سخن کا طومار

نامور ہے وہ اسٹنٹ سرجن
نام ہے عبد عزیز احمد
نیک دل عبد رحیم عہدِ عظیم
یک وکیل ایک اسٹنٹ سرجن
الغرض آج شریکِ محفل
ان سے محفل کو ملی عزت و شان
ہو مبارک یہ مبارک تقریب
رہیں دلشاد عروس و نوشاہ
آل و اولاد سے آباد رہیں
بادشاہ خواہش تاریخ میں اب

سال یہ بے سرائیشہ لکھو

مرحبا یہ شادی عبد الستار

یہ نظم اور قطعہ تاریخ تختہ آئی دختر جناب مانگنی محمد یعقوب صاحب متوطن و انباری کیلئے حسب فرمائش
ارکین انجمن خیر خواہ عام گوند پور لکھے گئے

نغمے ہیں بلبلون کے لحسپ بے نہایت
کرتا ہے کیا دوبالا گلشن کی زیب و زینت
کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح و بہجت
سوسن ہے مدح گو اور زکس ہے محو حیرت
اس جشن کی ہوی ہے یون تکشفِ حقیقت
ہنسی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشارت
ہم زلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت

آیا ہے موسم گل گلشن میں باسرت
پہو لوں کا پہو لجا ناغیون کا سکرانا
شاخیں ہر یک شجر کے مستانہ جہومتے ہیں
باد صبا حزامان ہے آج کس ادا سے
گلشن میں باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی
حاجی ملنگ صاحب الرحمن جو باو تر ہیں
واما و حاجی صاحب یعنی حیات پاشا

| | |
|---|---|
| <p>داماد اور خسر کی توصیف کیا کریں ہم خلق و کرم میں دونوں عالم میں بین بیکانہ تعلیم کیلئے وہ روپے دئے ہزاروں اہل وطن میں انکے مالوف جان و دل سے یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ ادنیٰ تعریف محسنوں کی ہے فرض انجمن پر ہم اہل انجمن اب ازراہ جوش احسان کس کروفر کی ہے یہہ تقرب اللہ اللہ ہے انتظام عمدہ اور اہتمام اچھا دہن کے جو پدر میں یعقوب صاحب جاہ یارب رہن ہمیشہ دلشاد دولہ دہن</p> | <p>مشہور خلق چار و وزن کی ہے تجارت منظور انکو ہر دم ہے قوم کی حمایت والا ہے بذل انکا عالی ہے انکی ہمت ہے نقش انکے دل میں اپنے وطن کی الفت محسن ہیں وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت انکے ہر ایک خوشی میں لازم ہے اپنی شرکت اس نظم تہنیت کو کرتے ہیں پیش خدمت ہیں جمع کیسے کیسے ذیجاہ ذی وجاہت ہر کام باسلیقہ ہر امر با متانت ذیجاہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت حفظ و امان میں اپنے رکھے انکو تو سلامت</p> |
|---|---|

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

قطعہ تاریخ

| | |
|--|---|
| <p>دختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح بادشاہ کو جب ہوا تاریخ شادی کا خیال</p> | <p>شادمان خندان نظر آتے ہیں خوش اقربا کیا مبارک کچھ آئے۔ آسمان نے کہدیا</p> |
|--|---|

نظم تاریخ کی گنجائی دختر جناب الحاج محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن دہلوی پیٹھ واقع مدراس

| | |
|--|---|
| <p>شکر خالق نہ کیوں کریں ہر دم اور نعمت رسول ہر دو حسان بنت حاجی محمد عثمان کی جتنے ممدوح کے ہیں فرزندان</p> | <p>ہم پر کیا کیا ہیں اسکے فضل و کرم رحمت دل ہے اور سرور و جان آج کس دہوم سے ہوئی شادی سب سے گرم اہتمام یہاں</p> |
|--|---|

| | |
|--|--|
| <p>کوششوں کا ہے انکی خوب اثر عبدتجی ہے جو نام نوشتہ کا طالب العلم ہے وہ یف یے کا پائے بی یے کا کیوں نہ وہ اعوان نیک اوصاف سے منور ہے ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ ان پہ رکھہ یا خدا کرم کی نظر ان میں اخلاص دے محبت دے شوق تاریخ جسکے دل میں ہو</p> | <p>کیوں نہ خوش ہوگی ان سے روح پر اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا نیک خونیک دل ہے نیک ادا خلق میں کیوں نہوگا وہ ممتاز اور وطن اسکا مچھلی بند ہے دولہ دلہن ہوں شادمان دلخوا تا خوشی میں ہو انکی عمر بسر تذرتی کی انکو نعمت دے بادشاہ ان سے تم یہی کہدو</p> |
|--|--|

مصرع سال ہے اسی نیک مزاج

واہ یہ خوب تر نکاح ہے آج

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب متوطن مدرس موسوم بہ رقیہ بی بی مدعرتا

تولد ہوئی دختر نیک اختر
کہا دل نے پیدا ہوئی نیک اختر

بفضل خدا میرے داماد کے گھر
ہوئی فکر تاریخ جب بادشاہ کو

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد صلیہ صاحب ساکن محلہ گویند پور و امن آباد ٹری

آج شادابی ہے گلشن میں عجیب
چشم زر گس کو ہے نظارہ نصیب
جیسے ناب لائے پیغام منیب
شاخ گل منبر ہے ہر پہل خطیب
ذی لیاقت ہے جو یک میر حبیب

جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار
شاہ گل کو ہے رنگینی عطا
بوئے گل لائی ہے گل سے یون صبا
کیوں نہ ہر یک گوش گل محفوظ ہو
دختر اب پیدا ہوئی اسکے مکان

| | | |
|--|---|--|
| <p>اور لب پر شکر خلاق مجیب کوئی دیتا ہے دعا اگر قریب مین گل تاریخ کا ہوں عند لب</p> | <p>دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون کوئی مصروف مبارک باد ہے کوئی کہتا ہے ہی با ذوق و شوق</p> | |
| | <p>بادشاہ کبدوز روئے انبساط بنت نیکوئے عبید اللہ خطیب</p> | |
| ایضاً | | |
| <p>ہوی پیدا جو دفتر ہر طرف جوش مست ہے صفیقہ بی بی عالی بخت یہ سال ولادت ہے</p> | <p>عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکائین کج تلاش سال تہی اسی بادشاہ آئی صد اول سے</p> | |
| <p>ہے چکا نام ابراہیم صاحب نیکو ذی جاہ ہوا پیدا مکان میں انکے اب فرزند رشک ماہ پسر جز و پدر ہے ہو گیا ثابت یہاں واللہ ترقی عمر میں صحت میں اسکے دیجے و لغواہ</p> | <p>میرزا مہین میر دوست میرے ہون میرے نہ کیوں پیدا ہو جوش شادمانی دل میں ہر یک کے خلیل اللہ رکھا نام اسکا سب لگے کہنے اہلی چتر سر پر اسکے ہواں باپ کا قائم</p> | |
| | <p>لکھو اسی بادشاہ یہ مصرع سال ولادت اب بجملہ اللہ پسر نیک طالع ہے خلیل اللہ</p> | |
| ایضاً | | |
| <p>ہر یک نخل امید پھولا پھولا ہے لکھا انکو فرزند تو نے عطا ہے مبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے</p> | <p>ترے فضل کی آبیاری سے یارب ہیں میرے محب ایک اخلاص منظر سرت کی ہے دہوم فرحت کا سامان محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا</p> | |
| کہا مصرع سال یوں بادشاہ نے | | |

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص تسلیم ہستی باد جناب ساہوکار عبدالرزاق
میان صاحب مرحوم ساکن کٹرپہ

پسریہ نکو فال سلطان محمود
ہے یہ ماہ تماشال سلطان محمود
بشریف پر ترے ال سلطان محمود
دیا ہے بہ فضل سلطان محمود
ہے محمود ہر حال سلطان محمود
ای فرخندہ منوال سلطان محمود
ہے ہر فکر پامال سلطان محمود
زرو مال کیا مال سلطان محمود
الہی مہ و سال سلطان محمود
رہے با صد اجلال سلطان محمود

مبارک مبارک ہوا ہی شہ محمد
تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان
تری ذات والا ہے مدلول اسکی
شجر کوثر گل کو بوجھ نے تجھ کو
نہ محتاج ہے میری مدح و صفت کا
مخاطب ادھر ہو کے کہتا ہوں نہیں اب
ولادت سے ہے تیری کس درجہ جنت
خدا نقد جان تجھ پہ مادر پدر کا
بصحت بہ چشت رہے شاد و خرم
پدر اور مادر کے سایہ میں دائم

لکھو بادستہ تم یہ سال ولادت

ہے زیبا خوش اقبال سلطان محمود

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن دامباری

ہیں بحر خلق و مروت کے بے بہا گو ہر
وطن میں اپنے وہ ہر دل عزیز ہیں کیسے
ہوا ہے آج تولد مکان میں انکے پس
پسیر کو آج مبارک ہوں یہ پدر مادر

محب ہیں میرے جو سید حسین مولنا
ہر کیسے لطف و عنایت کا انکے گرویدہ
خدا کا شکر بصد آرزو بصد ارمان
اپنی جیسا مبارک ہو یہ پسیر انکو

خبر خوشی کی یہ سنتے ہی بادستہ میں نے

| | |
|---|--|
| لکھا ہے سال ولادت - نوید نخت جگر | |
| قطعہ تاریخ تولد ضیہ بی بی مد عمر بانسی برادر ممولوی احمد حسین صاحب یم یے بی بی یل معتمد پشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ | |
| خواجہ الطاف حسین نامی کو بادشاہ نے لب بشارت سے | ہوی پیدا جو دخت نیک اوصاف کہد یا سال - دخت الطاف |
| قطعہ تاریخ تولد محمد عبدالقدیر مد عمرہ فرزند بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب ملکہ اللہ الواہب | |
| اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجھے تاریخ کی ہے جستجو مگر اسی بادشاہ | سب خوش اور احباب کو ہے آج کیا فرحت کج کہد بچے - اب پیدا ہوا ابن خطیب عبدالرشید |
| قطعہ تاریخ تولد فرزند دلہند برادر ممولوی احمد حسین صاحب یم - یے بی بی یل معتمد پشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ | |
| حق نے دیا ہے میرے برادر کو نور عین فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھ دیا | کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ حیدر حسین واہ سعادت نشان ہے یہ |
| قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسیٰ سیٹھ ولد جناب حاجی عیسیٰ سیٹھ متوطن بنگلور | |
| سارک ہوا ای موسیٰ سیٹھ تمکو بہت دن سے پسر کی تہی تمنا فرست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے ترقی پر نہ کیوں ہو مال و دولت طفیل جامع القرآن یقین ہے عزیز و اقربا سرور ہیں آج عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے یہی ہر دم دعا ہے اس پسر کو | دیا حق نے سعادت مند لو کا ہزارہ ان شکر اب مقصد برآیا جین سے ارجمندی ہے ہویدا ہے وہ ہمنام عثمان غنی کا وہ لو کا جامع اوصاف ہوگا شگفتہ تر ہیں دلہاتے جبا وہ شایان اسکو ہے یہ ہمکوزینا سلامت رکھے سلامت رکھے خدا یا |

| | |
|--|---|
| <p>رہے آب کرم سے تیرے تازہ خدا ہوں اس پہ وہ یہ انکا شیدا</p> | <p>ہمیشہ یہ نہال باغ اسید زمین مادر پدر دلشاد اس سے</p> |
| <p>پے سال ولادت بادشاہ سے کہا ہاتھ نے۔ بر خور دار موسیٰ</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ تولد کریم النساہی بی دختر بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الہاب</p> | |
| <p>کیون نہ ہوں خویش واقربا شادان نبت عبدالرشید نیک عنوان</p> | <p>اب کریم النساہی پیدا بادشاہ نے لکھا یہ مصرع سال</p> |
| <p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیا لم عبدالرحیم صاحب ستون و انباری سنی بہ عبدالحمید مد</p> | |
| <p>تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عظیم ہر قطرہ تیرے لطف و دریا میں ہے در قیم ملیا لم کے گھر کا ہے شہور تر اسم قدیم خاصی لیاقت اس کو ہے رکھتا ہے وہ طبع سلیم ذی تجربہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم چہرہ سے جگے ہے عیان نور سعادت مستقیم اور روزِ شنبہ کا تھا نعمت یہ پانی ہے عظیم پھیلا ہے شل بوئے گل یہ مژدہ فرحت شمیم وصف حمیدہ بطرح دے اس میں ای رب کریم یار یہ کرتے ہیں دعا ہم تجھ سے باقلب صمیم</p> | <p>کیا شکر ہو تیرا ادا ہم بند گون سے اے خدا ہر ذرہ تیرے فضل سے عالم میں گلشن بنگیا یک دوست میرا نامور عبدالرحیم نیکو عربی وارد وفا سی ٹال میں اور انگلش میں بھی اس کا عظم ہے پدر جویم۔ امین الدین نام خوش قسمتی سے اندون او سکول فرزند نیک ماہ ربیع الآخر میں تاریخ ہتی چہ بیستون خویش اقارب ہو گئے یکسر خوشی سے باغ باغ نام اس پسر کا بطرح رکھا گیا عبدالحمید مسرور رکھ صبح و سا آفات سے اس کو بچا</p> |
| <p>ای بادشاہ خیر خواہ کہد لب اخلاص سے سال ولادت سے یہی۔ زیبا گل باغ کریم</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ تولد کریم النساہی بی دختر بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الہاب</p> | |

یہی کہتے ہیں اتراسب مبارک
زہے دشت عبدالرشید مبارک

کریم النساء آج پیدا ہوئی ہے
کہا بادشاہ نے سن مجھہ یون

تاریخات بسم اللہ خوانی خٹان

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نورشیم جناب مولانا عبدالرحمان صاحب متوطن مدرس
جناب عبدالرحمان ذی لیاقت جمیع اوصاف
ہو ہی بسم اللہ خوانی آج نورالعین کی انکے
زہے تقریب جس پر خود مسرت آج ہے نازان
نہ کیونکر جوش پر دریا بفضل و حرمت حق کا
سفر روم کے داماد میر دوست لاشانی
نشاط و بخت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی
تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی
زبان خلق سے بہر دعا ہے گوہر افشانی

ہوئی تاریخ کی ای بادشاہ جب سب جو مجھ کو
صد اہاتف نے دی۔ ہے یہ ہالیون تسمیہ خوانی

قطعہ تاریخ خان بر خوردار مسدوح

رسم خان کی ہے پسر کی ادا
طبع میں کسکے نہیں جوش نشاط
لب پہ نہیں کس کے ہے شکر خدا
آج مرے دوست نے باغ نشان
کون ہے جو آج نہیں شادمان
محدو عاب نہیں کس کی زبان

تحفہ تاریخ تم ای بادشاہ

پیش کرو۔ واہ مبارک خٹان

ایضا

ہے آج خان ابن عبدالرحمان
تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے فی الفور
آہ نارسرست ہین ہریک جاد واضح
زیلے ہے یہ ختہ محمد صالح

قطعہ تاریخ گلپشتی خان فرزند جناب پیش عبدالرزاق صاحب متخلص بہ افسر متوطن درمباری

| | |
|---|---|
| <p>موس من عبد رزاق مہیشیل مرحبا تقریب گلیوشی یہ آج کیا سعادتمند ہے تیرا پسر خوب ہے محفل کا حسن و انتظام چل رہی ہے فرح و بہجت کی نسیم نکر ہر سال ہے لازم بہین</p> | <p>آج تیرے گہریہ جلسہ خوب ہے بہجت افزا جلوہ آرا خوب ہے اختر طالع چمکتا خوب ہے مجمع اجباب کیسا خوب ہے غنچہ خاطر شگفتہ خوب ہے طبع میں جوش تننا خوب ہے</p> |
| <p>بادشاہ کھدو زروئے انبساط رسم گلیوشی یہ زیب خوب ہے</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبدالودود عرف امیر جان مدعمرہ فرزند جناب حاجی حکیم محمد عبدالباسط صاحب متوطن مدراس</p> | |
| <p>فضل سے حق کے اندون و ہوم طرب کی ہرچی حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات انکے ہے نورین کی تسمیہ خوانی کی خوشی دیکھے اس پسر کو ای خالق ذو الحب لالت</p> | <p>آتی ہے تہنیت کی اب دیکھئے ہر طرف صدا وہ جو ہیں عبد باسط اب نظر الفت و وفا لپ پکسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرحبا عمر دراز و صحت و فہم و فرہست و ذکا</p> |
| <p>سال کی مٹی تلاش جب خامہ بادشاہ نے عبدود و پکی ہے آج تسمیہ خوانی - لکھنؤ</p> | |
| <p>نظم تاریخیات و فات</p> | |
| <p>یہ نظم درواگنیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقہیہ ویلوری مرحوم کے حالات میں لکھی گئی حضرت مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر سچ محلہ قلعہ واقع وانبائری میں مجلس جو منعقد کی گئی تھی اس میں پڑھی گئی اور کہو جناب ہو کار حاجی عبدالصمد صاحب متوطن وانبائری نے چھپوا کر تقسیم فرمایا</p> | |

آئی ہے کیسی غم کی خزان و مصیبت
 غنچوں سے بیکلی ہے عیان و مصیبت
 سرگس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب
 حالت یہ عندلیب کی ہے مضطرب
 سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان ہر آج
 نخل الم کا سر وہی پرگمان ہے آج
 ویلورین تھا بیخے جو ایک شیخ نامدار
 تھا محی دین فقیہ سے موسوم دیو قار
 علم و کمال میں تھا وہ علامہ شہیر
 کس درجہ فیضیات تھے اس جوان پیر
 ماہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تھا
 سینہ تھا اسکا خزان اسرار کبیا
 ہر دم کہلاتا تھا وعظ و نصائح کا اسکے باب
 صد حیف ایسا امجد ہدایت کا آفتاب
 تھا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا
 غم اسکے انتقال کا کس کو نہیں ہوا
 پابند ذکر حق تھا عجب اسکا حال و قال
 نفرت ہر یک تکلف دنیا سے تھی کمال
 چرچا تھا اسکے زہد کا ہر ملک میں مزید
 شبلی کہوں میں اسکو ویا شیخ بایزید
 تھا وہ مسافروں کا غیر گیر صبح و شام

مرجا گیا ہے باغ جہان و مصیبت
 ہر گل ہے چاک سینہ بہان و مصیبت
 سنبل تنگ آہی گیا پیچ و تاب سے
 نغمے کے بدلے نوحہ کنان و مصیبت
 رور و کے خون سرخ رخ ارغوان ہے آج
 ہے قمرین کے ورد زبان و مصیبت
 چہرہ سے جسکے شان ولایت تھی آشکار
 دنیا سے ہو گیا وہ روان و مصیبت
 تھا زہد و اتقا میں وہ یک فرد بظہر
 ہے اب کہاں وہ فیض سان و مصیبت
 تھا بلکہ سارا اہل حقایق کا مقتدا
 کیا پڑا اثر تھا اسکا بیان و مصیبت
 اعمال بد سے سب کو دلاتا تھا جتنا
 زیر زمین ہوا ہے نہان و مصیبت
 شہ رکن دین اسی کا ہے تلمیذ با صفا
 مضطربین سا خرد و کلان و مصیبت
 مصروف تھا اسی میں وہی سکو تھا خیال
 تھا کیسا متقی زمان و مصیبت
 آتے تھے دور دور سے عالم بشوق و
 تھا فخر عابدان جہان و مصیبت
 بروقت اکو آپ ہی پہنچا تھا طعام

بیمار ہوں تو انکی دوا کا بھی اہتمام
 فارورہ لیکے آہ مسافر مرض کا
 ہمدردی اس کرتا تھا بے حد و اتہا
 مرغوب کے طبع کو اچھی غذا نہتی
 سچ بات یہ ہے اسکو نہ منظور تھی کبھی
 آتا تھا مالدار اگر کوئی اس کے پاس
 حق بات کہنے میں تھا کسی نہ کچھ ہر اس
 وہ بے ربانی نفس کی وہ عجز و انکسار
 وہ علم وہ وقار وہ اخلاق بیشمار
 تیرہ سو سولہ تہا سن بھری اسی نیک نام
 روز چہار شنبہ قریب نماز شام
 دیکھن کہاں پھر ایسے ولی خدا کو ہم
 ڈھونڈن کہاں یہ متقی و پارسا کو ہم
 بے نفس و بے ریا کوئی ایسا بشر کہاں
 نامح کہاں پھر ایسا ملے راہبر کہاں
 افسوس کیسے نعمت عظمیٰ کو کہو دے
 افسوس کیسے عالم غفلت میں ہم رہے
 ہم سے ہوئی نہ اس کے خصال کی پیروی
 ہم منہمک ہیں حیف بہ لذات دنیوی
 حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دوسرا

کرتا تھا خود وہ بادل و جان و ایتبا
 نذر طبیب جاتا تھا لا تا تھا خود دوا
 تھا کام یہ نہ اسکو گران و مصیبتا
 پہنا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی
 دنیا کی کوئی عزت و شان و مصیبتا
 ہر عیب کا اسکو جتا وہ حق شناس
 حق کو پھر ایسا ہوگا کہاں و مصیبتا
 رونا وہ اسکا خوف الہی سے زائد ار
 کس کس صفت کو کیجے عیان و مصیبتا
 تھا آشکار غرہ ذوالحجہ ہر تہرام
 نکلی ہے اس کے جسم سے جان و مصیبتا
 پائین کب ایسے فاضل دین ہدا کو ہم
 کیونکر کرین نہ آہ و فغان و مصیبتا
 یوں خوف حق کا دلیں کسی کے اثر کہاں
 پائین کہاں ہم اسکا نشان و مصیبتا
 افسوس قدر اسکی نہ زہار ہم کئے
 نخلت نہ یہ دل ہے طپان و مصیبتا
 ہمکو ہوئی نہ اسکی نصائح سے آگہی
 عقبیٰ میں کیوں ہو ہمکو امان و مصیبتا
 تو بخندے گناہ بچے بصد عطا

کیا لکے ہا دشاہ یہ پرورد ماحبرا

| | |
|--|---------------------------------|
| خاتمہ ہوا ہے شنگ نشان مصیبتا | |
| قطعہ تاریخ وفات جناب محمد رفیع الدین صاحب دیو غنی علیہ الباری | |
| مجمع اوصاف استاد و ادیب | بالم باقی کو جب راہی ہوے |
| یون لب افسوس سے نکلا ہے سال | نزدین صدف دنیا سے چلے |
| قطعہ تاریخ انتقال نواب شیخ الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جواخبار نیر صفی مدراس مطبوعہ ۹ رماچ ۱۲۹۵ء میں شائع ہوا تھا | |
| دار فانی سے سوئے دار بقا | حضرت داغ نے کیا ہے سفر |
| ایک دکن کیا ہے سارا ہندوستان | نظر آتا ہے رنج کا منظر |
| پھر کہاں پائیں ایسا اہل کمال | دیکھیں کب بسا ہم سخن گستر |
| اسکی تربت پہ ہنر و دل مدام | رحمت خاص خالق اکبر |
| بادشاہ نے لکھا یہ سال وفات | |
| ۱۲۹۵ء کیا داغ دیکھئے دل پر | |
| ایضاً جواخبار مخبر دکن مدراس میں شائع ہوا تھا | |
| میں نے پوچھا ای شب عید اضحیٰ | رنج و غم سے کیوں ہے تو مانوس آج |
| کس کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقف | تو نے کیوں پہنا یہ لمبوس آج |
| ہے مبدل غم سے کیوں تیری خوشی | طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج |
| یون کہا اسنے کہ میں کیا چسین ہوں | ایک جہان کو رنج ہے غموس آج |
| کون اس غم سے نہیں ہے واعدا | بنگیا ہر دل پر طاؤس آج |
| کیا نہیں تجھ کو خبری بادشاہ | |
| داغ کی رحلت ہوئی افسوس آج | |
| قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی۔ سی۔ ای۔ نواب بیک علی عفرہ جواخبار | |

مجنون مدرس مطبوعہ سہمی ۱۵۰۰ء میں شائع ہوا تھا اور بواسطت ڈکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب
'ولیعہد بہادر نواب بگین پٹی کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔

| | |
|--|--|
| کیا کہتے ہی ریاست بگین پٹی تجھے والی ترار تیس ترا حکمران ترا سینتیس سال تجھے پہ جو نشان روار ہا کس درجہ دوست دولت برطانیہ کا تھا نڈل و کرم کی اسکے نہ تھی کوئی انتہا مانڈا برکون نہیں آج اسے بکبار معمور آج دلیں ہر یک خاص و عام کے یار ہوں سکا خلد میں اعلیٰ ترین مقام | صد حیف آج کیوں تری حالت خراب ہے اب اوٹھ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے جس پر دلیل سی لیس۔ و آئی کا خطاب ہے اسکی عنایتوں کا نہ کوئی حساب ہے سیما بوار کسکو نہیں اضطراب ہے حسرت ہے درد و یاس اویچ و تاب ہے یہ التجاہ آرزوئے شیخ و شتاب ہے |
|--|--|

ای کلک بادشاہ پئے سال عیسوی
لکھ۔ انتقال فتح علی خان نواب ہے

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد اعظم صاحب مہکری ساکن چتوڑ جو حسب ایمائے جناب مولوی حکیم
سید شاہ محمد فخر الدین صاحب مخزی نقوی میلا پوری مدرس لکھا گیا اور اخبار جریدہ روزگار میں شائع ہوا

| | |
|---|--|
| حکیم دیشان تیتق دوران محمد اعظم تھا نام جبکا ہوئی ہے اسکی وفات جدم فلک سے ای بادشاہ جبکہ | وطن میں ہر دل عزیز ایسا بہلاہین کوئی اب تبادو صدایہ آئی ہے۔ جہان سے محمد اعظم گئے۔ سناؤ |
|---|--|

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادی محمد الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن
پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکٹ

| | |
|--|---|
| چل بسے دنیا سے ہے ہے شاعر شیرین کلام جستجو تاریخ کی تھی دل نے بولانی البدیہ | ابر حجت سائبان ہو قبر پر شام و چگاہ رحلت قادی محمد الدین ہے افسوس آہ |
|--|---|

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلماء مولانا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قادری ویلوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبار مخبر دکن مدراس میں شائع ہوا تھا

| | |
|---|--|
| <p>حسرتا ای بستم ماہ صیام تو نے دکھلایا وہ غمگین وقتہ کون اس غم سے نہیں ہے شکبار چاک سینہ ہے کسکا مثل گل کوئی ملتا ہے کفِ منوس و غم یعنی یک شیخِ زمن را ہی ہوا ہر کے مانند روشن جسکا نام سید السادات عالی منزلت مولوی حاجی و مرشد رہنما مثل جو دم قضا تھا جسکا جو تہا مجسمہ سراپا حلق سکا جا بجا اسکے مرید و معتقد جمع تھے اسکے جنازہ پر جو لوگ جلسہ ہائے تعزیت ہر شہر میں موت ایسے شیخِ دین کی ناگہان یا الہی اسکی روح پاک پر جنت الفردوس ہوا سکا مقام</p> | <p>صبح محشر تیری گویا صبح تھی دہوم جسکی سارے عالم میں مچی کسکواب حاصل نہیں رنجِ دلی شکل غنچہ ہے کسکو بیکلی کوئی حیراں ہے پریشان ہے کوئی جانبِ عقبیٰ بحکمِ ایزدی شاہِ رکن الدین محمد تادری جان زہرا و علی آلِ بنی مجمع اوصافِ صوری معنوی خلق جسکا مثل خلقِ احمدی یک جہاں گردیدہ اسکا واقعی ہین ہزاروں سیکڑوں پیرو صبی کم سے کم چھ الف کی تعداد تھی ہو رہے ہیں ہونگے اسپر ادبھی بسے ہماری قوم کی بد قسمتی اب ہونا زل و مبدم رحمت تری التجا ہم بندگون کی ہے یہی</p> |
|---|--|

مصرع تاریخ لکھدو بادشاہ

وائے حلیتِ شاہِ رکنِ دین کی

قطعہ تاریخ وفات جناب پاک ملکی محمد عثمان صاحب متوطن و انبازی جو انکی شرکاء کی فرمائش پر لکھا گیا

| | |
|---|---|
| <p>تھا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل ذی ہمت کشادہ دست کرم تھا جس کا کیا نہ محروم جو کیس کو جب کی بامیسویں تہی تاریخ روز یکشنبہ ای محبوب کیا ہے وہ انتقال جسم بپا تھا سا کر وطن میں نام الہی کر سرفراز اس کو تو اپنی رحمت مغفرت سے</p> | <p>بلند طالع بلند ہمت فہیم و داناسخی دوران تمام خوشی قربا برادرین جس کے مرہون لطف و حسن ظہور وقت سحر تھا نکلی حکم حق اسکے جسم سے جان کوئی تھا جانسوز آہ بہر تا کوئی تھا مضطر کوئی تھا نا عجب نہیں فضل سے ہے تیرے لیے جو جنت کا اس کو ایوان</p> |
| <p>تلاش سال وفات کی تھی کہا زروئے الم فلک نے کیا بملک بقاء ہے افسوس پاکملگی محمد عثمان</p> | <p></p> |
| <p>قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی</p> | <p></p> |
| <p>ہدایت بھی ضلالت بھی ہے یارب بیکتر قبضہ میں تماشا یک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا میں مسیحیت تھے جو مدعی مرزا غلام احمد مرید و معتقد موجود ہیں اب سیکڑوں انکے کیا کرتے تھے مشین گوئی ان غیروں کے مرئی کی براہویا پہلا ہونا نام تو چمکا دیا اپنا کچھ اس میں شک نہیں تھی یاد کا خلق ذات</p> | <p>ہمیں معلوم کیا ہے تجھ کو ہے زیبا تری حکمت عجب جلوہ دکھاتی ہے تری نیرنگی قدرت ہر یک جاہد میں ہر پاتھی جتنے نام کی شہرت یہ سچ ہے جوئی ہوا بات ہے اسمیں بڑی لذت نہ تھی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت رہیگی مدتوں تک صفحہ تاریخ کو زینت لکھوں تاریخ رحلت یہ مری بیجا نہیں جرات</p> |
| <p>لب اخبار سے آئی صدا ی باد مستم مجھ کو مسیح قادیانی کی ہوی لاہور میں رحلت</p> | <p></p> |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب خلیف عبدالرحمن صاحب المتخاص خطیب متوطن و انباری</p> | <p></p> |
| <p>کر گئے رحلت جہان سے حیف آج مجمع اوصاف انکی ذات تھی قرآت قرآن شکر ان سے ہم</p> | <p>منتفی دیدار تھے کیسے ادیب تھے سرا پا خلق وہ مرد لبیب قلب میں پاتے تھے کیفیت عجیب</p> |

| | |
|--|---|
| <p>اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک لٹ گئی انکی بہار زندگی اتجا ہے بادشہ کی روز و شب</p> | <p>ہو گئے ہم سے جدا حق سے قریب نوحہ خوان ہم ہیں مثال عندلیب بخشیدے انکو ای رب مجیب</p> |
| <p>لوح مرقد کے لئے لکھا ہوں سال ہے یہ قبر عبد الرحمن خطیب</p> | <p>۱۳</p> |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم حسین صاحب متوطن کٹر پہ جو مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف مخومیان صاحب فرزند مرحوم کوروانہ کیا گیا اور اخبار شمس الاخبار مدد راس میں شائع ہوا</p> | |
| <p>حیف سید حسین عالی شان چھوڑ کر اس سرائے فانی کو اسکے اوصاف یاد آتے ہیں دیکھئے خلد میں جگہ اسکو</p> | <p>ایک جہان پر تھا جسکا فیض عمیم ہو ادا رہا البقا میں آج مقیم تنج غم سے ہمارا دل ہے دو نیم رحم کر اس پر ای خدائے رحیم</p> |
| <p>بادشہ نے لکھا یہ سال وفات گم ہوا آج بے نظیر حکیم</p> | <p>۱۳</p> |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ لہ متوطن دہلی</p> | |
| <p>طیب نامور دنیا سے گزرا خلیق و بامروت سحر بہ کار کمال اسکو تھا تشخیص مرض میں تہا سید صاحب اسکا نام مشہور بریں چپس سے افروز و گزرے نہ رنجیدہ ہوا انجہ سے کسی دن</p> | <p>خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ کہاں پھر پائیں ایسا اللہ اللہ کہ جسکے ڈاکٹر قائل تھے ہر گاہ ہر یک وقف تھے ہیں سے اور آگاہ محبت مجھے وہ رکھتا تھا دلخواہ نہ میں نے لی تجاہل کی کوئی راہ</p> |

| | |
|---|---|
| <p>کرم سے اپنے یارب بخش ہو محبوں کی دعا ہے یا الہی تری رحمت نہیں زہار کو تاہ کہ دایم خلد ہوا کی گزر گا۔</p> | |
| <p>جو پوچھا بادشاہ نے سال حلت کہا دل نے - خیم سید عقیل آہ</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس</p> | |
| <p>دنیا کا چلے چھوڑ کے تم معمورہ تاریخ وفات ہے یہی - معذورہ</p> | <p>ای زوجہ حاجی بادشاہ نامی ہاتھ نے کہا یہ بادشاہ سے فی الفور</p> |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب بی بی عبدالرحمن صاحبہ التخلص بہ شاد متوطن و انبائی</p> | |
| <p>ہرگز نہیں رہیگا ہرگز نہیں رہا ہے اعمال نیک کا کچھ ہم میں نہیں پتہ ہے رحلت سے انہی سب کو کیا داغ دگیا ہے اور اسکی دینداری مشہور جا بجا ہے تیری رضا پہ رضی رکھ بس یہی دعا ہے</p> | <p>ہے یہ ثبات دنیا دنیا میں کوئی انسان دور و نہ زندگی پر ہے کیا گھنٹہ ہلکو ایک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت فہم و ذہن اسکی علم و بیاقت اسکی صبر و شکیب و سب دوستوں کو یارب</p> |
| <p>ای بادشاہ لکھنؤ تاریخ رحلت اسکی اب انتقال عبدالرحمن شاد کا ہے</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پہلوانی</p> | |
| <p>کیا دنیا سے وائے ناکامی اور سچا تھا قوم کا حامی اسکی تحریر میں نہ تھی خامی تہا رنگ و پے میں جوش اسلامی ہے عبت ذکر رنج و آلامی</p> | <p>شہ سلیمان کا سپر افسوس زاہد و متقی تھا عالم تھا پختگی اسکی ہر سخن میں تھی جب دین سے دل ہکا تھا معمور رہن رعنی رضائے حق پر ہم</p> |

| | |
|--|--|
| خلدین اسکو دے جگہ یارب | التجاسے بدرگہ سامی |
| بادشہ نے لکھا ہے سال وفات آہ داغ حسن میان | ہم نامی |
| قطعہ تاریخ وفات نواب خورشید النسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدہ نواب سرفراز محمد علی خان بہادر جی سی ای۔ ای۔ پرنس آف آئرلینڈ | |
| وار دنیا سے گئیں دار البقا بذل وجود و لطف و جہان نہیں تھے یک قیامت ہے پادشاہ اس میں جنت الفردوس ہو اسکا مقام | بیگم والا گھر عالی صفات گو یا ہر مصدر یہ سارے مشتقات محبوبی و غم میں سب دن اور رات یا خدائے کرم سے جسے نجات |
| بادشہ نے مجھ میں ان کا سال لکھ دیا۔ خورشید بیگم کی | مناجات |
| الینا | |
| بہترین فوت بیگم خورشید بادشہ مجھ میں لکھ دے سال | باعث رخس قلوب ہے یہ آہ کیا شمس کا غروب ہے یہ |
| قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب خضر اللہ ساکن دہلی | |
| وقت تھا کون کسکو تھا معلوم جسے خدا لیکھا تھا علم و فضل میں اور بذل و جود میں لکھ نہیں ہے اسکی لیاقت کا اعتراف تھا وہ قبیلہ پروردی خلق ذی ہم پینتیس سال سے متجاوڑ نہ ہو گا سن تھا حالت مرض میں جب تکلیف خراک | ناگہ ہوئی کمات محمد بشیر کی کیا منتقم تھی ذات محمد بشیر کی شہرت تھی شش بہا محمد بشیر کی تھی بات بھی نبات محمد بشیر کی ہے تھی کم حیات محمد بشیر کی اللہ سے ثبات محمد بشیر کی |

| | |
|--|--|
| <p>سب دستوں کو کیوں نہ لایا گی تو دن عالم تھا اور حاجی و عابد خدا شناس</p> | <p>فرقت دن اور رات محمد بشیر کی کیونکر نہو نجات محمد بشیر کی</p> |
| <p>لکھ دیجئے یہ مصرع تاریخ بادشاہ افسوس اب وفات محمد بشیر کی</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ وفات جناب ڈکو حاجی بہار الدین صاحب مرحوم متوطن و انبٹاڑی نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق نے حیفاً بے سرائیشہ ہاتھ نے کہا سال و قافاً اندون دنیا سے ملک آخرت کی لی ہے راہ رحلت جنت مکان حاجی بہار الدین ۱۳ آہ</p> | |
| <p>ایضاً</p> | |
| <p>و ادربغا حاجی احمرین مرد متقی سال اسکا ہاتھ غیبی نے مجھ سے ناگہان دار دنیا سے گیا اب جانب دار البقا رحلت ڈکو بہار الدین ۱۳ شہر کہا</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ وفات بزم جمعی کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان آہنہانی</p> | |
| <p>ای شہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربان تاریقی آئی کیا لندن سے تیری شوکی موت کی صرصر نے دم بھریں اسے دینا کیا کساد کسکا جگر اس غم سے متاثر نہیں صفحہ ہستی سے ہے گم ہوا تیرا وجود دونوں حصہ لیتے تیرے غم و اندوہ میں گو نہ اپنے عہد میں تو ہند میں آیا مگر تاریقی تعزیت کے کیا لگا تاہ اندون سیا ہے امراسار وزیرین مقرر اس کے تجھ کو تھی کی خاص نسبت اہل ہندوستان سے</p> | <p>مضطرب معنوم تیری مرگ سے یک جہاں خمن دلہائے عالم پر گرا دین چلیاں کیا تروتازہ تھا تیری زندگی کا گلستان کلمہ فسوس سے خالی ہے اب کی زبان اب کہاں ڈھونڈیں کد بھریں پائین کہاں یک طرف ہے ملک گلنڈ یک طرف ہندوستان تیری شفقت کی نظر بھرتی تھی ہر عباد و دل ہر طرف سے لارڈ منٹو کی خدمت میں روان ہم و دانش میں تھی تیری ذات یکتائے زمان چاہتا تھا ہر طرح سے انکی تو بہبودیان</p> |

| | |
|--|--|
| <p>تو نے سکیم فارم ہند میں جاری جو کی ممبری کونسل کا تو نے حق انتخاب یکڑی کیٹو کونسل کی ممبری بھی تو نے دی شوریش بنگالہ تیسرے عہد میں پیدا ہوئی انکا پورا انتقام سو وقت پر تو نے لیا جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت تھی نقش دلبر مدنون بیکر میں اوصاف نیک با ادب ہم اب بجالاتے ہیں رسم تعزیت جارج پنجم تیرا جہنم زندہ عالی جاہ ہے ہے یقین ہو کر ہے بیشک وہ تیرا ہمدرد</p> | <p>ہم رعایا کو بنایا ہے نہایت شادمان ہم مسلمانوں کو بخشا ہے بے لطف بیکران پانی اہل ہند نے اب تک کہاں یہ عروٹوان ایک مدت تک رہا انجان تو گنگیا ن حد سے متجاوز ہوئے جب باغیوں کے شوخیا پس میکر تجھ کو سب کھتے ہیں عقلے زما عہد والا کی تری کس طرح بھولیں خوبیاں ہم کو تیرے خاندان سے ہیں دلی سہر دیا جانشینی سے ہے اسکی ہموصل عروٹوان تیرے الطاف و نوازش کا ملے اس نشا</p> |
| <p>بادشاہ تم یہ سناد و مصرع سال وفات رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان</p> | <p>بادشاہ تم یہ سناد و مصرع سال وفات رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان</p> |
| <p>نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبدالباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس کی وفات پر لکھی گئی۔</p> | <p>نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبدالباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس کی وفات پر لکھی گئی۔</p> |
| <p>اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزہم کون ہے عاجز و ناچار ہم اس کے بن سارے بندگان اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے ہے اعلیٰ ترین کون ہیں کیا ہیں ہمارا کچھ بھی ہے نام و نمود ہم امانت دار سب چیز و نگا مالک ہے وہی ہم کو ہے لازم رہیں ہر وقت راضی بر رضا</p> | <p>اسکے ہی قبضہ میں ہے عالم کی سب موت و حیا دو جہان محکوم اس کے سپہ حاکم کون ہے داخل اس کے کام میں دین ہم کو یہ طاقت کہاں اسکا ہمسرہ منو کوئی نہیں کوئی نہیں اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ ا حقیقی صابر و شاکر رہیں رنج و خوشی میں بر ملا</p> |

زندگی اپنی ہی اسکی اطاعت ہے یہی
 واقعہ پروردیک مدرس میں گزرا ہے آہ
 عبد باسط نام تھا ایک صاحب فہم و تمیز
 تھا پندرہ گونا زیہ ہے سرسبز لائق پس
 حاجی انحرین تھا وہ اور مرد مستقی
 عمر سی سالہ تھی جسکی نوجوان نیکو خصال
 جسکو تھا اپنے بزرگوں کا بڑا پاس ادب
 طبع میں اسکے متانت اور تھی سنجیدگی
 صحبت بد سے بڑے فعال سے رہتا تھا دور
 فانی اردو میں مائل میں مہارت جسکو تھی
 ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس
 اسکی محتاج و مساکین پر تھی شفقت کی نظر
 پارچہ کے تھا تجارت پر وہ مائل بالذام
 تیسویں سوال کی تھی یکایک آتی بلا
 نیچے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال
 ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دو شب نہ کا تھا
 آہ وزاری میں ہوئے مصروف سب خورد و کلا
 تھا جگر خستہ پدرا اسکا بحال دلفگار
 خاص کر زوج کی اسکے غم سے تھی حالت عجیب
 پہ کہان دیکھیں میں اسکو ای مرے پروردگار
 کوہ غم سر پر گرے میں سنبھالوں کس طرح

دین و دنیا میں سعادت کی علامت ہے یہی
 جسد کرتا ہے ہر یک فسوس و حسرت کی نگاہ
 نامور جسکا پدرا حاجی حکیم عبد کحیم زبیر
 تھا پسر کو فخر یہ اپنا معزز ہے پدرا
 دینداری اس میں تھی پرہیزگاری امین تھی
 جسکی خوش خلقی تھی سب میں بے نظیر بے مثال
 جسکو تھی مد نظر تعظیم انکی روز و شب
 باوجود اپنے مول کے تھی یکسر عاجزی
 نیک کاموں کی طرف جسکو تھی رغبت بالضرور
 اور انگریزی میں بھی خاصی لیاقت جسکو تھی
 امتحان اس میں دیا اسنے کیا تھا اسکو پاس
 تا بقدر انکی کرتا تھا اعانت سرسبر
 اور کوچہ میں گڑھ کے تھا تجارت کا مقام
 شکوہ ہمسہ میں یعنی ہو گیا وہ مبتلا
 دل پہ سارے اقربا کے دے گیار بج و ملا
 دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا
 درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تھا نشان
 چہٹ گیا تھا بہائیوں سے دہن صبر و قرار
 کہتی تھی مجھ سا نہین دنیا میں کوئی بد نصیب
 دل مرا سوزان ہے اور میرا کلیجہ داغدار
 زندگی کے اپنے یہ ایام مالدن کس طرح

| | |
|--|---|
| الغرض تھا جو ارادہ میں خدا کے وہ ہوا کچھ نہیں چارہ یہاں ہلکوجب نہ صبر و سکون روح پر مرحوم کے فضل تو یارب مدام خواہش تاریخ رکھتا ہے اگر کوئی بشر | گر یہ وزاری سے بے صبری سے ہے کیا فائدہ اما للہ کہتے اور انا الیہ سر اجون دیجئے خلد برین میں اسکو اعلیٰ تر مقام ہے (قتیل ہضہ) یہ تاریخ رحلت مختصر |
|--|---|

حتم کردے بادشاہ یہ داستان پرالم
غم سے بہر آتا ہے سینہ چل نہیں سکتا قلم

| | |
|---|--|
| قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی عبدالقادر بادشاہ صاحب غفرلہ مدرس اول مدرسہ باقیات الصالحات و مولانا فاضل مکتب ادیب باقیات الصالحات کیا فن تدریس میں حق نے دیا اسکو کمال اسکے شمع و عطر پر پروانے سب پیر و جوان ملک میں پھیلے ہوئے تھے اسکے انوار فیوض عالم جدید پر ایسا کب نظر آئے ہین اسکے اولاد و اقارب کا نہ پوچھو درد و غم ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہا یا الہی سالحون میں اسکو تو محشو رکھو | ناگہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ سارے علمائے زمان کرتے تھے ہکا عرو جاہ قوم تھی اسپر فدا وہ قوم کا تھا خیر خواہ تھا سما پر وہ خوبی ہند کے خشنود ماہ کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ روز روشن ہو گیا انکی نگاہوں میں سیاہ یا گلون سے بوئے گل زہل ہوئی بے اشتباہ جنت الفردوس ہوا کے لئے آرا مگاہ |
|---|--|

بادشاہ یہ مصرع تاریخ تم لکھو و سلیس
ہو گیا ہے انتقال عبدالقادر بادشاہ

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب خلیفہ رکن الدین صاحب متوطن تربا تو ضلع شمالی آریکاٹ

| | |
|--|--|
| ہاتے ہنس گئی دنیا سے بادشاہ نے سن رحلت یہ کہا | رکن دین شمع ہدیٰ کی لڑکی داخل خلیفہ زبیدہ ہے ہوئی |
|--|--|

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبدالقادر صاحب شاکر متوطن و انبہاری

| | |
|----------------------------------|------------------------------|
| صد مر جا یک سیکر متب نے | لکھا ہے دیوان کیسا خوش اسلوب |
| ہین پیارے پیارے شعرا کے | طرز بیان ہے ہر دو لکھو مرغوب |
| لفظ اور معنی آپس میں ہین یوں | وہ اسکا مفتون یہ اسکا محبوب |
| دیکھیں پڑھیں اور داد اسکی دین سب | لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب |

ای بادشہ تم تاریخ لکھ دو

دیوان شاکر دلچسپ ہے خوب

قطعہ تاریخ ثنوی نادر شاکر تصنیف صاحب موصوف

| | |
|-----------------------------|----------------------------|
| لکھی کیا ثنوی توفے اے شاکر | ہوا ظاہر غم دیرینہ عشق |
| دل عاشق نہ کیوں حیرت زدہ ہو | سکندر قو ہے یہ آئینہ عشق |
| لکھوں گر اسکو بام حسن خوبان | ہے ہر یک شعر اسکا زینہ عشق |

لکھو ای بادشہ تاریخ اسکی

ہے نیکو ثنوی گنجینہ عشق

ایضا

| | |
|------------------------------------|--------------------------------------|
| عمدہ ترین ثنوی طبع ہوئی اندون | کیون نہ یہ مرغوب دل خلق میں ہو بالہم |
| اہل سخن ہن فدا اسکے مضامین پر | شمع پہ پروانوں کا رہتا ہے جیسے نجوم |
| حسن بیان دیکھ کر جی ہے ہی چاہتا | لیجئے بڑھکر ابھی درست مصنف کو چوم |
| ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہو شہرت فزون | ہند کی سرحد سے تا مصر و عرب و روم |

انکس طبع جب جھکو ہو بادشاہ

دل نے کہا خوب ہے مالہ شاکر کی دیہوم

قطعہ تاریخ زوایر منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب مختص عظیم متوطن پیارم پیٹھ تلک کی رکا

| | |
|--|--|
| کون ایسا اٹھایا بار عظیم مثل شاہد بہ جسد گاہِ نظم آفرینِ مہربا لگا کہنے گلشنِ اُمر و نہی خالقِ مین یادگارِ صنفِ ذی جاہ تاقیامت نہ کیوں رہے باقی | کس نے لکھا زواجِ منظوم جلوہ آرا زواجِ منظوم جس نے دیکھا زواجِ منظوم گلِ کیت زواجِ منظوم ہے یہ اعلیٰ زواجِ منظوم تیرا چرچا زواجِ منظوم |
|--|--|

پادشہ سالِ طبع تم لکھ دو
کیا ہے زیبا زواجِ منظوم

قطعہ تاریخِ شہنوی نعمۃ توحید تصنیف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجدد علوم صوفیہ

| | |
|---|--|
| لکھی شہنوی خوب تسلیم نے مرے طبع نے پادشہ بہر سال | ہزار آفرین اور صد مہربا تصنیف کا پاکیزہ دستور کہا |
|---|--|

قطعہ تاریخ رسالہ ہدایتہ الاخوان تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب متوطن و انبشاری

| | |
|--|--|
| جناب مولوی الحاج عبد ہادی نام رسالہ فن تجوید اس نے خوب لکھا ملیکا حشرین خالق سے اسکا اجر عظیم بیان ہجوم سے کہاں و صفاس رسالہ کا نہیں فقط طلبا ہو گئے مستفید اس سے یہ کہہ رہا ہے ہر یک شائق فن تجوید | یگانہ منتخب عالمانِ دین ہے یہہ مدام قابلِ تحسین و آفرین ہے یہہ ذرا بھی شک نہیں واللہ بین یقین ہے یہہ پسند اہل نظر حرز شایقین ہے یہہ فروعِ بخشش کمالِ معلین ہے یہہ مکانِ دل کیلئے واہ کیا کین ہے یہہ |
|--|--|

رقم کیا قلم پادشہ نے مصرع سال
زبہ ہدایتہ الاخوان مونسین ہے یہہ

قطعہ تاریخ کتابِ کینہ فی اخبار المحدثہ تصنیف جناب الحاج محمد صنفۃ اللہ صاحب مہاجر متوطن مدراس

| | | |
|--|--|--|
| <p>مطبوع ہو، بطور مرغوب ہر دائرہ گویا چشم یعقوب جسکی ہمت سے ہم ہین منسوب کے دل کو نہیں یہ مطلوب کیونکر ہنویک جہان کو محبوب اندازیان ہے کیا خوش ہلو ب بہجد ہو ثواب اسکا محسوب</p> | <p>الشر اللہ یہ رسالہ ہر حرف حسین ہے مثل یوسف مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے خواہاں نہیں اسکا کون مومن محبوب خدا کے شہر کا حال یک فاضل دہر کی ہے تالیف اعمال میں تیرے اسی مولف</p> | |
| | <p>تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے یہ تحفہ مومنین ہے خوب</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ رسالہ انسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی حکیم سید محمد غفر الدین صاحب نقوی فخری سید لاہوری مدراس</p> | | |
| <p>بہت ہین یوں تو تصنیفات فخری یہ توضیحات و تفہیمات فخری موثر ہوں جو تصدیقات فخری</p> | <p>مسلمانو! یہ سب میں عمدہ تر ہے دکھائے خوب فرق حق و طبل عجب کیا ہے نصاریٰ کے دلوں پر</p> | |
| | <p>زروئے آفرین ای بادشاہ تم لکھو تاریخ تحقیقات فخری</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ رسالہ البشارات تصنیف مولانا موصوف</p> | | |
| <p>وہ ہر منور ہے ظلمات ہے یہہ ای نصرائیو! کیا خرافات ہے یہہ نہیں ہے شریک ہکا حق بات ہے یہہ ہے افضل ترین سب میں کیا ذات ہے یہہ</p> | <p>مقابل ہو توحید تثلیث سے کب بجلا ایک ہوتین اودین ہوں ایک منزہ فقط ایک ذات خدا ہے محمد نبی خاتم المرسلین ہے</p> | |

| | |
|---|---|
| بشارت جتنے ہیں اگلے کتب میں چہا اندون نسخہ البشارۃ مولف جو ہکا ہے مولنا فخری یہ فاضل ہے سید ہے عالی مرتب مباحث ہے اعلیٰ مناظر ہے کیتا ہزار آفرین ای مولف ہو تجہ پر موثر ہے طرز بیان باسلاست جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیکا اسی کو ہیں تبلیغ اسلام کہتے خدا و بنی تجہ سے راضی نہ کیوں ہو | بمصدق جملہ بشارات ہے یہہ مل بہ انجیل و تورات ہے یہہ سزا و نحر و مہامات ہے یہہ زہے منبع فیض و برکات ہے یہہ مہ اوج علم و کمالا ت ہے یہہ نصاری پہ بازی تری مات ہے یہہ دکھایا ہے دن یہ ہے اور ہے یہہ بلا شیک اہم مہمات ہے یہہ یگانہ بہ جملہ مشوبات ہے یہہ کہ اعظم ترین ہدایات ہے یہہ |
|---|---|

لکھو پادشہ سال طبع رسالہ

بشارات احمد کا اثبات ہے یہہ

نظم

جو جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گویند پور واقع و انباری کیلئے لکھی گئی تھی

| | |
|--|---|
| مرحبا ساکنان گویند پور انجمن آپ نے جو کی تائیم فیض پاتے ہیں جس سے صبح و سا مدرسہ ایک از پئے فسان انجمن اور مدرسہ دونوں زیور علم سے مزین اب نام تاحشر کیوں نہ ہو باقی | جدا مومنان گویند پور بڑھئی عز و شان گویند پور سارے پیرو جان گویند پور کیا جاری میان گویند پور گویا تن اور جان گویند پور ہونگے سب دختران گویند پور زہے زندہ دلاں گویند پور |
|--|---|

| | |
|---|---|
| ایک عالی نشان گویند پور زبدہ تاجبران گویند پور دئے سب عہدگان گویند پور ہو گئے مہر بان گویند پور سب میں یہ قدر دان گویند پور آفرین حاسیان گویند پور دمدم پاسبان گویند پور رونق گلستان گویند پور | چندہ دس روپے ماہوار دئے نام ہکا ہے ٹی امین الدین اور بھی حسب حوصلہ چندہ اور دیگر محلے والے بھی رقم چندہ سے جو کئے تائید شکر سب معطیوں کا ہے لازم یا الہی ہوتیہ افضل و کرم تیسرا برکرم سے ہوا افزون |
| میں بھی ہوں بادشاہ اندرون شاعر خوش بیان گویند پور | |
| رباعیات | |
| سندرجہ ذیل رباعیات مولانا حالی کے مصرعہ پر لکھی گئیں اور رسالہ تعلیم و تہذیبی بابت رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری میں شائع ہوئیں | |
| ہو گا نہ ضرورت سے زمانے کے معاف انصاف انصاف آہ انصاف انصاف | جو کام شریعت کے صریحاً ہو خلاف بے شرع یہ اب ضرورت زمانہ فائق |
| ولہ | |
| ترمیم فریض میں کیو ہے لاف انصاف انصاف آہ انصاف انصاف | کہتا ہے کوئی پردہ نسوان ہے معاف پابند نہیں دین کے دعویٰ دین کا |
| ولہ | |
| کہلاتے ہیں آخر تو انہیں کے اخلاف | اسلاف کے ہم میں نہیں گرچہ اوصاف |

| | |
|---|-------------------------------------|
| کچھ قد نہیں ہم کو ہے اس نسبت کی | الضاف والضاف آہ الضاف والضاف |
| مندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس میں شائع ہوئی تھیں | |
| عید آئی ہے تہنیں اسی اہل نظر مبارک | اس بخت و طرب کا سب پرائز مبارک |
| ہرمت سے صدایہ کا نوہن آ رہی ہے | عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک |
| ایضاً | |
| بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک | جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک |
| عید الفطر مبارک ہے جیسے مومنوں کو | قومی رپورٹ تمکو اہل زمین مبارک |
| ایضاً | |
| ادب ہم سب کو فرحت جید کی ہے | ادب ہر پور و پین تیغ ابل ہی ہے |
| خوشی اور غم میں دونوں طفل تو ام | خوشی ہے غم میں اور غم میں خوشی ہے |
| ایضاً | |
| شاعری کی آرزو رکھتے ہیں ہم دین کثیر | کہنہ طرز شاعری کے ہیں مقلد بے نظیر |
| یہ ہند میں معلوم آزادی ہو کب حاصل ہین | فرضی مشقوں کے ہم ہیں زلف پیچا نہیں |
| ایضاً | |
| متبدل کیوں کر نہ دنیا میں حال شاعری | عشق فرضی کو سمجھتے ہیں کمال شاعری |
| ہند میں پوچھے کوئی قوی تنزل کا سبب | بے تحاشا میں یہ کہہ دو نگاہاں شاعری |
| ایضاً | |
| امر معروف سے جدا ہین ہم | ہنیں منکر میں مبتلا ہین ہم |
| حشر میں کس طرح سے ہو گی نجات | پارسی سے پارسا ہین ہم |
| ایضاً | |
| دین پر دنیا کبھی غالب نہیں | اسکا شائق اسکا کچھ طالب نہیں |

| | |
|---|--------------------------------------|
| ایک ہے یوں دین دنیا کے بغیر | روح یک موجود ہے قالب نہیں |
| ایضاً | |
| تم یہو دنیا کے ہر ایک کام میں | پر نہ آؤ دین کے الزام میں |
| دین و دنیا دونوں ہم کو چاہئے | ہے کہاں رہبانیت اسلام میں |
| ایضاً | |
| قومی خدمت مایہ بہبود دین | قوم کے محسن پہ صدہا آفرین |
| کس طرح بھولیں یہ سرمان خدا | لا یضیع اللہ اجر المحسنین |
| ایضاً | |
| جائز کوئی می کو ہے بتا گمراہ | بے پردہ ہوں سوال کسی کو بے چاہ |
| بازیحہ اطفال بنا ہے مذہب | لاحول ولا قوۃ الا با اللہ |
| ایضاً | |
| بے پردی عیسیٰ کا ہے قرآن گواہ | منکر کہا ہو کون عیسٰی ز گمراہ |
| کہتے ہیں یہ ہے خلاف عقل و فطرت | لاحول ولا قوۃ الا با اللہ |
| ایضاً | |
| رہبر راہ خدا ہے روزہ | دین و ایمان کی جلا ہے روزہ |
| حال کیا اسکا ہو عہد جس نے | ترک خواہش سے کیا ہے روزہ |
| ایضاً | |
| اگر لاکھ بھی جہان میں کمائیں تو کیا ہوا | جو کچھ ہوا حصول وہ یک دن فنا ہوا |
| عبرت کیواسطے یخن بس ہے بادشاہ | اقبال کو جو اٹھ لے تو وہ لا بقتا ہوا |
| ایضاً | |
| کوئی نعمت نہیں دنیا میں مقابل اسکی | ملی خالق سے جو عورت تو سخن کو ہی ملی |

| | |
|---|--|
| ذوق این می نشناسی بجد اتانہ چشتی | بے خبر ہیں جو سخن سے میں نہیں کہتا ہوں |
| ایضاً | ایضاً |
| دختر یہ دونوں ایک ہی ماں کے ہیں لیکن چہیتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بہر | لیگ اور کانگرس پہ کرو غور کی نظر ہر خدایہ بچاؤ کرین ممبران لیگ |
| ایضاً | ایضاً |
| خود غرضیوں نے کیا تری حالت خراب کی کھل جاتی ہے اخیر کو زنگت خضاب کی | ای لیگ خلق میں ہے تو مورد عتاب کی تیرے ملمع کاریاں پوشیدہ کیوں رہیں |
| مضامین نشر | |
| انسان کیلئے مذہبی ضرورت | |
| <p>دنیا میں انسان کی زندگی سے سیدہ پشمار ضرورتیں وابستہ ہیں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس سے انسان کو ہم نشینی اگر کسی اور جملہ جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو خلائق کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسند کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت بغلس کو مال و زر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت و ہفان کو آلات کشکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہاں تک غور کریں بقدر خیال کو بلند کریں ہماری گرد و پیش طرح طرح کی ضرورتیں ہی نظر آرہی ہیں اگر ایک ضرورت حاصل ہو گئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ملتا جو تمام ضرورتوں سے فارغ ہو گیا ہو جہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سوائے چارہ نہیں ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک تہہ ہے حسب حیثیت حسب مراتب ہر کو کا ریند ہونا چاہئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہیں سکتی تمام ضرورتیں مقدم تمام حاجتوں سے معظّم حاجت ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صدمہ ہزار ہا انبیائے کرام دنیا میں مبعوث ہوئے یہ وہ ضرورت ہے جسپر ہمارے روحانی اور جسمانی اصلاح کا انحصار ہے۔ یہ وہ ضرورت ہے جسپر دنیا و دین کی تمام خوبیوں کا دار و مدار</p> | |

یہ وہ ضرورت ہے جسکے روبرو دنیا کی تمام ضرورتیں ایسی ہیں جیسے آفتاب کے سامنے ذرہ یا دریا کے روبرو قطرہ خوش نصیب وہی لوگ ہیں جنکو مذہبی ضرورت کا یہ فقط پورا پورا احساس ہے بلکہ مذہبی فرائض سے غفل رہنا انکے پاس انسانیت سے بعید ہے سچ پوچھو تو دنیا کا انتظام بغیر مذہب کے ممکن ہی نہیں فرض کرو اگر دنیا میں مذہب نہ ہوتا تو انسان کی مطلق اعلیٰ دنیا میں کیا کیا جرائم کیا کیا خرابیوں اور کس قدر فساد و فحش کی باعث ہوتی کیا سرکاری موجودہ پولس اور موجودہ مجسٹریٹوں کی تعداد اسکے ہندو کیلئے مکتفی ہو سکتی تھی نہیں ہرگز نہیں یہ مذہب ہی کا طفیل ہے کہ آج ہم امن و امان سے زندگی بسر کر رہے ہیں انسان کے محکمہ جسم میں دل جو بمنزلہ میجرٹریٹ ہے وہ خود کیگروں فیصلے صادر کرتا ہے متعدد برے خواہشوں کی مزاحمت اس سے ہو جاتی ہے ہاں جو کام اسکے حدود اختیار سے تجاوز ہو البتہ اسی کا دنیا میں ظہور ہوتا ہے میجرٹریٹ دل کا سربراہ اور مقتدا کون ہے وہی مذہب ہے فی الحقیقت وجود مذہب ہی وجود عالم کا باعث ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی پادشہ کی تصویر زیبا نہ ہوتی

یوں تو دنیا میں سیکڑوں مذہب ہیں ہر مذہب والے کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مذہب اچھا ہے مگر جن حضرات کو خدا نے چشم بصیرت دی ہے جن لوگوں کے دل و دماغ نور ہدایت سے منور ہیں وہ یہی کہیں گے کہ دنیا بہترین مذہب اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں مذہب اسلام کے سچے اور پاکیزہ اصول ایسے ہیں جسکے روبرو اعدائے اسلام خود بخود تسلیم خم کر دیتے ہیں انکے متعدد نقصانیت و متعدد اقوال اس امر کے گواہ عادل ہیں انشاء اللہ استعان اور کسی مضمون میں اسکی تفصیل ہم بیان کریں گے بڑے نیکو کا مقام ہے کہ ہم ایسے سچے مذہب کے نام لیا ہوں اور ہم سے اس سچے مذہب کی پابندی میں تصور ہو۔

اہل اسلام اور انگریزی زبان

مدقون سے دنیا کا یہ دستور اور یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ حاکم کی زبان محکوم رعایا پر زیادہ اثر کر جاتی ہے نہ فقط زبان بلکہ حاکم کے اوضاع و اطوار اور لباس کی تقلید بھی محکوم رعایا کو پسندیدہ ہو جاتی ہے حاکم و محکوم کے تعلقات بھی کچھ ایسے ہیں کہ خواہی نخواہی رعایا کو ہر امر میں بغیر تقلید کے چارہ نہیں ہر طرح سے حاکم کی دلجوئی محکوم کے نظر رہتی ہے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے عہد میں سرکاری زبان فارسی تھی رعایا کے دل میں زبان

فارسی کی قدر و قیمت اسی قبیل کی تھی بطرح آجکل زبان انگریزی کی ہے ہندوستان کا بچہ بچہ فارسی زبان کا
ولدادہ اور اس کا شائق نظر آتا اکثر فارسی کتب مذہبی رنگ میں تصنیف ہو کر تھے تھے جسکی وجہ سے مذہب
کو بڑی تقویت حاصل ہوتی تھی آجکل جبکہ کتب انگریزی میں تصنیف ہوتے ہیں مذہبی رنگ سے محروم ہیں مذہبی قوت
کی کاستگی کا غالبیہی سبب ہو گا سرکارِ تعلیم کی زبان کا اثر دیکھئے کہ باوجود ساہائے سال گزر جانے کے ہنوز ہندو
میں اسکا رواج باقی ہے۔ جیسے ضلع تعلقہ تحصیلدار نصف ہمسرشتہ دار۔ دربار قسط۔ جمع بندی۔ بہکاری
ضابطہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر غور کریں تو اور بہت سے الفاظ قبیل کے دستیاب ہو سکتے ہیں ہماری دور اندیش برٹش
گورنمنٹ نے غالباً مرقومہ ہندو الفاظ کو انگریزی میں اسلئے بحال رکھا تاکہ اسکے مقبولیت عامہ میں خلل واقع نہو
اگر وہ چاہتی تو ان الفاظ کو انگریزی سے بدل دینا کوئی بڑی بات نہ تھی غرض حاکم کی زبان کا اثر محکوم رعایا پر ہونا
جب ایک لازمی امر تھا تو فی زمانہ جو لوگ شاعت زبان انگریزی کے مخالف ہیں انکی مخالفت دانشمندی سے بعید
ہے جس جس طرح برٹش سلطنت کا اقبال اور اسکی قوت و شوکت ہندوستان میں افزون ہوتی جائیگی اس اس طرح
زبان انگریزی کی ترقی مہراج کمال پر پہنچنے میں کوئی شک و شبہ نہیں شاعت زبان انگریزی کا روکنا گویا ایک سیلا
عظیم کو ہاتھوں سے تھامنا ہے اب کچھ دیکھنا چاہئے کہ زبان انگریزی کے ناپسندیدگی کی وجہ کیا ہے جو لوگ اس
ناراض ہیں وہ کیسے لوگ ہیں تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی کہ ہمیں اکثر لوگ اہل علم و کمال
مزاج ہیں انکی ناپسندیدگی اسوجہ سے نہیں کہ انگریزی ایک غیر مانوس زبان ہے اسوجہ سے نہیں کہ اسکی شاعت
دیگر زبانوں کی ترقی میں حائل ہوگی اسوجہ سے نہیں کہ انگریزی حکام ہمارے ہم قوم نہیں ہیں بلکہ انکی ناراضماند
ناپسندیدگی اسوجہ سے ہے کہ آجکل انگریزی خوان گروہ سے دینداری مفقود ہوئی جا رہی ہے انکے اقوال اعمال بالکل
مذہب سے محروم ہیں انکے پاس دین و مذہب کوئی چیز نہیں حشر و نشر۔ دوزخ و جنت کا اعتقاد انکے پاس فضول ہے
مسلمان کہلانیکے لئے فقط نام مسلمان کافی ہے ان کے پاس دنیا میں اگر کوئی نیکی ہے تو وہ یہی ہے کہ ہر طرح سے قوم
میں انگریزی زبان کی شاعت ہو اسکی تائید و کمک کیلئے زبان و قلم دل و جان مال و زر جہت و آرام سب کچھ وقف
ہو جائے تو بہتر ہے حالانکہ انکایہ خیال سرسرخ غلط ہے دنیا کی کوئی نیکی حق تعالیٰ کی عبادت پیسنے نماز و روزہ حج و زکوٰۃ
کے مقابل ہو نہیں سکتی جسکے دل میں ایسا جوش ہے شخص ہرگز کسی نیکی کو عبادات سے افضل نہیں سمجھ سکتا

انگریزی خوان گروہ پابند شرع نہ ہونگی اصلی وجہ یہ ہے کہ انکے آباء اجداد نے بجز انگریزی تعلیم کے سرے سے
 لوگوں کو دینی تعلیم ہی نہ دلوائی بعضوں نے دینی تعلیم سرسری لوگوں کو دلوائی مگر انگریزی تعلیم کو ہر طرح مقدم رکھا
 دین و مذہب کی حقانیت ایام کسی میں بخوبی ذہن نشین نہ ہونے پائی لوگوں کی عمر جب عہد شباب کو پہنچی تو مذہبی و کھانا
 کیلئے انگریزی جدید فلسفہ کی تعلیم نے گویا سپہنے پر سپہاگہ کا کام دیا ہمارے پاس بجا پارے انگریزی خوان گروہ کا
 کوئی قصور نہیں البتہ اس خرابی کے باعث اگر ہین تو انکے ورثا انکے آباء اجداد ہین اگر لوگوں سے ہی دینی تعلیم انکو بخوبی
 دی ہوتی تو آج کیون ہم انکو دینی بے اعتنائی میں منہمک دیکھتے جس عمارت کے بنیاد میں ہی غلطی ہو اس عمارت
 کے استحکام کی کیا امید ہو سکتی ہے اس میں شک نہیں کہ اگر انگریزی خوان گروہ کو دینی بے اعتنائی یوں ہی بڑھتی جائیگی تو
 قوم کے لئے آئندہ بہت بڑی خرابی کا سامنا ہو گا

این مرتب کہ دیدہ جزوی است . کار کلی ہنوز در دست

البتہ ہم یہ یہ اعتراض ہو گا کہ غیر انگریزی خوان ہی تو صد ہا ہزار ہا افراد موجود ہین جن میں شریعت کی مطلق پابندی
 نہیں ہے کیوں انکو نصیحت نہیں کی جاتی ؟ کیوں انکو راہ پر نہیں لایا جاتا ؟ صرف انگریزی خوان فریق کے تخصیص کا کیا
 سبب ؟ اسکا جواب یہی کہ انگریزی خوان اور غیر انگریزی خوان میں بہت بڑا فرق ہو وہ یہ ہے کہ جعفر انگریزی تعلیم یافتہ ہین
 اس میں کوئی فرد بشر ایسا نہ ہو گا جسکو قومی اصلاح کا دعویٰ نہ ہو کوئی شخص ایسا نہ ہو گا جسکے زبان پر قوم کے منزل و ادوار
 کا مشیہ نہ ہو کوئی ایسا نہ ہو گا جو اپنے فریق کو سب میں محرز و ممتاز نہ سمجھتا ہو اور ہر ایک کو اپنا بھائیال بنانا نہ چاہتا ہو
 برخلاف غیر انگریزی دان کے جو شریعت کے پابند نہیں ہین اس میں ہرگز یہ ہو نہیں سکتا انکے فعال لازمی ہین یعنی اسکا
 اثر انکی ذات پر محدود ہے قوم کے دیگر افراد پر سرایت نہیں کرتا انگریزی خوان فریق کے فعال متعدی ہین جس سے
 قوم کے دیگر افراد متاثر ہوتے ہین پس ہر ایک کو لازم ہے کہ حتی الامکان انگریزی خوان فریق کو پابند شریعت بنائیگی
 کوشش کی جائے اس مضمون کے لکھنے سے ہرگز ہرگز ہمارا مقصود نہیں کہ انگریزی زبان کی شاعت نہ ہو بلکہ ہم یہی
 کہتے ہین کہ جب کا جی چاہے جہاں تک چاہے انگریزی سیکھے پڑھے دنیاوی وجاہت دنیاوی جاہ و ثروت دنیاوی
 رسوخ جعفر چاہے حاصل کرے مگر شرط یہ ہے کہ اسکے ساتھ دیندار بھی رہے احکام شریعت کا لحاظ رکھے ورنہ
 اس پر مردوگی کا نا صرح زمانہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے قول کے مصداق ہو گا جو چہ سوال کے پیشتر ہو مگر تلامذہ

اس مضمون اور موضوع پر
میں نے کچھ سیکھا
اس لیے کہ اس
مدرسہ کی ترقی تجارت
اور سامانہ ترقی تجارت
اور اس میں قطعاً ہوا ہے

مباد اول آن فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دین بباد
انگریزی خوان گروہین بغیر پابندی شریعت کے سیکڑوں ہزاروں افراد کلکٹر اور جج
نجائیں بلکہ گورنر کے عہدے تک ہی انکی رسائی ہو جائے ان سے نہ خدا خوش نہ رسول رضی
نہ قوم پر وہ فخر کر سکتے ہیں نہ قوم انکو سرمایہ مانہ سمجھ سکتی ہے
ہر آنچہ بشرط باطلغ دست با تو می گویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

صالح

صبح صادق مرہم کا فوراً دروغ نسل
گر علاج زخم عصیان می کنی بیدار باش
اللہ اللہ یہ کسی استاد کا کیا عمدہ شعر ہے جس عمدہ پیرایہ میں جس قریب الفہم انوکھے طرز میں صبح کی
تعریف اس نے ادا کی ہے نہایت درجہ قابل تحسین و آفرین ہے اور اسکی داد نہ دینی سخت بیداری
ہے صبح صادق کو مرہم کا فوراً سے تشبیہ دینی مجروحانِ نخب عصیان کا اس سے علاج مقرر کرنا کس قدر
دلکش اور دلچسپ مضمون ہے بیدار باش سے صرف ہوشیار رہنا یہاں مراد نہیں بلکہ اپنے پاک پروردگار کا
کے ذکر و فکر میں اس کے عبادت میں مشغول رہنا مقصود ہے دنیا بہر کے تمام حیوانات چرند پرند بہر قسم
کا ذی روح ہر طرح کا جاندار صبح کے وقت اپنے حقیقی مالک و آقا اپنے پاک پروردگار کے دھیان میں
لگا رہتا ہے یہ تو بدیہی بات ہے اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں بہت تعجب ہے
ہم انسانوں سے جو صبح کے وقت نشہ غفلت میں مست ہو کر بھیر باؤں پیلائے سو رہتے ہیں ایسے
سبارک ایسے پیارے وقت کو بے پروائی سے کہو بیٹھے ہیں باوجود اسکے کہ ہم کو اشرف المخلوقات
کہلائیکا دعویٰ بھی ہے کیا یہ بے زبان بے شعور ناجیز حیوانات سے ہم کو عبرت حاصل نہیں ہوتی
کیا اشرف المخلوقات کہلانے کا یہی مقصد ہے کہ صبح جیسے پاکیزہ وقت میں بھی اپنے خدا کو یاد
نکرین

وائے ہر ماوائے برانجام ما عاز وار و کفر از اسلام ما

رات اور دن کے جو بس گھنٹوں میں صبح کا وقت ایسا پایا اور سہانا وقت ہے ممکن نہیں کہ کوئی

وقت اسکے مقابل ہو سکے وہ شمع سحر کا جہلا جہلا کے جلنا وہ پروانوں کی کنارہ کشی وہ معشوقوں کا اپنے عاشقوں کے بستر سے تھوڑے وقت کیلئے ہٹ جانا وہ تہندی تہندی نیم سحر کی چمن میں خوش خرامی وہ سربستہ غنچوں کی ٹنگٹنگی وہ شبنم کے قطروں کی درختوں کے سبز پتیوں پر موتیوں جیسی بہار وہ درختوں کی سرسبزی اور اسکا نکھار وہ بلبولوں کی نغمہ سنجی دلگداز وہ قمریوں کی سروچمن پر کو کو کی پیاری پیاری آواز وہ زلغ و زغن کا بیباختہ بے محابا شور و غوغا وہ سخت سخت مریضوں کا مرض سے افاقہ وہ دلجمعی و سکون و قرار وہ پر نور نیلی کا عالم وہ مودوں کی اذان کے الفاظ کے ساتھ الصلوٰۃ خیر من النوم کی پاک ہدایت وہ صلیبوں کا جلد جلد اپنے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر مسجد کی طرف متوجہ ہونا وہ نماز میں اماں مسجد کی خوش بھگی کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت وہ بعد نماز باعجز و انکسار دعا کی طوالت غرض ان تمام امور ان تمام واقعات میں کوئی امر کوئی واقعہ ایسا نہیں جو دلوں کو اپنی طرف کھینچنے میں قوت مقناطیسی کا حکم نہ رکھتا ہو ہر امر ہر واقعہ دلربا ہے دلکش ہے دلچسپ ہے دلفریب ہے جسکو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آ ہی جاتا ہے ۔

ایک دل دہر بہت اب کس کو کس سے دیکھئے دلین آتا ہے کہ اس کے ہی ٹکڑے کیجئے
اہل سخن کے گروہ میں مختلف مذاق مختلف طبیعت کے لوگ موجود ہیں ہر شخص کچھ نہ کچھ کھسیکا ۔ مگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں یہی کہوں گا کہ فکر سخن کیلئے صبح کے وقت سے بہتر اور کوئی وقت نہیں طبیعت کی آمد خاطر جمعی پر منحصر ہے خاطر جمعی جس طرح ہونی چاہئے بجز وقت صبح کے اور کسی وقت مفقود ہے علاوہ اسکے تمام اطباء یونانی اور انگریزی ڈاکٹروں کے نزدیک قواعد احتیاط صحت میں صبح خیزی ایک جزو اعظم سمجھی جاتی ہے صبح کا غسل صبح کی ورزش صبح کی مشی یہ تمام امور حفظان صحت کے ماتقدم ہاں مغربی اقوام ان پر عمل پیرا ہیں تعجب کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں میں جو لوگ مغربی طرز معاشرت مغربی اوضاع و اطوار کے دلدل ہیں ان میں اکثر افراد نہ فقط صبح خیزی کی نعمت سے محروم ہیں بلکہ اسکے متعلق دیگر ابواب کے بھی عادی

ہنہیں ہاں البتہ ایسے امور کی زیادہ تقلید کیجاتی ہے جس سے نہ کوئی ذاتی نفع ہے نہ قوم کی کوئی بہبودی۔ جیسے تقلید لباس تقلید ماکولات و مشروبات تقلید رسومات مغربی وغیرہ وغیرہ میں یہ ہنہیں کہتا کہ بالکل مغربی اقوام کی تقلید نہ کرنی چاہئے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ ان امور کی تقلید کیجئے جن سے اپنی ذات کیلئے اپنی قوم کے لئے کوئی فائدہ کی یہی صورت نکل آئے دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جو تمام خوبیوں کا مجمع ہو۔ بلکہ خوبیوں کیساتھ چند در چند برائیاں بھی ضرور موجود ہوتی ہیں ہرکو چاہئے کہ خوبیوں کو اخذ کر لیں برائیوں سے احتراز کریں۔ خدا ماصفا دے ماکدر کے مقولہ پر کار بند ہونا چاہئے خیر یہ ایک جملہ محترضہ تھا جو درمیان میں آگیا پھر میں اپنے اصلی مطلب کے طرف رجوع کرتا ہوں میں نے جو کچھ وقت صبح کی تعریف کی ہے وہ مشتے نمونہ از خروار ہے مجھ جیسے کم استعداد قلیل بضاعت سمجھنے والا کیا حوصلہ اور کس طرح مجھ سے صبح کی تعریف کا حق ادا ہو سکے میری تقریر میں اگر کوئی خطا و لغزش ہے تو اہل مجلس سے معافی کا خواستگار ہوں۔

آئینہ خود باش صفائے بہ ازین نیست عیب ہمہ کس پوش قبائے بہ ازین نیست

شام

ای وقت شام میں آج تیرے حالات تیرے کیفیات ظاہر کرنے پر اردو سوسائٹی کی طرف سے مامور ہو ہوں مگر میں اس حصص و حصص میں ہوں کہ لکھوں تو کیا لکھوں تعریف لکھوں یا مذمت اگر مذمت کروں تو تجھ کو اچھا جاننے والے لوگ مجھ پر برہم ہو جائینگے تعریف کروں تو میرے بدخواہ مجھ پر چالپوسی اور خوشامدی کا الزام دہریگے اور یوں کہینگے۔

اچھے کو برابرے کو اچھا سمجھے کتنی یہ سمجھ بری ہے اچھا سمجھے خیر کچھ ہی ہوں غلو اور مبالغہ کو بالائے طاق رکھ کر صحیح صحیح حالت واقعی واقعی کیفیت کا فوٹو کھینچ دیتا ہوں ہرچہ بادا بادا ماکشی درآب انداختیم۔

اے وقت شام اتمام ذی لیاقت تمام شعرائے جادو بیاں تیرے اور وقت صبح کے درمیان جو داؤ عطف لاتے ہیں اور اس کو اپنا محاورہ بناتے ہیں یعنی صبح و شام شام و سحر کہتے ہیں۔

نہیں ہنہیں اردو سوسائٹی میں اس کیلئے کھانا اور سالانہ ترقی تجارت سوسائٹی میں کھانا ہوا

اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تو وقت صبح کا مقابل ہے یا مترادف ہے یا تجھ میں ہمہری صبح کے اوصاف موجود ہیں بلکہ اس سے مراد کسی چیز کی ابتدا اور نہ تھا بیان کرتا ہے گویا از ابتدا تا انتہا اس کا پورا مفہوم سامع کے ذہن نشین بنا دینا ہے یعنی دن کی ابتدا صبح ہے اور انتہا شام اس لئے صبح کو معطوف الیہ اور تجھ کو معطوف بنایا جاتا ہے ورنہ کہاں وقت صبح اور کہاں تو

گر کتان اس سے پھٹے اس سے جگر ہو چاک پلک ماہ تابان اور ہے رخسار جان اور ہے
اے وقت شام! میں نے مانا کہ صبح کے وقت نور کا عالم جو تمام دنیا پر چھا جاتا ہے وہ
تجہ میں موجود ہے مگر انسان کے دلمین جو اطمینان اور جو تفریح کا سامان صبح کے وقت قدرت
نے عطا کیا ہے۔ وہ تجہ میں بالکل مفقود۔ مریض گو اسکی کسی ہی سقیم حالت ہو ضرور صبح کے وقت اس
میں کچھ نہ کچھ افاقہ نظر آتا ہے برعکس اسکے تجہ میں مرض کا اشتداد بڑھ جاتا ہے شعرا نے زمانہ صبح
کو وصال سے نسبت دیتے ہیں اور تجھ کو فراق سے یعنی کہتے ہیں کہ صبح وصال اور شام فراق
وصال جیسی پیاری شئی کو صبح سے نسبت دینی اور ستعارہ کرنا اور فراق جیسی ناگوار چیز کو تیرے متعلق
نسبت کرنا اس امر کی واضح تردید ہے کہ تجہ میں اور صبح میں بہت بڑا فرق ہے وقت صبح باعث
سرست ہے اور تو موجب کدورت وقت صبح دیر پا ہے اور تو سرایح الزوال صبح کے ساتھ ساتھ
مہر منور کا نور ہی نور ہے اور تیرے ساتھ شب و بچو صبح کو رخ یار سے شعرا تشبیہ دیتے ہیں اور
تجھ کو نہ فقط گیسو تے سیاہ سے مثال دیتے ہیں بلکہ کالی بلا بھی کہتے ہیں جیسے کسی نے
کہا ہے

صبح جھلجھلکنا ہے گزر جاتی ہے شام کیا آتی ہے یک کالی بلا آتی ہے
اوقات نماز میں جقدرنگی اور کمی تجھ میں پائی جاتی ہے اور صلیوں کو نماز فوت ہوئی
گھر ہٹ تیرے وقت میں پیدا ہوتی ہے اور کسی وقت میں نہیں البتہ ایک بڑی خوبی تیری یہ
ہے کہ ملازمت پیشہ تجارت پیشہ زرعت پیشہ لوگ تمام دن کی جسمی دماغی محنتوں کو برداشت
کر کے تیرے ظہور سے پہلے اپنے اپنے مکانون کو واپس آ جاتے ہیں اور تجھ سے وہ آرام

لیتے ہیں اور تو انکے لئے مرکز مسرت و انبساط بن جاتی ہے وہ لوگ بازبان حال تجہ سے
مخاطب ہو کر کہتے ہیں ع

ای وقت تو خوش کہ وقت مانوش کردی

ای وقت شام! اگرچہ نیم صبح گلزار میں غنچوں کو نگفتہ بناتی ہے درختوں کو تروتازگی
میں لاتی ہے اور تیزی ہو ابھی کم و بیش وہی صفت رکھتی ہے اور تیرے وقت بھی طیور اپنی اپنی بولی
بولتے ہیں مگر کیا حاصل تیرے وجود و عدم کے درمیان فاصلہ! سفدر کم ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا اگر
فاصلہ زیادہ ہوتا تو ہکو تیری کارروائیوں پر غور کرنے کا موقع ملتا تیری تنگدلی تیرے تہام اوصاف
کو ملیا میٹ کر دیا۔ اے وقت شام! بعضے اہل محاورہ صبح کو وطن سے تجھ کو غریبان سے نسبت دیتے
ہیں یعنی صبح وطن شام غریبان کہا کرتے ہیں سچ ہے دنیا میں کسی فرد بشر کا دل وطن کی نسبت
سے خالی نہیں یہ ایک فطرتی امر ہے۔

یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد می گفت گدا بودن کنگان خوشتر
حب وطن کی دلچسپی کے ساتھ صبح کی بہار بھی شامل ہو جائے تو پھر کیا پوچھتے نور علی نور
دونوں کا انضمام سہنے پر سہاگہ ہو گیا غرض اہل وطن کیلئے صبح وطن بڑی پیاری چیز ہے اور نہ
مسرت انگیز ہے اس کا لطف اسکی خوشنمائی اسکی بہار اپنی لوگوں سے پوچھنا چاہئے جو اہل
وطن ہیں ع تیغ قاتل کی صفت گہائل سے پوچھا چاہئے

صبح وطن کے مقابل میں شام غریبان کے حالات بالکل مغائر ہیں لفظ غریبان سے اگرچہ
منفس و محتاج لوگ کا مفہوم بھی نکلتا ہے مگر شام کے ساتھ لفظ غریبان کا استعمال زیادہ تر مسافروں
کے ہی معنی پر ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسافر لوگ شام کے وقت جب منزل پر پہنچتے ہیں تو کس قدر بخیدہ
اور کبیدہ خاطر رہتے ہیں گو ان کیلئے منزل پر ہر طرح سامان رحمت و آرام میسر ہو مگر راہ کی کٹان
جسم کی کو فٹنگی مزاج کی پریشانی و کدورت سامان رحمت و آرام سے پورا پورا حصہ نہیں لینے دیتی بلکہ رنج
مسرت پر غالب آ ہی جاتا ہے۔

حسرت پر اس مسافر بیکس کے روئے جو تہک گیا ہو بٹھیکے کے منزل کے سامنے
 اے وقت شام! میں خوب جانتا ہوں کہ تو بے جان ہے بے زبان ہے تجھے مجھ پر حرف
 گہری کرنے کی طاقت نہیں ہاں وہ لوگ جو تیرے کیفیات تیرے جذبات کو محسوس کرنے والے
 ہیں تیری نیابت میں کچھ نہ کچھ کہینگے مجھے ان کا کہنا بسر و چشم قبول ہے وہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں کہتے
 دو ای وقت شام! خدا حافظ اب تجھ سے رخصت لیتا ہوں
 ہر طرح رنج جدائی سے بچائے اللہ زندگی باقی ہے گر پہر ہی ملائے اللہ

تقریبات و قطعات تاریخ طبع رسالہ

تقریظ و لپنیر جناب شاہ ابوالعرفان محمد عبدالرحمن صفاروٹی المتخلص بکیم مجد و علوم صوفیہ ام لطفہ
 گلزار بادشاہ اپنے مصنف کی ذاتی خوبیوں کے باعث تقریظیات و تمہیدات و تاریخات
 کا خواہاں نہیں آفتاب عالم تاب کے طرح وہ خود ضیا گستر ہے میں نے چونکہ اپنا نام گلزار بادشاہ کے
 ساتھ قائم رکھنا چاہا اسلئے میں بھی ہوں گا کے شہیدوں میں مل گیا مصنف گلزار بادشاہ کی قومی خیر خواہی
 اور لیاقت نفسی معارف بادشاہ (انکی سوانح) سے اظہر من الشمس ہو چکی اور دوبارہ قذکر کی طرح گلزار
 بادشاہ سے عیاں ہو رہی ہے یہ سیکر محترم دوست جناب مخدوم صاحب مدراسی نے بادشاہ نور اللہ
 مرقدہ کی شاعری بلند خیالی بشیل تاریخ گوئی کا جو نقش کھینچا ہے ممکن نہیں کہ مرحوم کا کوئی زندہ دوست
 اب اور ایسی تصویر تارے۔ بادشاہ نور اللہ مرقدہ کا دو سال نام حالی مدراس تھا اپنی عمر کا اخیر حصہ جن خیالات
 اور قومی خدمات میں طے کیا ایک حیرت انگیز معاملہ ہے گلزار بادشاہ کا مضمون بزبان حال کہہ رہا ہے
 کہ بادشاہ کا شاعرانہ خیال سے وگر آسمان و گر عرش جوید و بلند ی طبع حقایق بیانش۔

دہلی اور لکھنؤ والوں کی ارد و نظم اور انکی روزمرہ بول چال اور انکے ملکی محاورے اہل مدراس
 کی فطرت سے دو تین بعض شعرائے مدراس دہلی لکھنؤ والوں کی تقلید اور انکی شاگردی کو اسلئے فخر سمجھتے
 ہیں کہ انہیں بحر الفاظ پرستی اور کوئی مادہ نہیں مضمون آفرینی کا جو ہر جو خاص موہبت ایزدی سے

متعلق ہے الفاظ پرست شعرا میں نہیں پیدا ہوتا وہ کتا ہی سر میں حقیقی شاعری (مضمون آفرینی) کی تعریف مولانا مردم نے یوں کی ہے۔

شاعری جزو لیت از پیغمبری جہا بلا نش کفر خو اسند از حسری

میں کہتا ہوں کہ میرے معزوم بادشاہ کی مقدس فطرت میں خدا نے مضمون آفرینی کی وہ قابلیت رکھدی تھی جو جزو نبوت سے متعلق ہے پس بادشاہ نے اس جوہر الہی کو اپنے ملک کی زبان میں عرض کیا ہے جسکا نام گلزار بادشاہ رکھا گیا ہے۔ بادشاہ نور اللہ مرقدہ کا لائق جانشین اپنے والد ماجد کی یادگار قائم رکھنے والا خطیب محمد عبدالرشید زاد اقبالہ نے ۱۳۳۳ ہجری میں گلزار بادشاہ طبع کروا کے صرف اپنے والد ماجد کی روح مقدس کو ہی خوش نہیں کیا بلکہ اپنے والد کے احباب اور اپنے وطن کے اہل علم کو تحفہ گلزار بادشاہ سے ممنون و مشکور کیا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم عزیم خطیب محمد عبدالرشید زاد عمرہ کو تندرستی اور تجارت مال کی ترقی کے ساتھ از دیار ایمان اور خاص اپنی معرفت کا علم عنایت فرماوے اور اپنے والد ماجد کی یادگار میں تعمیرات پل و مسجد و چاہ و مہمان سرا کی توفیق بخشے آمین۔

نظم

شاہ اقلیم سخن اور منیع جود و نوال
حاجی المحرمین قادر بادشہ فرخندہ فال
وہ جنوبی ہند کا تہا شیخ اہل حال و حال
مہدی اہل وطن تہا حق نامہ رخ مال
مذہبی تسلیم کا تہا رات دن اسکو خیال
سیکڑوں میں منتخب تہا شاعر شیرین مقل
حاجی قادر بادشہ تہا بے عدیل و بیثال
یاد کرتے ہیں تجھے ای بادشہ صاحب کمال
اور یک گلزار نامی بادشہ کا تہا ہمال

صاحب خلق و مروت ذی وجاہت ذی حال
حافظ شرع سمیر سالک راہ خدا
وہ خطیب دین و دنیا وہ ادیب ملک و قوم
یاد حق سے دولت دین اور تجارت سے معاش
وہ ابھارا قوم کو تہذیب اور اخلاق پر
صوفی و عارف نہاں و عابد و زاہد عیان
خاک و آتباری کہتی ہے زبان حال سے
انجن اور دراز اخبار و سوسئی مدر سے
یادگارین سب وہ اپنی آپ قائم کر گیا

| | |
|--|---|
| <p>جانشین بادشاہ عبدالرشید نامور اس کلام بے بہا کو اسنے شائع کر دیا دوسرے مقصد یہ تھا ہو قوم اس سے استفادہ جن بزرگوں کو سو حاصل سیر اس گلزار کی تا مصنف پر ہونازل رحمت باری مدام صدق دل سے فاتح ہوا اور ایصال ثواب</p> | <p>باب کے گلزار کا ہے باغبان وہ خوش خصال تا ہو خوشنودی پدر کی اور ضامے ذوالجلال اور احباب مصنف پاتین لطف لازوال بلتھی ہوں وہ بدرگاہ خدائے لایزال روح اسکی شادمان ہو سچ و غم ہوں پائمال ہے یہی میری گزارش ادیر ہی ہے عرض حال</p> |
|--|---|

ہے دعا تسلیم کی ہر اہل دین کے واسطے
بادشاہ کی زبیت کر سکو عطا ای ذوالجلال

”فکر علامہ فخری“

تقریظ جناب مولانا الحاج مولوی حکیم شہید محمد فخر الدین صاحب نقوی فخری سجادہ خانقاہ دہلی
مسجد فخریہ واقع میلہ پور مدراس

”خیر جاری بادشاہ“

خطیب ریاست - عزیزی محمد عبدالرشید صاحب خلف الصدق جناب انجمنی فی الشرح حاجی خطیب قادر
بادشاہ صاحب مرحوم نے مجھ سے یہ فرمایش کی ہے کہ میں جناب بادشاہ مرحوم کے مجموعہ غنیمتی بہ
گلزار بادشاہ پیر جو زیر طبع ہے تقریظ لکھوں کلام بادشاہ پر تقریظ وہی لکھے جو بادشاہ کلام ہو۔
بادشاہ کا کلام کلام بادشاہ ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کلام الملک ملک الکلام نہ میں
بادشاہ ہوں اور نہ میرا کلام بادشاہ ہے۔ جناب بادشاہ مرحوم کی تعریف اور انکے کلام کی
توصیف وہ کر سکے جو انہیں ساہو۔ نہ وہ ہو گانہ یہہ ہو گیا۔

جنوبی ہند کی خصوصیت کیا ہے ہندوستان کے خاص قادر الکلام لوگ ہی آپ کے
کلام سے واقف ہیں۔ عجم تو عجم عرب میں ہی آپ نے اپنا سکھ جایا تھا کعبۃ مقدس اور روضۃ

ذادہم اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت کے وقت بادشاہ سخن نے اپنے بادشاہ اور آقا
حقیقی جل جلالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درباروں میں کلام بادشاہ قرآن فرمایا تھا آفتاب کی منور
اور آسمان کی بلندی کو سب مانتے اور بجا میں کوئی کہے تو کیا اور نہ کہے تو کیا۔

علاوہ اسکے ہر قسم کے صفات حمیدہ اور قابلیت پسندیدہ کی جامع بادشاہ مرحوم کی ذات
شریف تھی۔ شاعری انشا پر دازی میں بھی آپ ہی اپنا نظیر یا ثانی تھے۔ آپ کی خوش بیانی اور
نازک خیالی کا یہ مرتبہ کہ جنکو انا ولا غیر کی کا دعویٰ ہے۔ جب آپ کے نظم و کلام کو سنتے ہیں تو آپ
کی استاد کی تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ توصیف بھی کی ہے۔ کسی نے آپ کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے
دربتن شعر ہم سنگ بیدل و نذر قصاید ہم دوش سلمان

یہ تصنیف بھی ایسی ہے جسکی تعریف حد امکان سے باہر ہے میرا دعویٰ بے دلیل نہیں ہے
جسکو یقین نہ ہو وہ اس کتاب کو دیکھے اور ابتدا سے اس وقت تک جتنی کتابیں اردو نثر و نظم میں
لکھی گئی ہیں مجھے دکھائے کہ اس طرح کی نظم و نثر کسی نے لکھی ہے یا نہ لکھی ہے۔ یہ سلاست بان یہ صفائی ترکیب
یہ نازک خیالی۔ یہ مضامین عالی۔ یہ رنگ۔ یہ ڈھنگ۔ کس کے نظم و نثر میں ہے یا ہر باب
زمانہ اگر شک نہ کریں اور انصاف سے نہ کریں تو وہ کو تسلیم کرنا لازمی ہے۔ حاسدون کو سوائے
نغم کہانے اور غم ہونیکے اور کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے آپ کی نظم۔ ”نظم سربند“ اور آپ کی نثر۔
گلستان بلند فطرت“ ہے۔

جان دیدہ بقیال معنی گویم اور اگر خدا کے سخن
گر چنین شایہ سخن باشد ہی کہم جان خود فدائے سخن

خطیب رشید رحمہ اللہ نے یہ ایک معمولی کتاب نہیں چھپوائی ہے بلکہ مجموعہ بی نظیر۔ ایک
کے پیش کیا ہے جسکو فی الحقیقت۔ ”مجموعہ سیر سخن“ یا ”تبرکات بادشاہ کہنازیہا ہے۔ خدا بادشاہ
مرحوم کو اسکا اجر دے اور آپ کے خلف الصدق کو دیگر گاہ سلامت باکرامت رکھے اور الولد
فی سیر لا بیہ کا سچا نوٹ بنائے۔

۹
پیشکش
گلزار بادشاہ
۱۰

تقریظ از نتیجہ طبع جناب ابوالمقبول محمود الحسن صاحب المخلص بن محمود متوطن انبساط

لا آتی حمد و ثنا وہی باغبان حقیقی ہے جس نے سرزمین عالم میں گلزار سخن کو سرسبز و شاداب کیا فہم ناقص اور ذہن نارسا کو کونہ ذات باری تک رسائی کہاں زبان و قلم سے اسکی حمد ادا ہو کیا امکان - جل جلالہ و عظم نوالہ - نہ فقط حمد کا ہی یہ حال ہے بلکہ نعت کا دعویٰ کرنا بھی نرا ہیچودہ خیال ہے۔ مگر خاموشی بھی باعث بجز و ملائی سیاح لامکان کے اور اک کیلئے طائر جو اس مقطوع ابال ہے اسکا ادا کرنا غیر ممکن ہے نہ کہ محال۔ انسان ضعیف البیان اسکا اہل ہو سکے کیا مجال۔ سزاوارتائش وہی چمن آرائے رسالت ہے کہ جس نے نہایت گلزار سخن سے مشام اہل ایمان کو صورت طبلہ عطا و معطر کیا اور گرنہنگاران امت کی شفاعت کا بیڑا بٹھایا صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحابہ جمعین -

اما بعد خاکسار حقیر الزمین محمود الحسن بن مخلص بن محمود از باب علوم کی خدمات میں بشارت تازہ اور نوید روح افزا پیش کرتا ہے۔ اسجد شد کہ ان ایام فرحت انضمام میں شاہد عایدہ اخلاص سے جلوہ فروزا ہو یعنی میرے مخدوم و معظم - مجدد و مکرم حضرت الحاج خطیب قادری بادشاہ صاحب المخلص بہ بادشاہ - طاب اللہ ثراہ و جل الجنتہ متواہ کا دیوان مسمیٰ بہ گلزار بادشاہ زیو طبع سے فریق ہو کر غنچہ آرزو دیریر کو شکستہ بنایا اور شائقان سخن کو نئی دلربائی کا عالم دکھا کر شیدا کیا۔

لہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پردہ تقصیر پدید

باغ سخن کے متوالو! شاعری کا صحیح مذاق رکھنے والو! ذرا اس گلزار پر پہا کی سیر کرو اور گلہائے سخن سے اپنا دامن بہر لو پہر اگر آپ کی زبان پر شیعہ عربی نہ ہو تو میرا ذمہ

چون این رشک چمن محفل بدیدم شگفتم گل شدم گلزار گشتم

سبحان اللہ گلزار بادشاہ کیا پیارا نام ہے سخن فہم و فقیہ رس اصحاب نام کی بندش پر ہی جان دینگے یہ وہ گلزار ہے جیکو نہ خوف خزان ہے نہ خلش خار ہے ہر گل اسکا گل خورشید کا ہمسرے ہر شگوفہ شگوفہ امید کا منظر ہے عجب سخن کا شگفتہ ہے گلشن بے خار، خزان کا خوف نہ صیا د کا ہے غم زہار

بڑی خصوصیت اس دیوان کی یہ ہے کہ یہ مرحوم کے سچے خیالات اور پاک جذبات کا آئینہ ہے۔
 جس میں عشق رسول مقبول کا عکس رونما ہے نہ اس میں حق و صداقت کا خون ہے نہ الشعراء شبیہ
 الغاوان کا مضبوط ہے اس لئے ہر پیر و جوان اس کے حسن و جمال پر توتوں ہے شعر نازک خیالی کا میلان
 وسیع ہے ہر کلام نو ایجاد اور ہر مضمون بدیع ہے فقرہ فقرہ میں فصاحت ہے لفظ لفظ میں بلاغت
 ہے جسکو ذہن سلیم اور فکر رسا کا عظیمہ حاصل ہے وہ اتنا کہ بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہر ہر شعر اس کا خواصان دریا
 فکر کیلئے گہرا آبدار ہے یہی راہتی کا نظارہ ہے اس میں لاف و گراف کو دخل ہے نہ مبالغہ شاعری کی
 نقل ہے بلکہ اس سراپا مخزن برکات میں حمد الہی نعت بنی مدح خلفائے راشدین و اہل بیت کے ساتھ
 ساتھ قومی نظمیں بھی درج ہیں گو کہ میں علمی میدان میں پس ماندہ ہوں مگر مذاق سخن سے بے بہرہ نہیں ہوں۔
 شاہ سخن پر جان دیتا ہوں حسن معالیٰ نہ کافر نفیۃ اور دیوانہ ہوں اس لحاظ سے بلا تنصیع یہ کہتا ہوں کہ بادشاہ
 سخن کی طبع خدا داد نے جو جو ہر دکھائے ہیں اسکی قدر قیمت وہی جان سکتے ہیں جو مذاق سخن میں
 کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ فرضی عشق کے ناپاک جذبات سے اس کا کلام مبرا ہے میری
 دعا ہے کہ خدا سرے تو یہی سودا دے کہ محبت محبوب خدا اور اہل بیت میں محو رہے وہ انسان ہی کیا کر
 جو اس دولت سے محروم رہے قوم کا ہمدرد اور غمخوار ہی وہی بن سکتا ہے جو مصنوعی عشق اور خیالی ڈھکوسلون
 سے محترز رہے اخیر میں ناظرین سے ملتی ہوں کہ اس پر بہار گلزار کی سیر سے خط و افراتھانیکے بعد میری دعائیں
 شریک ہو جائیں کہ خداوند کریم مصنف کو اس کا نیک صلہ عطا کر کے اپنی حمت کاملہ سے ممتاز فرمائے۔
 ع این دعا از من از جملہ سچا امین باد

قطعات تاریخ

از جناب محمد اسماعیل سیٹھ صاحب المتخلص بن معنوم متوطن مدراس

پہنچے بیان خزانہ نہیں اسکو دستگاہ
 راحت و فراہم ہے گلزار بادشاہ

سر سبز و پر بہار ہے کیا گلشن سخن
 معنوم بلبان سخن کو یہ دے نوید

| | | |
|--|-----|---|
| | ولہ | |
| عشاق شاہدان معانی کی سیرگاہ لکھہ نقش آفریدہ ہے گلزار بادشاہ | | دلچسپ و دلنوازا چمن بنیطیر ہین کلک بادشاہ کے گلکاریان دلا |
| | ولہ | |
| حاصل ہو جس سے معرفت قدرت الہ لکھہ ہے مفید رویت گلزار بادشاہ | | سر مایہ نشاط ہے باغ گل سخن مغموم سال طبع کا خواہان ہو گر کوئی |
| | ولہ | |
| پڑ جائے اس کے حسن معانی پہ گر نگاہ لکھہ زینت ربیع ہے گلزار بادشاہ | | حاصل ہو سیر لطیف ارم اہل ذوق کو مغموم بہر سال لب انبساط سے |
| | ولہ | |
| لطف سخن اٹھائیں جو ہین غم کے مبتلا گلزار بادشاہ ہے نقش طرب فرا | | کیا دلربا ہے نکہت گلہائے معنوی مغموم سال طبع کہو از لب امید |
| از جناب الحاج محمد عبدالقادر صاحب تخلص بہ شاکر ساکن و انبھاری | | |
| تیسرے دیوان ہے یہ گلزار شاہ روح افزا ہے کلام بادشاہ چاہئے تفہیم کا تا رہنگاہ ہین تصانیف آپ کے اسپر گواہ آپ افلاک سخن کے مہر و ماہ آپ ہین زیر زمین باعز و جاہ آپ کے اوصاف ہین شہرت پناہ خیر خواہ ملک و قومی خیر خواہ | | بادشہ نے گل کہلاتے تازہ تر ہے شام آرایہ گلزار سخن تکو گلہائے مضامین گوند ہنے شاہ معنی کا لقب ہے آپ کو آپ ہین جان سخن کا ن سخن آپ کا ہے نام بالائے زمین آپ کے اخلاق کی مداح خلق آپ مدوح خلایق بسر |

| | |
|--|--|
| <p>آپ ہین شاہ سخن بے اشتباہ قرب حق ہو آپ کی آرام گاہ یہ دعا شاگر کی ہے شام و چگاہ تاج نو گلزار قادیان بادشاہ</p> | <p>آپ کے اشعار سرتاج سخن روح اقدس آپ کی ہو خلد میں حق کرے مرحوم کو جنت نصیب اسکی یہ تاریخ شاکر نے کہی</p> |
| ولہ | |
| <p>ملک دکن کے نامی سخنور جوان و پیر گلزار بادشاہ ہے یہ علامہ بے نظیر</p> | <p>کرتے ہین بادشاہ کے سخن کو سنتیں پیش اشاکر نے اسکی عیسوی تاریخ یہ کہی</p> |
| از جناب حکیم سید شاہ محمد صبغتہ اللہ صاحب حسینی القادری نور۔ متوطن مدراس | |
| <p>اتراقی ہے ہر ایک نظر بازی نگاہ بادخزان کو بھولی ہے اس بوٹا نکی را باران و باد بجئے بیل کے شک و گاہ ہر ایک رنگ خاص کا ہے شاد و گواہ اسپر ہی تازگی سے ہے جنت کا اشتباہ مقصود باغبان سے ہے شاعر سخن نیاہ بحر اجل نے کشتی عراو سکی کی تباہ جو شخص دیکھتا ہے وہ کہتا ہے واہ واہ</p> | <p>آئی بہار تازہ کھلا اک نیا چمن ببل ہے شاد رنگ گل و غنچہ دیکھ کر گواہان لگا کے چمن ہو گیا روان اسکے جو ہین کہلاتے ہوئے اور ہی چمن جملہ کلمہ ہین عالم میں وہ چمن ملبوع نظمیں اول چمنوں سے مراد ہین شاعر وہ بادشاہ تخلص شہیر خلق دیوان چنگیا ہے یہ و سکا جو اسکے بعد</p> |
| <p>نکلا یہ سال نور نے ڈالی جو چشم و دید رنگین و پربہار ہے گلزار بادشاہ</p> | |
| از جناب نواب محمد منور صاحب گوہر نایب خاندان کرناٹک مدراس | |
| <p>گل سے شگفتہ اسکے مضامین ہین سب کے سب گلزار بادشاہ سخن گو چہا ہے اب</p> | <p>دیوان ہین یکشن رنگین ہے لا کلام یوں غنایب خامہ گوہر ہے نغمہ ن</p> |

| | |
|---|--|
| از جناب مولوی سید علی صباغی بہار ساکن حیدر آباد دکن | |
| دیکھو تو سیرا کی آنکھیں یہ کہہ رہی ہیں نظمیں یہ واہ کیسی اچھی کہی گئی ہیں | گلزار بادشاہ کا پہلا پہلا ہے کیسا کہد و بہار تم بھی تاریخ اسکی ہجری |
| از جناب خان بہادر ڈاکٹر الحاج خواجہ محمد حسین صاحب تخلص بہ خواجہ حنیف مدیکل آفسر بنگلہ علی اسٹیٹ | |
| مشفقی عبدالرشید نیک نام این زمان دارو بحسن اہتمام شعر ہا دارو عقیدت انضمام | ہست فرزند رشید بادشاہ طبع زاد والدش راقصہ طبع بسکہ دلخت محمد بادشاہ |
| از سر نصاف خواجہ سال آن گو۔ کلام بادشاہ خیر الکلام | |
| ولہ | |
| گوئی کہ نعل و گوہر از بحر و کان بر آ مد تصنیف بادشاہ رنگین بیان۔ بر آ مد | از طبع بادشاہ چون گلزار نظم شکفت ای خواجہ بہر لاش فکر م چون جتو کر د |
| ولہ | |
| نقش در ہر صنف رنگ طبع او دار جدا اندرین گلزار ہر گل رنگ و بودار جدا | بود قادر بادشاہ قادر با صنایع سخن چشم بد و در این سن فضیلتش خواجہ زور قسم |
| ولہ | |
| ہے جلوہ گاہ شاہد یوسف جمال طبع گلزار بادشاہ سخندان۔ ہے سال طبع | گلزار بادشاہ ہو مصر سخن نہ کیوں خواجہ سروش غیب نے جہے یہ کہد یا |
| از جناب مولانا عبد الباق صاحب روغن آنریری پریسیڈنسی میجسٹریٹ مدراس فضل خدا ہے چہ گلیا گلزار بادشاہ | |

جتنے گل سخن ہیں با نواع رنگ و بو
اس شاعر شہیر کی یہ یاد نگار ہے
یعنی وہ بادشاہ سخن سخن بے نظیر
کچھ عشقیہ کلام پہ اونکا نہ تھا حصر
ہر رزم و سخن میں وہ پڑھتے تھے نظم و نثر
انکا کلام نعتیہ مشہور عام ہے
تاریخ کا جو فن ہے وہ ہے درد سر مگر
آخر وہ اس جہان فنا سے گزر گئے
حاجی تھے اور خطیب تھے ہر دلعزیز تھے
عبدالرشید انکے جو فرزند ہیں رشید
ترتیب دی اونہوں نے ہی اس یادگار کو

فرحت فزائے دل ہیں لطافت دہ نگاہ
ملک جنوب کے سخن کا تھا جلوہ گاہ
جنکا کلام جنکی لیاقت پہ ہے گواہ
بتلاتے تھے وہ قوم کی ہی حالت تباہ
اور لوگ اس پہ کہتے تھے حسین و واہ واہ
جسیر گواہ خود ہے یہ گلزار بادشاہ
حاصل تھی اونکو اس میں ہی اک خاص و نگاہ
روقی ہے خلق اونکے لئے شام اور بکراہ
دیندار تھے خلیق تھے سکے تھے خیر خواہ
ہم سیرت پدرین و ہم شکل بادشاہ
دونوں جہان میں اونکی بڑے عزت و جاہ

تاریخ اس کتاب کی روشن نے یون لکھی
گلزار بادشاہ سخن لاجواب واہ

از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مختار صلی اللہ علیہ وسلم کبیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

حروف غنچہ و گلہا اسطورش کل بستانے
شگفتہ نعتیہ گلزار معنی خیز دیوانے
بچشم حاسدان چون نیترہ و خار منیلا نے
بیاض صفحہ را بین اسطورش چو خیابانے
دماغ ببل طبع کند چون مست ریحانے
فشا نہ غنچہ حننت برا وراق ربیعانے
نشستہ چون عروسان چمن الفاظ اعلیٰ نے

چہ دیوان است این دیوان کہ ہر ورقش گلستانے
زمین نظم این دیوان زمین باغ فردوس است
مثال مطلع خورشید نشان مطلع غزلش
حروفش را سیاہی صوت شام غریبان است
محل مضمون شعارش مثال غنچہ شبو
بگلہائے معانی ببل طبع فدا گر دید
حروفش بر بباط صفحہ مثل سنبل و لالہ

الف چون سرو ستادست باکیا نگهبانے
 بین لاش مثال زلف محبوب پرستانے
 چو دیدم سین گفتم شاہد نمودند آنے
 کہ شمشیر برہنہ از پتے حسا و خشنے
 قتادہ با مثال نعش عاشق دریا بانے
 ہزاران رنر یا دیگر کسے خواند بہ معانے
 پری در شیشہ بہ ست ہست با جہر بانے
 بخواند کلمہ توحید از دل چون سلمانے
 ز بستیش گنج عرفان می شود از ظہر فلوانے
 کسے گلچین شود مصون بود و ایم ز حرمانے
 بین این طرفہ مضمونے پائش بہت ثمانے
 کتا بے با چنین اوصاف و با این ساز و سامانے
 مضامین بہ زنیلو فر مطالب بہ ز خرمانے
 نہال خاندانش منشعب بہر اعضا مانے
 خطیب عبدالرشید نیکخو با کس مر سجانے
 کر و قلمش فروغ یافت چون شمع شہستانے

مثال نخل مثر صف بصف الفاظ منقوطش
 اگر گویم کہ عنیش مثل چشم عاشق باز ہست
 چو زامہ کوزہ پتے میم قصد سجده میدارد
 مثال بر و عشوق آمد تدوین انش
 بہ بین تشدید چون سوراخ ہائے بنی و لب
 بہ نقطہ دل عارف نکات معرفت بیند
 بہر بطش نہان معنی بہر معنی نہان رازے
 کرمانش بین خواند بہن بچہ مرغز لاش
 شود و گلدستہ گلزار وحدت از غزل طاہر
 ز گلزار خطیب حاجی قادر بادشاہ صاحب
 کلامش شہ تخلص بادشاہ مداح شاہنشہ
 بحالم در رموز نعت میگویم کہ کم یا بی
 پتے عشاق پیغمبر چو خوش گلہائے معنی خیر
 درین گلزار عالم از طفیل مصطفی بادا
 چو فرزند رشیدا و کہ ہمیشہ بستی شد
 پدید آید و مان فرمود شائع کرد دیوانش

ندا آمد ز ہاتف از سر نصاف گو سالت

سلیم بن چو گلزارے بہر گلہا ش عرفانے

از جناب مولوی قاضی محمد کریم الدین صاحب ز عظیم ساکن نندیال ضلع کرنول

بے انتہا ہے لذت شمار بادشاہ مین
 معنی تہی قف خدمت دربار بادشاہ مین

ہے خوب ہی ملاحظت گفتار بادشاہ مین
 قربان تہی فصاحت و دلدادہ تہی بلاغت

بجئے کلام کا تھا سارا زمانہ خواہاں
کیا دینشیں حلاوت ہوتی ہے سامعین کے
وہ آج چہر رہا ہے گلزار بادشاہ میں
ہے طرز ہی انوکھا اشعار بادشاہ میں

بہرین شاعت تم ہی زعمیم کھدو
گلزار ہے نعتیہ میں گلزار بادشاہ میں

از جناب الحاج محمد عبد المجاہد صاحب تخلص بہ دل متوطن مدبر

عبدالرشید نے کیا منظر دکھا دیا ہے
وہ معدن بلاغت گنجینہ فصاحت
طلعت ہوئی جہاں سے کافور مثل عنقا
یہ طبع کی روانی یہ بندش معانی
میں یادگار تیرے بے بادشاہ معذور
تو کشور سخن کا ہے بادشاہ بیشک
شکر کلام تیرا عشاق و حبیدین آ
ای بادشاہ عالی جنت کا تو ہو والی
یہ ہے مرا عقیدہ اور ہے یہی بہر و سر

گلزار بادشاہ کی دلچسپ ہے نمائش
تھا ایک درکنون چند نمونے رکش
وہ مہر علم نکلا جب وقت آرزو مالش
یہ طرز خوش بیانی ہر دل سے نکلے عیش
اجاب کے دل افزا حاسد کے دہین ترش
منہ آئے منہ کی کہاتے تیرا عدو تے سرش
خوش ہو کے چہو متے ہیں محفل میں جیسے میکش
حاضر جلو میں ہر دم تیرے ہو حور مہوش
دارالسلام میں ہے بیشک ثواب فروش

تاریخ دل نے چاہی ہاتھ کے یوں ندائی
گلزار بادشاہ ہے قادر کلام دلکش

از جناب لوی حافظ قاضی محمد عبد الحمید صاحب تخلص بہ حمید پروفیسر عربی و فارسی پرن کالج کلکتہ

مژدہ ای دایان حسن کلام
آہن خطیبہ کہ خطبہ سخنش
قادرے کوست بادشاہ سخن
اشرف الحاج بادشاہ خطیب

مژدہ ای ناظم ان سحر نوا
امرأ القیس راجون انرا
بادشاہ ہے کہ شاہ ملک صفاء
قادر اہل کمال اہل دنا

| | |
|---|---|
| تازہ فرمود طرز عرفی را جان فدا کردہ گیسو لیلی معرش سرو قامت عذرا | داد ترتیب طرز دیوانے برسواد بیاض رنگینش بتیہایش نگار بیت عروس |
| ز درتہ سال طبع کلک جمید سخن بادشاہ شہ بادا | |
| از جناب خواجہ محمد تقی حسین صاحب تبسم کن مدرس | |
| یہ ہے نسخہ حسن شعرو سخن کہ گلدستہ تازہ اشعار ہے کہی سین نے تاریخ بے باختہ نظم دلاویز گلزار ۱۳۳۳ | از جناب مولوی سید شاہ حسین صاحب نسیان ممتحن مدارس اسلامیہ سکن پٹی |
| چون دید جلوه گلزار بادشاہ دل گفت نشان دہند رضایں نعت شاہ امم بہ اہتمام جناب خطیب عبد رشید بہار رشک دہ گلشن جنان این ست شمیم غنچہ گلزار صنوفشان این ست سخن بگفت گل گلشن بیان این ست | ز فکر خویش گو سال عیسوی نستان بجانیم گلستان بے خزان این ۱۹ |
| ولہ | |
| امی سراید طایر قدسی درین گلزار نعت گفت نستان از پے سال شاعت فی محل | لحن داؤدی برآمد از زمین و ازیں چھپا پے عنایہ گلشن نعت کبار |
| ولہ | |
| دیکھ کر گلزار کو دل نے کہا شاعر کیتا کا ہے کیتا کلام | کیا قصیدے فضل و اعلیٰ ہیں یہ طبع کہتی ہے در کیتا ہیں یہ |
| سال فصلی بی کھان نستان نے خوب | |

| | | |
|--|---|--|
| نغمہ ہائے بلبل مولانا میں یہ | | |
| از جناب محمد تاج الدین صاحب متخلص بہ شوق ساکن مدراس | | |
| سخن بادشاہ خاطر خواہ مدحت ختم مرء سلیمین الہ | لقد الحمد چون مرتب گشت سال طبعش بشوق ہاتف گفت | |
| از جناب قاضی سید عبدالعزیز صاحب المتخلص بہ عزیز مدرس مدرسہ اسلامیہ مبارک | | |
| کیا خوشنما چن ہے بے خار بادشہ کا پھر جاتا ہے نظرمین ویدار بادشہ کا یہ مصرکانو نہ با دار بادشہ کا ثانی ہنہن ہے کوئی زہار بادشہ کا جلسوں میں تھا منور دربار بادشہ کا | گلزار بادشہ کا دیوان ہے یہ نادر ہوتی ہے سیر جہدم گلزار بادشہ کی لاکھوں عزیز میکہ یوسف کے شتری ہن اس فن شعر میں وہ شاہ سخن ہن یکتا وابستہ انکے دم سے رونق تہی شاعری کا | |
| | تاریخ عزیز اسکی کہدوز روئے بلبل دلچسپ و خوب ہے یہ گلزار بادشہ کا | |
| ولہ | | |
| مضامین صورت گلہائے خندان منور ہے لبیکل ماہ تابان ہن قائل آپ کے سارے سخن دان | عجب دیوان ہے یہ گلزار شاہی کلام صاف قادر بادشہ کا ہے شہرہ آپ کا ہندوستان میں | |
| | عزیز اسکی کہو تاریخ شہسی ہے نادر خوبرو دلکش یہ دیوان | |
| از جناب فخر الدین صاحب الفت ساکن محفوظ خان باغ مدرسہ تعلیم حضرت منعم | | |
| نور بخش جمال باغ سخن نود میدہ نہال باغ سخن | طبع گلزار بادشہ گردید ز درتہم سال خانہ الفت | |

از جناب منشی محمد سعد الدین صاحب متخلص بہ سعد ساکن مدرس

شاعر و نمین تھے جو بالکل نیک نام
جنت الفردوس میں یا یا مقام
اونکو چہا پا ہے بحسن انتظام

جاجی قادر بادشاہ صاحب خطیب
چوڑ کر صد حیف اپنے طبع زاد
اندون مرحوم کے فرزند نے

سعد سال اسکا زر وے آفرین
لکھہ - کلام بادشاہ خیر الکلام

ولہ

ہو گیا گلشن سخن کیا تر و تازہ واہ واہ
بلبل طبع نے کہا - واہ ریاض بادشاہ

فیض نسیم طبع سے باغ چا نمین آچکل
ہو گئی سال طبع کی سعد کو جیکہ جستجو

از جناب زکریا عبد الرحیم سیٹھ صاحب متخلص بہ نمین ساکن مدرس نمین چا نمین

تھے جو قادر بادشاہ عالی جناب
ہے غزل ہر ایک اسکی لا جواب
رنگ سے کہاتے ہیں حاسپیچ و تاب
طاق نیان پر دہرے اپنی کتاب

چمکیا دیوان انکا ای متین
منتخب ہر شعر اس کا بے بہا
یہ فصاحت یہ بلاغت دیکھو
اسکو گر سببان وائل دیکھو

اسکا سال طبع کہہ دے ای متین
گو یہ ہر معنی کتاب مستطاب

از جناب محمد احمد محی الدین صاحب لوی شہرت موجد معراج خیال و مالک سہلا جنتی مدرس

نوزدہ بحر کے چلتے تھے
نکتہ پرور تھے اور وسیع نظر
تھی زبان شستہ دل بشکل قمر
اسکو چہوا کے کر دیا اظہر

بادشاہ عروض و ملک سخن
شعر گوئی میں دور رس تھے وہ
ذکر خالق سے عشق احمد سے
سیر اشفاق خطیب عبد رشید

طبع کا سال کلک شہرت نے
لکھ دیا ہے یہ مدح و تحسین

از جناب خواجہ شاہ سید حبیب اللہ حسینی قادیانی جلال مددیں مدد ناصر الاسلام گویند پور و نمبر بادشاہ خاں

عمدہ سخن یہ شاہ سخن کا ہے لاکلام
فن سخن میں آپ کا بالاترین مقام
دلکش ہے نظم نثر ہے مقبول خاص عام

گلزار بادشاہ ہے دیوان بادشاہ
مرحوم بادشاہ کے اوصاف میں بہت
اشعار بادشاہ کے فصیح و بلیغ ہیں

تاریخ طبع تک ہی سنا دو یہ اسی جلال
گلزار بادشاہ ہے بے مثل و نسلا

از جناب قاضی میر غیاث الدین صاحب شجاعت بہ انظر ساکن پاکوہ ضلع سیلم

ریشم ارم جو اسکو کہوں ساز دار ہے
کیا اسکے آگے نہکت مشک تار ہے
ہر دل مثال بلبل شیدا تار ہے
جز گل کے اس چمن میں نہ مکان خار ہے
ہر شعر بادشاہ کا روئے نگار ہے
بس انکی سعی سے یہ چمن یادگار ہے
جب تک جہان میں گردش لیل و نہار ہے
یہ التجا غیاث کی بس بار بار ہے

گلزار بادشاہ عجب پرہیزگار ہے
باغ سخن کے گل سے نکلتی ہے جو شمیم
شاخ سخن پہ کیا گل منی کا رنگ ہے
ای طالبان ذوق کو دسیر بے خطر
آئے وہ جسکو حسن تحقیق کی ہو طلب
مرحوم بادشاہ کے جو خلف الرشید ہیں
آسیب چرخ سے رہے محفوظ بخیر
شکست سے اسکے تازہ رہے روح بادشاہ

تاریخ سکے طبع کی - مرغوب جان دل
اتھر سر دوش غیب سے یوں آشکار ہے

از جناب محمد عبدالحلیم صاحب بشیر حیدر آبادی فرزند جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب مرحوم
(دصفت مجھے) سبحان اللہ آج گلزار بادشاہ تیرے چوہتین، جبرری النبوی میں چہا

| | |
|----------------------------------|-------------------------------------|
| مطبوع ہو گیا ہے جو گلزار بادشاہ | جو ہر کمال ہے ایک پہ انکے کمال کا |
| وہ نعتیہ کلام ہے اور ہے مفید قوم | پر لطف صفحہ صفحہ ہے اس قیل و قال کا |

کہندے بشیر شاہ کے حسد کو حسد سے
دیوان چپا ہے شاعر نازک خیال کا

ولہ

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| یار ب رہے جاں میں مصنف کی روح پاک | اس نعتیہ کلام سے دل کا گیا ہے کرب |
| منقوط میں ہوسال سر قلب سے عیان | گلزار بادشاہ کو دین چار میں جو ضرب |

| | |
|--|----------------------------------|
| از جناب حافظ محمد عبدالقادر صاحب حافظ مالک مطبع رزاقیہ مدراس | جو عاشق لقا ہے سمیر تے بادشاہ |
| ابن رشید انکے جو عبدالرشید ہیں | تصنیف انکی ہے یہ زمانہ میں منتخب |
| | شائع کیا انہوں نے یہ سرمایہ طرب |

حافظ کہو یہ مصرع مار بچ انطبائع
گلزار بادشاہ زبے نعت حبیب

| | |
|--|---------------------------|
| از جناب ابوالمقبول محمود الحسن صاحب المتخلص محمود متوطن و انباری تلمیذ جناب منوم | میرے خالو کا اب چپا دیوان |
| لب بخت سے سال ای محمود | گلزار |
| | دکشا |
| | لکھہ کہ |
| | زمیندہ دفتر شہار |

ولہ

| | |
|-------------------------|------------------------|
| لطف گلزار بادشاہ کیا ہے | حسد باری ہے مع شاہ سن |
| گلشن نعت مصطفیٰ میں ہے | نعت پر داز عند لب و کن |

سر بدین ارا کے لکھہ حسد
واہ کیا بنظیر ہے یہ چمن

ولہ

پانچویں تصنیف حضرت بادشاہ مغفور کی
سال سکے طبع کا ای خامہ محمودیوں
اندون شائع ہوئی از فضل خلاق جهان
لکھنؤ کہ یہ دیوان قادر بادشاہ شہین شاہ

ولہ

کسی طبع بادشاہ نے اب گل بھلائے ہیں
محمودین نے بے سر اندیشہ ہسکا سال
گلزار پر بہار کی نہکت ہے جانفزا
گلزار بادشاہ سب خنکونیہ ہے کہ

از جناب مولوی سید سلطان محی الدین صاحب قادری ساکن وائمنبارسی

کیا خوب آب یاری فکر رسا سے آج
ہر لفظ حسن شاہد معنی سے مفتخر
بہرے جو آئے شوق سے دامان آرزو
ہر سپد ہے مفید مس قلب کیلئے
شام و سحر موبیل دل اس کے بہرہ ور
گلچین ہوں کیوں نہ سبارے سخنور کہ جن میں
سبز و پرہیزار ہے گلزار بادشاہ
ہر حرف نقش گوہر شعار بادشاہ
در بار فیض عام ہے دربار بادشاہ
اکسیر بنظر ہے گفتار بادشاہ
گلزار سخنزان ہے یہ گلزار بادشاہ
لاریب ہیشال میں اشعار بادشاہ

سلطان نے یوں کہا سر اعدا کو گار
مرغوب طبع آج ہے گلزار بادشاہ

از جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب ساکن وائمنبارسی (فرزند مصنف نسخہ ہذا)

اپنی تصنیفات میرے والد مرحوم نے
پہلی دیوان اور دوم یادگار بادشاہ
ایک جا پر جمع کر دلفظ جوہر اور خیال
اور چوتھی وہ ہے جس کا نام ہے سفر حجاز
پانچویں تصنیف انکی یہ کتاب لا جواب
یہ ہیں جنگوز زندگی میں اپنے شائع کر دیا
ذوق حاصل کر رہے ہیں جن ارباب صفا
جلوہ گر ہونام انکی تیسری تصنیف کا
درج ہیں حرمین کے حال جس میں جا بجا
طبع کرنے کا جسے سجد خیال انکور ما

| | |
|---|---|
| موت نے فوسل انکو اتنی جہلت بہی دی حضرت مغموم نے جو شاعر بمثل ہیں انکی کوشش کو خدائے پاک کے فضال سے ناظرین بخیر سے ہے یہ میری التجا | تاکہ مقصدین وہ پائین کامیابی کی ضیا طبع کی تحریک کی اسکے جو بالکل تہی بجا مین نے اپنی سعی سے خسر مکمل کر دیا پڑہ کے اسکو کیجئے مرحوم کے حق میں دعا |
|---|---|

فکر سال طبع کی مجھکو ہوئی جب اسی رشید
دفتر گنج فصاحت - غیب سے آئی ندا

از جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب شر آنندوری ایڈیٹر اخبار قومی رپورٹ مدرک

| | |
|---|---|
| جاحی الحزمین قادر بادشاہ صاحب خطیب قوم کے ناصح تھے مداح رسول اللہ بھی سادگی تھی وضع میں شائستگی اخلاق میں انکی نظم و نثر سے زندہ ہے انکی یاد گار باپ کے نقاش میں بیشک خطیب عبد الرشید | عذیب خوشنوا تھے علم کے گلزار میں تھی جگہ حاصل انہیں احرار میں ابرار میں رستی رفتار میں حق گوئی تھی گفتار میں ملگیا ہو گا صلا اللہ کی سرکار میں لائے ہیں بھر صورت یوسف کو وہ بازار میں |
|---|---|

فکر کیون تاریخ کی ہے اسی شرر کہد کیجئے
بادشاہ حالی تھے اپنے حال میں بخار میں

از جناب مولانا عبد السبحان صاحب روشن آنریری پریسیڈنسی
میجسٹریٹ مدرک

گلزار بادشاہ بصد زینت جمال
گلزار بادشاہ سخندان - نوشت سال

از فضل کردگار شہنشاہ و الجلال
مطبوع شد و خامہ روشن ز انبساط

اعلان

آج خوش فضل خدا سے ہے طبیعت میری
لہ الحمد ہر کانے لگی محنت میری

دلدادگان سخن اور شایقین نعت رسولِ زمن کو شردہ ہو کہ ایک مدت کے انتظار کے بعد میر والد بزرگوار حضرت خطیب الحاج قادر بادشاہ صاحب المستخلص بادشاہ مرحوم و مغفور کا غیر مطبوعہ کلام السنی نگار بادشاہ چمک تیار ہے غالباً مصنف سے روشناس کرانکی چند ضرورت نہیں کیونکہ انکا دلچسپ کلام مقبول خاص عام ہونیکی سند حاصل کر چکا ہے اور اخبار می نمایاں ہی وقت کی نظر سے دیکھا گیا ہے جنوبی ہند کے علاوہ شمالی ہند کے متعدد اخبارات رسالجات میں ہی انکا کلام طبع ہو کر شہرت پذیر ہو چکا ہے اس پہلے انکے دو دیوان طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکے ہیں یہ انکا تیسرا دیوان اور اخیر مجموعہ کلام ہے جسکے اہتمام میں میں نے سعی طبع سو کام لیا کیونکہ یہ میر فرض تھا اس پہلے کا کلام چونکہ والد ماجد کی حین حیات میں شائع ہوا تھا لہذا اس میں میری جدوجہد کو کچھ نہ خل نہ تھا میں نے کامل دو سال انکے ششدر کلام کو فراہم کر نہیں کر سکے اس عرصے میں انکے احباب اشتیاق اور اصرار کی کوئی حد نہ تھی بار بار تقاضا ہوتا تھا کہ کلام جلد شائع ہو کر انکو اکل آئینہ ہوں باوقار تھا اس شاہد رعنا کی جلوہ آرائی میں تاخیر و ناہوی میں ہر چند اسکے اہتمام میں جدوجہد کا کوئی دقیقہ فرو گزشت نہ کیا اور حتی الامکان خوشنویسی اور صحت کا لحاظ رکھا گیا بہر ہی ہر وہ نسیان کو گناہان بری نہیں ہو سکتا لہذا اگر کہیں خطا نظر آئے تو ناظرین و اس غفور و شہید فرما میں مصنف کا اخیر دیوان اسوقت شروع ہوتا ہے وہ فرضی معشوق اور زندہ اشعار و نایاب ہو چکے ہیں و رشتہ قبول صائد علیہ علی اکو سلوک و جہاد و انکی طبیعت میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں جہاں تیر و بیس کا قی و خریدار مسرور ہیں تیر و بیعت عم ایکرو پیہ چار آنہ علاوہ محمولہ ان ترسین زباید و فیضیابی

طلب ایمن تاخیر و اگر کہیں اشتیاق تھا
یہ گو دون اشتیاق میرا